



يَا أَيُّهَا الْخَيْرُ • آمَنُوا

طَبِّعُوا لِلَّهِ  
وَطَبِّعُوا لِرَسُولِهِ

وَأَطِيعُوا أَمْرَ مَنْبِيِّكُمْ





جلسہ سالانہ جرمنی 2026ء کے موقع پر



## خصوصی نمائش

جماعت احمدیہ جرمنی کا آئندہ سال ہونے والا جلسہ سالانہ 2026ء پچاسواں جلسہ ہوگا، ان شاء اللہ۔ اس موقع پر تاریخ کمیٹی جرمنی کی طرف سے بعنوان ”جلسہ سالانہ جرمنی“ ایک نمائش کا اہتمام کیا جائے گا، جس میں گزرے ہوئے جلسہ ہائے سالانہ جرمنی کی تاریخ پیش کی جائے گی، ان شاء اللہ۔

اس ضمن میں قارئین کرام اور احباب جماعت سے درخواست ہے کہ جن دوستوں کے پاس بھی جلسہ سالانہ جرمنی سے متعلق درج ذیل معلومات یا مواد ہو، انہیں جلد از جلد تاریخ کمیٹی جرمنی کو بھجوا کر ممنون فرمائیں، جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

تصاویر	خطوط	دستاویزات
پروگرام جلسہ	دعوتی کارڈ	ویڈیوز
سوونیر (Souvenir)	انتظامیہ کی فہرست	چھوٹا بڑا بینر (Banner)
رجسٹریشن کارڈ	ڈیوٹی بیج (Duty Badge)	یادگار واقعہ

معلومات ارسال کرنے کے لئے پتہ:

History Jamaat Germany, Genfer Str. 11, 60437 Frankfurt

Email: history@ahmadiyya.de

Fax.: +496950688722

(سید افتخار احمد، انچارج نمائش جلسہ سالانہ جرمنی 2026ء)





Designed by Freepik

اداریہ

## نظامِ جماعت کا تقدس و احترام

کسی بھی کامیاب فرد، جماعت یا ادارہ کی پہچان اس کا نظم و ضبط ہے۔ دراصل یہ فطرت کی ہی آواز ہے کیونکہ قدرت کے پیدا کردہ چھوٹے سے چھوٹے ذرہ ”ایٹم“ سے لے کر بڑے سے بڑے سیاروں اور ستاروں تک میں نظم و ضبط موجود ہے جیسا کہ فرمایا: **كُلُّ فِي فَلَكَ يُسَبِّحُونَ** یعنی سب (اپنے اپنے) مدار میں رواں دواں ہیں۔ قدرت کے اسی اصول کے مطابق جماعت احمدیہ بھی ایک مربوط نظام رکھتی ہے جس کی پابندی کر کے افرادِ جماعت اُن گنت دینی و دنیوی فوائد سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنیاد رکھی تو حسبِ ضرورت ہدایات عطا فرما کر نظامِ جماعت کی بھی داغ بیل ڈالی اور ابتداء میں جماعتی امور چلانے اور اموال کی نگرانی کے لئے صدر انجمن احمدیہ قائم فرمائی۔ اس انجمن کا ڈھانچہ وقت کے ساتھ ساتھ واضح ہوتا چلا گیا اور آپ کی وفات کے بعد خلفائے سلسلہ کی رہنمائی میں اسی بنیاد پر نظامِ جماعت کی وسیع عمارت تعمیر ہوتی چلی گئی۔ جس کے نتیجے میں آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر فردِ جماعت کی ہر بنیادی ضرورت کے لئے مجلس شوریٰ، دارالقضاء، نظارتوں، وکالتوں اور ذیلی تنظیموں کی صورت میں انتظام موجود ہے جو مرتب شدہ قواعد کے مطابق اپنا اپنا کام سرانجام دیتی ہیں، الحمد للہ۔ چنانچہ اس نظام کا فعال حصہ بننے والا اور اس کے تقدس و احترام کا خیال رکھنے والا اس کی برکات سے مستفیض ہوتا ہے اور مطمئن، کامیاب و خوشحال زندگی بسر کرتا ہے جبکہ اس سے اعراض کرنے والا کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ادھر ادھر بھٹک کر اپنا نقصان کر لیتا ہے۔ یہ سب انتظام دراصل لوگوں کی سہولت اور آسانی کی خاطر قائم کیا جاتا ہے جیسا کہ آنحضور ﷺ کی مقرر کیے جانے والے ہر امیر کو نصیحت ہوتی تھی کہ آسانی پیدا کرنا، مشکلیں پیدا نہ کرنا۔ محبت و خوشی پھیلانا اور نفرت نہ پنپنے دینا۔ (بخاری) اس اعتبار سے اس نظام کے عہدیداران پر بھی بہت سی ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں، سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ اس ضمن میں فرماتے ہیں:

”تمام عہدیداران اپنے اپنے دائرہ عمل میں نگران بنائے گئے ہیں۔ میں نے پہلے بھی ذیلی تنظیموں کا بھی ذکر کیا ہے تو بعض دفعہ رپورٹیں ذیلی تنظیموں کی معلومات پر مبنی ہوتی ہیں، ان کی طرف سے آرہی ہوتی ہیں۔ تو اگر ہر لیول پر اس نگرانی کا صحیح حق ادا نہیں ہو رہا ہو گا تو پھر آنحضرت ﷺ نے تنبیہ فرمادی ہے کہ اگر تم بطور نگران اپنے فرائض کی ادائیگی نہیں کر رہے تو تم پوچھے جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور مجرم کی حیثیت سے حاضر ہونا اور پوچھے جانا بذاتِ خود ایک خوف پیدا کرنے والی بات ہے لیکن یہاں جو فرمایا کہ یہ نہ سمجھو کہ تم پوچھے جاؤ گے اور شاید نرمی کا سلوک ہو جائے اور جان بچ جائے بلکہ فرمایا کہ جٹ ایسے لوگوں پر حرام کر دی جائے گی۔ پس بڑا شدید انداز ہے، خوف کا مقام ہے، رو ٹگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔“ (خطبہ جمعہ 5 دسمبر 2003ء)

اللہ تعالیٰ ہر فردِ جماعت کو اس مقدس نظام کے ساتھ وابستہ رکھے اور ہر عہدیدار کو اپنی ذمہ داریاں پوری صلاحیت، محنت اور اخلاص کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق بخشے، آمین۔

## فہرست مضامین

04	قال اللہ جلّ جلالہ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ السلام
05	تبرکات: اطاعت اولی الامر
06	منظوم کلام: رنگ تقویٰ سے کوئی رنگت نہیں ہے خوب تر
07	خطبہ جمعہ: اولی الامر کا روحانی نظام
13	نظام جماعت کی برکات
18	ایک سو سو مجلس شوریٰ لجنہ اماء اللہ جرمنی
19	اطاعت اولی الامر کے متعلق اسلامی نظریہ
23	سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عائلی زندگی
27	حضرت قمر الانبیاء کی ٹھنڈی میٹھی چاندنی
30	ملکی و عالمی خبریں
31	سب سنن کے جام بھرتے ہیں اسی سرکار سے
33	خدمت انسانیت کا سب سے مشہور اعزاز نوبل انعام 2025ء
37	ایک عالمی ادبی جشن فرانکفرٹ کتاب میلہ 2025ء
39	ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے
43	ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
45	آدھی صدی کا سفر
47	تاریخ جرمنی
48	اعلانات و فوات: بلانے والا ہے سب سے پیارا

## مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب  
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

اولیس احمد نوید، مدبر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سید سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمن مبشر، سید افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرورق

احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی

سعید اللہ خان

مینجر

سید افتخار احمد

اعزازی اراکین

محمد انیس دیا گڑھی، منور علی شاہد، صادق محمد طاہر

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی

Genfer Str.11,

60437 Frankfurt am Main, Germany

Email: [akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de](mailto:akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de)

Tel & Fax: +49-69 50688722

PRINTER: RANA PRINT

HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN



اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارے اخبار احمدیہ جرمنی کی ویب سائٹ

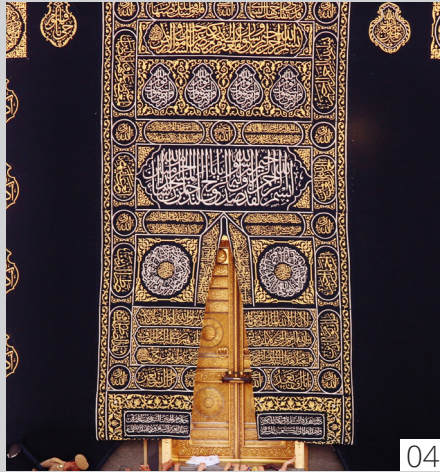
[www.akhbareahmadiyya.de](http://www.akhbareahmadiyya.de)

پر بھی پڑھ سکتے ہیں





07



04



### Gegen den Hass und für die Liebe

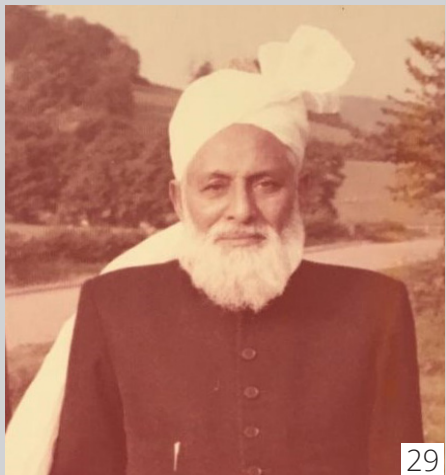
Muslimische Ahmadiyya-Gemeinde in Frankfurt gibt Einblicke in ihre Moschee und Überzeugungen

VON STEFFEN BECKING  
Deutschen Einblicke das Gemein-  
schaft bewacht. Es sei nicht  
schwierig, das zu verstehen. Doch  
es sei auch wichtig, dass man  
die großen und kleinen Moscheen  
nicht als Orte der Feindschaft  
und des Hasses sehe, sondern  
als Orte der Liebe und der  
Friede. Die Ahmadiyya-Moschee  
in Frankfurt ist ein Ort, an dem  
die Menschen zusammenkommen  
und sich gegenseitig unterstützen.  
Die Ahmadiyya-Moschee in Frankfurt  
ist ein Ort, an dem die Menschen  
zusammenkommen und sich  
gegenseitig unterstützen. Die  
Ahmadiyya-Moschee in Frankfurt  
ist ein Ort, an dem die Menschen  
zusammenkommen und sich  
gegenseitig unterstützen.

40



13



29



23



38



47



19



## قَالَ اللَّهُ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ  
فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ (النساء: 60)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔ اور اگر تم کسی معاملہ میں (اولوالامر سے) اختلاف کرو تو ایسے معاملے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دیا کرو۔

## قَالَ النَّبِيُّ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ، فَإِنَّهُ مَنْ  
خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شَيْئًا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً

(صحیح بخاری کتاب الفتن)

حضرت ابن عباسؓ نے آنحضرت ﷺ سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا جس نے اپنے حاکم کی کسی بات کو ناپسند کیا تو چاہیے کہ وہ صبر کرے کیونکہ جو بادشاہ کی اطاعت سے ایک بات بھی باہر ہوا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

## قَالَ الْمَوْجِبُونَ

اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اُس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے اسی لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں کیونکہ وہ ہمارے دینی مقاصد کے خارج نہیں ہیں بلکہ ہم کو ان کے وجود سے بہت آرام ملا ہے۔

(ضرورت الامام روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 493، 494)



## اطاعت اولی الامر

### سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

”قرآن شریف میں حکم ہے **أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ**۔ یہاں **أُولِي الْأَمْرِ** کی اطاعت کا حکم صاف طور پر موجود ہے۔ اور اگر کوئی شخص کہے کہ **مِنْكُمْ** میں گورنمنٹ داخل نہیں تو یہ اُس کی صریح غلطی ہے۔ گورنمنٹ جو حکم شریعت کے مطابق دیتی ہے وہ اُسے **مِنْكُمْ** میں داخل کرتا ہے۔ ... اشارۃ النقص کے طور پر قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کی اطاعت کرنی چاہئے اور اس کے حکم مان لینے چاہئیں۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 171 مطبوعہ ربوہ)

### حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں

”دوسری ذمہ داری جو ایک احمدی کی ہے ... وہ یہ ہے کہ قانون ملکی کو کبھی اپنے ہاتھ میں نہیں لینا ... اولی الامر کے لفظ میں اس طرف اشارہ ہے کہ ... ایک تو ہم ... قانون کے پابند اور قانون کی اطاعت کرنے والے لوگ ہیں اور دوسرے جن کو قانون صاحب اختیار بناتا ہے ہم اُن کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہیں۔ ... قانون کی اطاعت کرنا اور قانون شکنی سے بچنا ہی یہ تقاضا کرتا ہے کہ جن لوگوں کو قانون نے حکومت کا اختیار دیا ہے قانون کے اندر رہتے ہوئے اُن کی بھی اطاعت کی جائے۔“

(خطبات ناصر جلد 6 صفحہ 483)

### حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

”ہر ایک مسلمان کے لئے اطاعت اللہ و اطاعت الرسول و اطاعت اولی الامر ضروری ہے۔ اگر اولی الامر صریح مخالفت فرمان الہی اور فرمان نبوی کی کرے تو بقدر برداشت مسلمان اپنی شخص و ذاتی معاملات میں اولی الامر کا حکم نہ مانے یا اُس کا ملک چھوڑ دے۔ **أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ** صاف نص ہے۔ اولی الامر میں حکام و سلطان اول ہیں اور علماء و حکماء دوم درجے پر ہیں۔“

(الہدٰی 9-16 دسمبر 1909ء صفحہ 4 کالم 2)

### حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں

”حکومت وقت کے خلاف اٹھنا اور تحریک چلانا یا بغاوت کرنا یہ تو نہ ہماری سرشت میں ہے نہ ہماری تعلیم میں یہ بات داخل ہے لیکن ہمیں یہ یقین ہے اور یہ علم ہے کہ ہمارا خدا ہمیں کبھی اکیلا نہیں چھوڑا کرتا، ہمارے دشمنوں کو ہمیشہ ذلیل و رسوا کیا کرتا ہے۔ جس کسی نے بھی احمدیت پر ہاتھ ڈالا ہے وہ ہاتھ ہمیشہ کاٹے گئے ہیں۔ پس دعائیں کریں اور اسی کی طرف جھکیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے وسیلہ سے باقی ملک کو بھی نجات بخشنے۔“

(خطبات طاہر جلد 4 صفحہ 91)

### حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

”بعض جماعتیں ایسی ہیں جو بغاوت کی تعلیم دیتی ہیں۔ بعض قتل و غارت کی تلقین کرتی ہیں۔ بعض قانون کی پابندی کو ضروری نہیں سمجھتیں۔ ان معاملات میں کسی جماعت سے ہمارا تعاون نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ ہماری مذہبی تعلیم کے خلاف امور ہیں۔ اور مذہب کی پابندی اتنی ضروری ہے کہ چاہے ساری گورنمنٹ ہماری دشمن ہو جائے اور جہاں کسی احمدی کو دیکھے اُسے صلیب پر لٹکانا شروع کر دے پھر بھی ہمارا یہ فیصلہ بدل نہیں سکتا کہ قانون شریعت اور قانون ملک کبھی توڑا نہ جائے۔ اگر اس وجہ سے ہمیں شدید ترین تکلیفیں بھی دی جائیں تب بھی یہ جائز نہیں کہ ہم اس کے خلاف چلیں۔“

(الفضل 6 اگست 1935ء جلد 23 نمبر 31 صفحہ 10 کالم 3)

### حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

”جب پاکستان میں یا بعض دوسرے ممالک میں احمدیوں کو کہا جاتا ہے کہ تم اپنے آپ کو مسلمان نہ کہو تو ہم یہ بات ماننے کو تیار نہیں۔ ہم مسلمان کہتے ہیں۔ یا کلمہ نہ پڑھو۔ ہم پڑھتے ہیں۔ یا ایک دوسرے کو سلام نہ کہو، یا قرآن کریم نہ پڑھو۔ تو یہ ہمارے مذہب کا اور دین کا معاملہ ہے۔ اس بارہ میں جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے اطاعت کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہاں بھی ہم بغاوت نہیں کرتے صرف ان معاملوں میں ہم کبھی کسی قسم کے قانون کو مان ہی نہیں سکتے کیونکہ یہ شریعت کا معاملہ ہے۔ اللہ اور رسول کے حکموں کا معاملہ ہے۔ جہاں تک ملک کے دوسرے قوانین کا تعلق ہے، اس کے باوجود ہر احمدی ہر قانون کی پابندی کرتا ہے۔“ (خطبہ جمعہ یکم اپریل 2011ء)

## رنگِ تقویٰ سے کوئی رنگت نہیں ہے خوب تر

وہ خدا جس نے بنایا آدمی اور دیں دیا  
وہ نہیں راضی کہ بے دینی ہو ان کا کاروبار  
موت سے گر خود ہو بے ڈر کچھ کرو بچوں پہ رحم  
امن کی رہ پر چلو بن کو کرو مت اختیار  
فقر کی منزل کا ہے اول قدم نفی وجود  
پس کرو اس نفس کو زیر و زبر از بہر یار  
رنگِ تقویٰ سے کوئی رنگت نہیں ہے خوب تر  
ہے یہی ایماں کا زیور ہے یہی دیں کا سنگار  
اس جہاں کو چھوڑنا ہے تیرے دیوانوں کا کام  
نقد پا لیتے ہیں وہ اور دوسرے امیدوار  
کون ہے جس کے عمل ہوں پاک بے انوارِ عشق  
کون کرتا ہے وفا بن اُس کے جس کا دل فگار  
جس کو دیکھو آجکل وہ شوخیوں میں طاق ہے  
آہ رحلت کر گئے وہ سب جو تھے تقویٰ شعار  
جس طرف دیکھو یہی دُنیا ہی مقصد ہو گئی  
ہر طرف اُس کے لئے رغبت دلائیں بار بار

(انتخاب از درثین، ”مناجات اور تبلیغ حق“)





حضرت خلیفۃ المسیح الخامس رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے

## اولی الامر کا روحانی نظام

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس رحمۃ اللہ علیہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ 5 دسمبر 2014ء کا مکمل متن

کرتا وہ ہم میں داخل ہے۔“ فرمایا: ”اشارۃ النص کے طور پر قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کی اطاعت کرنی چاہئے۔“ یعنی صاف طور پر ظاہر ہے۔ اس آیت میں قرآن کریم سے بڑا واضح اشارہ ہے ”کہ گورنمنٹ کی اطاعت کرنی چاہئے۔“

(رسالہ الانذار صفحہ 69 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود جلد 2 صفحہ 246) پس اس زمانے کے حکم اور عدل نے واضح فرما دیا کہ سوائے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں کی نفی کرنے والے احکامات کے عموماً دنیاوی احکامات میں ایک مومن کا کام ہے کہ وہ مکمل طور پر ملکی قوانین کی پابندی کرے۔ اگر یہ سنہری اصول اس وقت کے مسلمان بھی اپنا لیں کہ حکومت وقت سے لڑنا نہیں ہے تو بہت سے ملکوں میں جو فساد کی صورتحال ہے اس میں بہت حد تک سکون آسکتا ہے۔ بہر حال اس وقت میں اس بحث میں پڑے بغیر کہ حکمرانوں کا کتنا قصور ہے اور فساد پیدا کرنے والے

کو نمایاں کرنا ہے، نکھار کر دکھانا ہے، چاہے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہو، اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت ہو یا حکام کی اطاعت ہو۔ ہاں اگر حکومت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے واضح حکم کے خلاف کوئی حکم دے تو پھر بہر حال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم مقدم ہے۔ لیکن اگر مذہبی معاملات میں دخل اندازی نہیں ہے تو پھر حکام چاہے مسلم ہوں یا غیر مسلم ان کی اطاعت ضروری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارے میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ”قرآن میں حکم ہے اَطِيعُوا اللَّهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ۔ اب اولی الامر کی اطاعت کا صاف حکم ہے۔ اور اگر کوئی کہے کہ گورنمنٹ مِنْكُمْ میں داخل نہیں تو یہ اُس کی صریح غلطی ہے۔ گورنمنٹ جو بات شریعت کے موافق کرتی ہے۔ وہ مِنْكُمْ میں داخل ہے۔ جو ہماری مخالفت نہیں

حضور انور رحمۃ اللہ علیہ نے تشہد، تَعُوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد درج ذیل آیات کی تلاوت سے آغاز فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ۔ اے وہ ذَلِكْ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (النساء: 60) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔ اور اگر تم کسی معاملہ میں اولوالامر سے اختلاف کرو تو ایسے معاملے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دیا کرو اگر فی الحقیقت تم اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان لانے والے ہو۔ یہ بہت بہتر طریق ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔

پس اس آیت میں ایک حقیقی مومن کے بارے میں ایک اصولی بات بیان فرمادی کہ اس نے اپنے اطاعت کے وصف

گروہوں کا کتنا قصور ہے اور اس وجہ سے مسلم امہ کس حد تک متاثر ہو رہی ہے، میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس آپ کے سامنے رکھوں گا۔ کافی لمبا اقتباس ہے جو اطاعت کے معیار، اطاعت کی اہمیت، اطاعت نہ کرنے کے نقصانات اور اسلام کے پھیلنے میں اطاعت کے کردار وغیرہ پہلوؤں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ اس زمانے میں احمدی ہی اس بات کا صحیح اظہار کر سکتے ہیں یا اطاعت کا صحیح اظہار کر سکتے ہیں اور دنیا کو دکھا سکتے ہیں کہ مسلمانوں کے وقار کو کس طرح قائم کیا جاسکتا ہے۔ بہر حال اپنے

ہے۔ فرمایا) ”مسلمانوں کے ضعف اور تنزل کے منجملہ دیگر اسباب کے باہم اختلاف اور اندرونی تنازعات بھی ہیں۔ پس اگر اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے پھر جس کام کو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ اس میں یہی تریز ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے۔ پیغمبر خدا ﷺ کے زمانہ میں صحابہ بڑے بڑے اہل الرائے تھے خدا نے ان کی بناوٹ ایسی ہی رکھی تھی وہ اصول سیاست سے بھی

گیا۔ مگر میں کہتا ہوں یہ صحیح نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ دل کی نالیاں اطاعت کے پانی سے لبریز ہو کر بہہ نکلی تھیں یہ اس اطاعت اور اتحاد کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے دوسرے دلوں کو تسخیر کر لیا۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ وہ تلوار جو ان کو اٹھانی پڑی وہ صرف اپنی حفاظت کے لئے تھی ورنہ اگر وہ تلوار نہ بھی اٹھاتے تو یقیناً وہ زبان ہی سے دنیا کو فتح کر لیتے۔“ فرماتے ہیں: ”سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بردل۔“ یعنی وہ بات جو دل سے نکلتی ہے۔ نشیند لاجرم بردل۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ دل

### مومن کا کام ہے کہ وہ مکمل طور پر ملکی قوانین کی پابندی کرے

عملی نمونے پہلے ہیں۔ پہلے اپنے اطاعت کے معیاروں کو بلند کرنا ہے۔

خوب واقف تھے کیونکہ آخر جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام خلیفہ ہوئے اور ان میں سلطنت آئی تو انہوں نے جس خوبی اور انتظام کے ساتھ سلطنت کے بارگراں کو سنبھالا ہے اس سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ ان میں اہل الرائے ہونے کی کیسی قابلیت تھی۔ مگر رسول کریم ﷺ کے حضور ان کا یہ حال تھا کہ جہاں آپ نے کچھ فرمایا اپنی تمام راؤں اور دانشوں کو اس کے سامنے حقیر سمجھا۔ اور جو کچھ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا اسی کو واجب العمل قرار دیا۔ ان کی اطاعت میں گمشدگی کا یہ عالم تھا کہ آپ کے وضو

پر ضرور اثر کرتی ہے۔ جو بات دل سے نکلے وہ دل پر ضرور اثر کرتی ہے۔ فرماتے ہیں: ”انہوں نے ایک صداقت اور حق کو قبول کیا تھا اور پھر سچے دل سے قبول کیا تھا۔ اس میں کوئی تکلف اور نمائش نہ تھی۔ ان کا صدق ہی ان کی کامیابیوں کا ذریعہ ٹھہرا۔ یہ سچی بات ہے کہ صادق اپنے صدق کی تلوار ہی سے کام لیتا ہے۔ آپ (پیغمبر خدا ﷺ) کی شکل و صورت جس پر خدا پر بھروسہ کرنے کا نور چڑھا ہوا تھا اور جو جلالی اور جمالی رنگ کو لئے ہوئے تھی۔ اس میں ہی ایک کشش اور قوت تھی کہ وہ بے اختیار دلوں کو کھینچ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ”یعنی اللہ اور اس کے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے۔ مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح

### اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے

کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی۔ اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحّدوں کے قلب میں بھی بُت بن سکتی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کیسا فضل تھا اور وہ کس قدر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں فنا شدہ قوم تھی۔ یہ سچی بات ہے کہ کوئی قوم قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرماں برداری کے اصول کو اختیار نہ کرے۔ اور اگر اختلاف رائے اور چھوٹ رہے تو پھر سمجھ لو کہ یہ ادبار اور تنزل کے نشانات ہیں۔“ (پھر زوال ہی زوال

کے بقیہ پانی میں برکت ڈھونڈتے تھے اور آپ کے لب مبارک کو متبرک سمجھتے تھے۔ اگر ان میں یہ اطاعت، یہ تسلیم کا مادہ نہ ہوتا بلکہ ہر ایک اپنی ہی رائے کو مقدم سمجھتا اور چھوٹ پڑ جاتی تو وہ اس قدر مراتب عالیہ کو نہ پاتے۔ میرے نزدیک شیعہ سنیوں کے جھگڑوں کو چکا دینے کے لئے یہی ایک دلیل کافی ہے کہ صحابہ کرام میں باہم چھوٹ، ہاں باہم کسی قسم کی چھوٹ اور عداوت نہ تھی کیونکہ ان کی ترقیاں اور کامیابیاں اس امر پر دلالت کر رہی ہیں کہ وہ باہم ایک تھے اور کچھ بھی کسی سے عداوت نہ تھی۔ نا سمجھ مخالفوں نے کہا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا

لیتے تھے۔ اور پھر آپ کی جماعت نے اطاعت الرسول کا وہ نمونہ دکھایا اور اس کی استقامت ایسی فوق الکرامت ثابت ہوئی کہ جو ان کو دیکھتا تھا وہ بے اختیار ہو کر ان کی طرف چلا آتا تھا۔ (اس نمونے کی جو انہوں نے دکھایا اور پھر مستقل مزاجی سے دکھاتے چلے گئے اس کی ہی کرامت تھی کہ جس نے اس کو دیکھا وہ بے اختیار ان کی طرف کھینچا چلا آیا) غرض صحابہ کی سی حالت اور وحدت کی ضرورت اب بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو جو مسیح موعود کے ہاتھ سے تیار ہو رہی ہے اسی جماعت کے ساتھ شامل کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے تیار کی تھی۔ اور چونکہ جماعت کی



ترقی ایسے ہی لوگوں کے نمونوں سے ہوتی ہے اس لئے تم جو مسیح موعود کی جماعت کہلا کر صحابہ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو۔ اطاعت ہو تو ویسی ہو۔ باہم محبت اور اخوت ہو تو ویسی ہو۔ غرض ہر رنگ میں ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہ کی تھی۔“ (الحکم 10 فروری 1901ء صفحہ 21)

اس ایک اقتباس میں آپ نے بہت سی باتوں کی وضاحت فرمادی۔ پہلی بات تو یہ کہ جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو اور پھر اولوالامر یعنی اپنے سرداروں،

کرنے کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے خلافت کا نظام بھی جاری فرمایا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی حکومت دلوں میں قائم کرنے کے لئے کوشش کرتا ہے۔ اور تنازعہ کی صورت میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔

یہ بھی ہم پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ خلافت کا نظام ہم میں جاری ہے ورنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف لوٹانے کے بارے میں مختلف فرقوں اور فقہاء کی اپنی اپنی تشریح ہے، تفسیریں ہیں اور بعض ایسی ہیں جو معاملوں کو سلجھانے کے بجائے الجھانے والی ہیں اور الجھا سکتی ہیں۔

ایک نکتہ آپ نے یہ بیان فرمایا کہ ”مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں جتنی اطاعت کی ہے۔“ انسان جتنے چاہے مجاہدات کرتا رہے لیکن اگر اطاعت نہیں تو نہ ہی انسان کو روحانی لذت اور روشنی مل سکتی ہے، نہ زندگی کا سکون مل سکتا ہے۔ پس جو لوگ اپنی نمازوں اور عبادتوں پر بہت مان کر رہے ہوتے ہیں اور اطاعت سے باہر نکلتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث نہیں بن سکتے۔

پھر اطاعت کا معیار حاصل کرنے کے لئے ایک اہم بات آپ نے بیان فرمائی کہ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کرنا ضروری ہے۔ اپنے تکبر کو مارنا ہو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ”اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے“

حکومت وغیرہ کی اطاعت کرو۔ اس میں حکومتی نظام بھی آجاتا ہے اور نظام جماعت بھی آجاتا ہے۔ اور خلافت کی اطاعت تو ان دونوں سے اوپر ہے کیونکہ خلافت اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کو ہی قائم کرتی ہے۔ اور نظام جماعت خلافت کے تابع ہے۔ اور یہ خلافت کی خوبصورتی ہے کہ بعض دفعہ اگر نظام جماعت کو چلانے کے لئے مقرر کردہ کارکنوں اور افراد جماعت کے تعلق میں کوئی مسئلہ پیدا ہو جائے، کوئی تنازعہ پیدا جائے تو خلیفہ وقت اسے دور کرتا ہے۔ یہ اس کے فرائض میں شامل ہے۔ یہاں یہ بھی واضح ہو کہ جیسا کہ میں نے کہا کہ خلافت کی

اسی طرح حکومت وقت کے ساتھ معاملات میں بھی مختلف نظریات مختلف مسائل پیدا کر سکتے ہیں۔ پس ایک اجتہاد اور فیصلہ خلافت کے تابع رہ کر ہی ہو سکتا ہے اور اس بات پر احمدی جتنا بھی شکر کریں وہ کم ہے۔ اور اس شکر کا اظہار خلافت کی مکمل اطاعت سے ہی ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پھر یہ بھی فرمایا اور یہ بڑی اہم بات ہے کہ اطاعت اگر سچے دل سے کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت و روشنی آتی ہے اور یقیناً اس سے مراد روحانی نظام کی اطاعت ہے اور ہر ایک کے لئے اپنی اطاعت کے ماپنے کا یہ معیار ہے کہ کیا دل میں نور پیدا ہو رہا ہے۔

گاہ اپنی انانیت پر چھری پھیرنی ہوگی۔ اپنی خواہشات کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مرضی کے موافق کرنا ہوگا تب ہی اطاعت کا معیار حاصل ہوگا۔ ورنہ آپ فرماتے ہیں اس کے بغیر اطاعت ممکن ہی نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ بڑے بڑے موحدوں کے دلوں میں بھی بُت بن سکتے ہیں۔ ایسے لوگ جو خدائے واحد کی عبادت کرنے والے ہیں یا کہتے ہیں کہ ہم ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہیں۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد بقول اُن کے ان کے دل میں ہے۔ فرمایا کہ ان کے دلوں میں بھی بُت بن سکتے ہیں۔ بیشک ایک خدا کی عبادت کا دعویٰ ہو

اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کرنا ضروری ہے۔ اپنے تکبر کو مارنا ہوگا۔ اپنی انانیت پر چھری پھیرنی ہوگی

اطاعت حکومت سے بھی اوپر ہے تو کسی قسم کی غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے۔ خلیفہ وقت ملکی قوانین کی سب سے زیادہ پابندی کرتا ہے، کرنے والا ہے اور کروانے والا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

”اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے۔“

(ضروۃ الامام، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 493)

پس حکومت کے دنیاوی نظام کے اندر ایک روحانی نظام بھی چل سکتا ہے اور چلتا ہے اور ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس روحانی نظام کا حصہ ہیں اور امام الزمان کے نظام کو جاری

اطاعت سے روح میں لذت، روشنی آرہی ہے؟ اگر ہر ایک خود اس پر غور کرے تو وہ خود ہی اپنے معیار اطاعت کو پرکھ لے گا کہ کتنی ہے۔ کس قدر وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر رہا ہے۔ کس قدر وہ رسول کی اطاعت کر رہا ہے۔ اور کس قدر مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قائم کردہ نظام خلافت کی اطاعت کر رہا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بعد کوئی نور حاصل نہیں ہوتا تو آپ نے فرمایا اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ حکومت وقت کی اطاعت سے امن اور سکون تو پیدا ہو گا لیکن روحانی روشنی اور لذت روحانی نظام کی اطاعت میں ہی ہے۔ پھر اپنے روحانی معیار کو بلند کرنے کے لئے

لیکن خود پسندی اور فخر کے بُت دلوں میں بیٹھے ہوں گے جو ایک وقت میں پھر انسان کو ادنیٰ اطاعت سے بھی باہر نکال دیتے ہیں۔ بڑی بڑی باتیں تو ایک طرف رہیں۔ آپ نے واضح فرمایا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے سچی اطاعت کے بعد ہی اپنی عبادتوں کے وہ اعلیٰ ترین نتائج حاصل کئے جو ہمارے لئے آج نمونہ ہیں۔ اطاعت کس طرح ہونی چاہئے؟ ایک حدیث میں آتا ہے آپ نے یہ فرمایا کہ تمہارے اوپر اگر حبشی غلام بھی امیر مقرر کیا جائے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ منقہ کے سر والا بھی اگر امیر مقرر کیا

جائے یعنی اگر اس میں عقلی لحاظ سے کچھ کمیاں بھی ہوں تو اس کی بھی اطاعت کرو۔

(صحیح البخاری کتاب الاحکام باب السع والطاعة حدیث نمبر 7142)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قومی ترقی کو بھی اطاعت سے باندھ کر واضح فرمایا کہ کوئی قوم قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہیں کریں گے۔ پس اس اصول کو اپنانا ہی ترقی کا راز ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ ترقی جماعت کے ساتھ رہنے، امام وقت کی باتیں سننے اور اطاعت سے ہی ملنی ہے۔ اس کے بغیر

انہوں نے اس کی بات مان لی اور اس کے ارد گرد جمع ہونے شروع ہو گئے۔ اسی کو اپنا لیڈر بنالیا اور اطاعت اور فرمانبرداری کا بہترین نمونہ دکھایا۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ ایسا نمونہ دکھایا کہ اس نے نیپولین کی اپنی زندگی کو بھی بدل دیا۔ باوجود اس کے کہ خود اس کو اطاعت کے لئے کہا جاتا تھا جب عملی طور پر اس کے سامنے اطاعت آئی تب اس نے اپنے آپ میں مزید انقلاب پیدا کیا۔ بہر حال ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ایک بڑی جنگ کے بعد نیپولین ہار گیا اور اٹلی کے ایک جزیرے میں قید کر دیا گیا۔ وہاں کچھ وقت کے بعد کچھ لوگوں کی مدد سے آزاد

حکومتی فوجیوں نے انہیں گولیوں کی بارش کر کے ختم کر دیا۔ پھر اس نے اور آدمی بھیجے۔ وہ بھی مارے گئے۔ ان کا بھی وہی انجام ہوا۔ آخر سپاہیوں نے کہا کہ آگے بڑھنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ دشمن سامنے ہے اور جگہ تنگ ہے۔ ادھر ادھر ہم ہونہیں سکتے۔ اور پھر وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم نے بائبل پر قسمیں کھائی ہیں کہ حکومت کا ساتھ دینا ہے اور نیپولین کے سپاہیوں کو ختم بھی کرنا ہے۔ بہر حال ہم حملہ پوری طرح کر نہیں سکتے۔ دڑہ چھوٹا ہے اور مارے جاتے ہیں۔ کیونکہ نیپولین نے خود ہی ان حکومتی سپاہیوں میں بھی تربیت کر کے اطاعت اور فرمانبرداری

بیعت کا تو مفہوم ہی اطاعت میں اپنے آپ کو فنا کرنا ہے۔ اور یہ مفہوم اتنا بلند ہے کہ دنیوی امور میں فرمانبرداری اس کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتی

ترقی نہیں مل سکتی۔ آج اس اصل کو اگر مسلمان بھی سمجھ لیں تو ایک ایسی عظیم طاقت بن جائیں جس کا دنیا کی کوئی طاقت مقابلہ نہیں کر سکتی۔ لیکن ہم جو احمدی کہلاتے ہیں ہمیں کامل فرمانبرداری کے معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اطاعت کو روحانی جماعتوں کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے انجام کے لحاظ سے بہترین کہا ہی ہوا ہے۔ اور یہ تو ہے ہی کہ جب اطاعت کریں گے تو انجام بہتر ہو گا جس سے انقلاب پیدا ہو گا۔ لیکن دنیاوی نظاموں میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ فرمانبرداری کی روح کیسے کیسے انوکھے کام دکھائی ہے۔

ہوا۔ دوبارہ فرانس کے ساحل پر آیا۔ اس وقت تک فرانس میں نئی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ نیا نظام تھا۔ بادشاہ نے پادریوں کو بلا کر ان کے ذریعہ جرنیلوں اور سپاہیوں سے بائبل پر ہاتھ رکھوا کر قسمیں لی تھیں۔ یہ عہد لیا تھا کہ وہ نئی حکومت کی اطاعت اور فرمانبرداری کریں گے۔ بادشاہ نے بائبل پر ہاتھ رکھوا کر قسمیں اس لئے لی تھیں کہ اس کو پتا تھا کہ نیپولین نے لوگوں میں اطاعت اور فرمانبرداری کی ایسی روح پیدا کر دی ہے کہ اگر وہ واپس آ گیا تو لوگ پھر اس کے ساتھ مل جائیں گے۔ نیپولین جب کسی طریقے سے قید سے رہا ہو گیا اور کچھ ساتھیوں نے

کا جذبہ پیدا کیا تھا۔ اس نے اپنے سپاہیوں سے جو اب اس کے ساتھ تھے کہا کہ ان سے جا کے دڑہ میں کھڑے ہو کہ کہو کہ نیپولین کہتا ہے کہ راستہ چھوڑ دو۔ لیکن اس پر بھی حکومتی سپاہی گولیوں کی بوچھاڑ کرتے رہے کہ ہم نے بائبل پر قسمیں کھائی ہیں۔ اس لئے اب نیپولین کا حکم نہیں مان سکتے۔ نیپولین کو اس پر یقین نہ آیا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ میری ایسی تربیت ہے کہ یہ ہونہیں سکتا کہ میری بات نہ مانیں کیونکہ میں نے ہی ان میں فرمانبرداری کا مادہ پیدا کیا ہے، اطاعت کا مادہ پیدا کیا ہے۔ کس طرح ہو سکتا ہے کہ میرے سپاہیوں پر گولیاں چلائیں۔ پھر

ترقی جماعت کے ساتھ رہنے، امام وقت کی باتیں سننے اور اطاعت سے ہی ملنی ہے

نیپولین کے بارے میں ہم تاریخ میں دیکھتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے فرانس کو ایسے وقت میں سنبھالا جب وہ اپنے عروج سے زوال کی طرف جا رہا تھا۔ نیچے نیچے گر رہا تھا۔ ملک کی حالت خراب سے خراب تر ہو رہی تھی۔ نیپولین نے لوگوں سے کہا کہ جب تک تم میں تفرقہ اور پھاڑ ہے تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اگر تم اطاعت اور فرمانبرداری کا مادہ اپنے اندر پیدا کرو تو تم جیت جاؤ گے، ترقیاں حاصل کرو گے، اپنا مقام حاصل کر لو گے۔ چنانچہ ایسی روح اس نے پیدا کی کہ جو اس کے ارد گرد تھے، ہر بات ماننے والے تھے، جو ملک کے خیر خواہ لوگ تھے

اس کی مدد کی تو قید سے رہا ہو کر وہ واپس فرانس آیا۔ وہاں اس نے اپنے ارد گرد ایسے لوگوں کو، زمینداروں کو، عام لوگوں کو اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ عوام میں سے جو اس کے وفادار تھے ان کو جمع کرنا شروع کر دیا۔ وہ تجربہ کار فوجی نہیں تھے۔ اسلحہ بھی ان کے پاس اتنا نہیں تھا۔ بہر حال جب بادشاہ کو پتا لگا تو اس نے ایک جنرل کو فوج دے کر بھیجا کہ اس کو ختم کریں۔ اتفاقاً ان کا آمناسامنا ایک ایسی جگہ ہو گیا جہاں ایک تنگ دڑہ تھا۔ جہاں سے صرف آدمی کندھا ملا کر گزر سکتے تھے۔ نیپولین نے اپنے فوجیوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ وہ آگے بڑھے لیکن اس نے بھیجا اور مزید آدمی مارے گئے۔ یہی انجام ہوا۔ آخر نیپولین خود گیا کہ میں دیکھوں گا وہ کس طرح میری بات نہیں مانتے۔ چنانچہ وہ گیا اور اس نے کہا میں نیپولین ہوں اور تم سے کہتا ہوں کہ راستہ چھوڑ دو۔ حکومتی فوج کے افسر نے کہا کہ اب وہ دن گئے۔ ہم نے نئی حکومت سے وفاداری کی قسم کھائی ہے۔ مگر نیپولین کو یہ یقین تھا کہ فرمانبرداری کا سبق تو اس نے لوگوں کو دیا ہے اور یہ سبق اتنی جلدی یہ لوگ بھول نہیں سکتے۔ نیپولین نے انہی حکومتی فوجیوں کو کہا کہ میری فوجوں نے تو بہر حال آگے جانا ہے۔ اگر تم میرا سکھایا ہوا سبق بھول گئے ہو تو لو



میں سامنے کھڑا ہوں جس سپاہی کا دل چاہتا ہے وہ اپنے بادشاہ کے سینے میں گولی مار دے۔ میں ہی اب تک تم پر حکومت کرتا رہا ہوں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ اپنے بادشاہ کو مارنا ہے تو لو میں کھڑا ہوں تم میرے سینے میں گولی مارو۔ جب نیولین نے یہ کہا تو ان سپاہیوں کا جو پرانا وفاداری اور فرمانبرداری کا جذبہ تھا وہ واپس آ گیا۔ انہوں نے نیولین زندہ باد کا نعرہ لگایا اور دوڑ کر اس میں شامل ہو گئے بلکہ کہتے ہیں کہ ان میں سے بعض بچوں کی طرح رو رہے تھے۔ جب یہ خبر جنرل کو ملی جو فوج کے بڑے حصے کے ساتھ پیچھے تھا تو وہ آگے بڑھا کہ حملہ کرے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کو ہر وقت سامنے رکھنے کی ضرورت ہے کہ قوم بننے کے لئے یگانگت اور فرمانبرداری انتہائی ضروری ہے اور اس کے بغیر گراؤ اور تنزل ہی ہو گا۔ اس بارے میں قرآن کریم نے بھی ہمیں واضح فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا  
وَإِذْ كُنتُمْ فِي عَذَابٍ فَلَا فَيْدَ لَكُمْ فِيهِ لَقَدْ كُنْتُمْ  
فِي شَكٍّ مِّنْهُ لَوْلَا رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ لَكُنْتُمْ  
فِي الْعَذَابِ مُدَّةً ۚ وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ  
مِّنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُم مِّنْهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ

مسیح موعود ہی ہیں تو فرمایا کہ پھر دیکھو کہ کس طرح ہر کام میں برکت پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اور یہی بات ہمیں آنحضرت ﷺ کے ارشادات میں بھی ملتی ہے۔ اور جب تک یہ وحدت قائم نہیں ہو گی نہ خدا تعالیٰ ملے گا نہ دوسری کامیابیاں مل سکیں گی۔ خدا تعالیٰ بھی انہی کو ملتا ہے، توحید کا صحیح ادراک بھی انہیں ہی ہوتا ہے جن میں وحدت ہوتی ہے۔

پس ہمیں بھی صرف اس بات پر راضی نہیں ہو جانا چاہئے کہ ہم نے بیعت کر لی۔ بیعت کے معیار کو حاصل

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اور یہی بات ہمیں آنحضرت ﷺ کے ارشادات میں بھی ملتی ہے

لیکن جب اس کے کان میں نیولین کی آواز پہنچی کہ تمہارا بادشاہ نیولین تمہیں بلاتا ہے تو وہ فوج اور جنرل بھی اپنا جو بعد کا اقرار تھا وہ بھول کر اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ اور فرمانبرداری کا جو پہلا اقرار تھا اس پر قائم ہو گئے۔ بہر حال یہ نیولین کی کوششیں تھیں کہ فرانس کے شدید تفرقے کو دور کر کے اس نے فرمانبرداری کا جذبہ پیدا کر دیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ایک جگہ یہ مثال بیان کر کے فرماتے ہیں کہ نیولین یا اس جیسے دوسرے لیڈروں کے پاس تو خدا تعالیٰ کی وہ تائید نہیں تھی جو سچے مذہب کے پاس ہوتی ہے۔ لیکن پھر بھی انہوں نے انقلاب

لَكُمْ اٰيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (آل عمران: 104)

یعنی اللہ کی رسی کو سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ شاید تم ہدایت پا جاؤ۔

پس یہ اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے۔ لیکن مسلمانوں کی بدقسمتی کہ اس واضح ارشاد کے باوجود تفرقہ کی انتہا تک پہنچے

کرنے کی ضرورت ہے۔ اور وہ ہے جیسا کہ بیعت کے لفظ سے پتا لگتا ہے یک جانا۔ اور تبھی خدا تعالیٰ کے فضلوں کے بھی ہم وارث بنیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مثال دے کر اور دوسرے صحابہ کا عمومی ذکر کر کے یہ بتایا کہ یہ لوگ صائب الرائے اور دنیاوی اور سیاسی سوجھ بوجھ رکھتے تھے اور وقت آنے پر ان کی یہ خوبیاں ان پر ظاہر ہوئیں اور بڑے شاندار طریق پر انہوں نے حکومت چلائی لیکن آنحضرت ﷺ کی زندگی میں لگتا تھا کہ انہیں کچھ پتا نہیں۔ مکمل اطاعت اور فرمانبرداری اور حکموں

بھی وہ حربہ ہے جس سے ہم دنیا کے دل جیت سکتے ہیں، جس سے ہم دنیا کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے قدموں میں لا کے ڈال سکتے ہیں

پیدا کیا۔ لیکن بیعت کرنے والوں کی تو مختلف صورت ہوتی ہے۔ بیعت کا تو مفہوم ہی اطاعت میں اپنے آپ کو فنا کرنا ہے۔ اور یہ مفہوم اتنا بلند ہے کہ دنیوی امور میں فرمانبرداری اس کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ گرِ اَطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ ایسا ہے کہ جب تک کوئی قوم اس پر عمل نہیں کرتی خواہ وہ سچے مذہب کی پابند ہو یا اس سے ناواقف، کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔

ہوئے ہیں اور اپنے اوپر جو انعامات ہوئے تھے ان کو بھلا بیٹھے ہیں اور ادا بار اور تنزل کی انتہاؤں کو اس وجہ سے چھوڑ رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے سے اس وقت مسلمانوں کی یہ حالت تھی جیسا کہ آپ نے فرمایا اور اب تو اس کی انتہا ہوئی ہوئی ہے۔ اس زمانے کی نسبت اب تو یہ انتہا کو پہنچی ہوئی ہے لیکن سمجھتے نہیں ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اختلاف رائے چھوڑ دو اور ایک کی اطاعت کرو یعنی زمانے کے امام کی اطاعت کیونکہ اس زمانے میں وہ ایک جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے غلام صادق کے طور پر بھیجا ہے وہ

پر چلنا ان کا کام تھا۔ اپنی تمام راؤں اور دانشوں اور عقلمندیوں کو وہ لوگ انتہائی حقیر سمجھتے تھے اور پھر دنیا نے دیکھا کہ ایک دن صحابہ نے کس طرح دنیا کی رہنمائی کی۔ یہی تربیت تھی جس نے خلافت راشدہ میں بھی اتحاد کے اعلیٰ ترین نمونے دکھائے۔

تاریخ میں جو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی دانشمندی، نفیسی اور قومی مفاد کو پیش نظر رکھنے کا ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک جنگ کے دوران حضرت ابوعبیدہ کو حضرت عمر کا خط ملا جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا ذکر تھا اور حضرت عمر نے حضرت خالد بن ولید کو معزول

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 509 تا 512)

## امن کے ساتھ رہو فتنوں میں حصہ مت لو

نو نہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے  
پر ہے یہ شرط کہ ضائع مرا پیغام نہ ہو  
چاہتا ہوں کہ کروں چند نصائح تم کو  
تاکہ پھر بعد میں مجھ پر کوئی الزام نہ ہو  
جب گزر جائیں گے ہم تم پہ پڑے گاسب بار  
سُستیاں ترک کرو طالبِ آرام نہ ہو  
خدمتِ دین کو اک فضلِ الہی جانو  
اس کے بدلہ میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو  
عادتِ ذکر بھی ڈالو کہ یہ ممکن ہی نہیں  
دل میں ہو عشقِ صنم لب پہ مگر نام نہ ہو  
عقل کو دین پہ حاکم نہ بناؤ ہر گز  
یہ تو خود اندھی ہے گر نیرِ الہام نہ ہو  
جو صداقت بھی ہو تم شوق سے مانو اس کو  
علم کے نام سے پر تالبعِ اوہام نہ ہو  
دشمنی ہو نہ محبتانِ محمدؐ سے تمہیں  
جو معاند ہیں تمہیں ان سے کوئی کام نہ ہو  
امن کے ساتھ رہو فتنوں میں حصہ مت لو  
باعثِ فکر و پریشانی حکام نہ ہو  
اپنی اس عمر کو اک نعمتِ عظمیٰ سمجھو  
بعد میں تاکہ تمہیں شکوہِ ایام نہ ہو  
حسن ہر رنگ میں اچھا ہے مگر خیال رہے  
دانہ سمجھے ہو جسے تم وہ کہیں دام نہ ہو  
(کلام محمود)

کرتے ہوئے حضرت ابو عبیدہ کو امیر مقرر فرمایا تھا۔  
حضرت ابو عبیدہ نے حضرت خالد کو وسیع تر قومی مفاد  
کے پیش نظر اس وقت تک اس کی اطلاع نہیں کی جب  
تک اہل دمشق کے ساتھ صلح نہیں ہو گئی۔ اور جو معاہدہ  
صلح تھا اس پر آپ نے حضرت خالد بن ولید سے دستخط  
کروائے۔ حضرت خالد بن ولید کو بعد میں پتا چلا کہ  
مجھے تو معزول کر دیا گیا تھا اور ان کو سپہ سالار بنایا گیا  
تھا تو انہوں نے شکوہ کیا مگر آپ ٹال گئے اور ان کے  
کارناموں کی تعریف کرتے ہوئے انہیں مطمئن کر دیا۔  
اسلامی جرنیل حضرت خالد بن ولید نے اس موقع پر  
اطاعتِ خلافت کا انتہائی شاندار نمونہ دکھاتے ہوئے کہا  
کہ لوگو! تم پر اس اُمت کے امین امیر مقرر ہوئے ہیں۔  
(حضرت ابو عبیدہ کو آنحضرت ﷺ نے امین کے لقب  
کا خطاب دیا تھا) حضرت ابو عبیدہ نے جواب میں کہا  
میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ خالد خدا  
کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اور قبیلے کا بہترین  
نوجوان ہے۔  
(تاریخ الطبری ج 4 صفحہ 82، مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 751)  
پس یہ تھا خوشدلی سے خلیفہ وقت کے فیصلے کو ماننا۔  
آج بھی بعض دفعہ ایسے واقعات ہو جاتے ہیں۔ عموماً تو  
نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں اطاعت کا  
جذبہ ہے لیکن بعض ایسے بھی ہیں۔ جب کسی عہدہ سے  
ہٹایا جائے تو سوال ہوتا ہے کیوں ہٹایا گیا ہے؟ کس  
لئے ہٹایا گیا ہے؟ کیا کمی تھی ہم میں؟ اگر یہ نمونے اپنے  
سامنے رکھیں جو تاریخ ہمیں دکھاتی ہے تو کبھی اس قسم کے  
سوال نہ اٹھیں۔ بہر حال ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ آج بھی  
وہی قرآن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں۔ اسی  
رسول کی ہم پیروی کرتے ہیں جس نے ہماری رہنمائی  
کی ہے اور احادیث کی کتب میں ہمیں وہ رہنمائی مل بھی  
جاتی ہے۔ لیکن مسلمانوں کی حالت کیا ہے؟ یا آپس کا  
فتنہ و فساد ہے یا دنیا کے آگے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں۔  
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آج جو یہ پھوٹ  
ہے اور شیعہ سنی کے جھگڑے ہیں، (بلکہ اب تو اور بھی  
مزید تقسیمیں ہو گئی ہیں)، یہ اطاعت سے باہر نکلنے کی  
وجہ سے ہی ہیں۔ یہ زوال ہے اگر آج آپس میں ایک ہو  
جائیں تو یہ اعتراض بھی مخالفین کے ختم ہو جائیں کہ اسلام  
تلوار کے زور سے پھیلا تھا۔ صحابہ کی یگانگت اور اطاعت  
ایسی تھی کہ اس نے دلوں کو فتح کر لیا تھا۔ پس اس اتحاد  
کی ضرورت ہے اور خاص طور پر مسیح موعود کی جماعت  
کو، آپ نے اپنی جماعت کو توجہ دلائی کہ تم صحابہ کا  
نمونہ پیدا کرو تاکہ تمہاری سچائی کی تلوار دشمنوں کو کاٹتی  
چلی جائے۔ اور یہ اس وقت ہو گا جب کامل اطاعت اور  
فرمانبرداری ہم میں سے ہر ایک میں پیدا ہوگی۔ ہر ایک  
اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ  
اور اس کے رسول کی کامل اطاعت ہوگی تو اس نور سے  
بھی حصہ ملے گا جو آنحضرت ﷺ کو دیا گیا تھا۔  
پس یہ ایک احمدی کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ حضرت  
مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آکر اَطِيعُوا  
اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ  
مِنْكُمْ کا ایسا نمونہ بنیں جو دنیا کی توجہ اپنی طرف کھینچنے  
والا ہو۔ اور یہی وہ حربہ ہے جس سے ہم دنیا کے دل  
جیت سکتے ہیں، جس سے ہم دنیا کو اللہ تعالیٰ اور اس  
کے رسول ﷺ کے قدموں میں لا کے ڈال سکتے ہیں،  
جس سے ہم دنیا کی رہنمائی کر سکتے ہیں، جس سے ہم  
دنیا کے فسادوں کو ختم کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ میں  
نے کہا ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کے احکام قرآن کریم کی  
صورت میں موجود ہیں جو ہمارے لئے قابلِ اطاعت  
ہیں اور قابلِ عمل ہیں۔ ہمارے پاس اُسوہ رسول ﷺ  
موجود ہے جس کی اطاعت کرنا ہم پر فرض کیا گیا ہے۔  
ہمارے اندر اولی الامر کا روحانی نظام بھی موجود ہے جو  
اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکموں کی طرف توجہ  
دلاتا رہتا ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم اپنے میں اور  
دوسروں میں ایک نمایاں امتیاز پیدا نہ کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ  
ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور جو توقعات حضرت  
مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے رکھی ہیں ہم ہمیشہ ان کو  
پورا کرنے والے ہوں۔





مکرم شمشاد احمد قمر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی

تقریر جلسہ سالانہ جرمنی 2025ء

## نظام جماعت کی برکات

اللہ تعالیٰ آنحضور ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے  
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا  
وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِآذِنِهِ وَسِرَاجًا  
مُنِيرًا (الاحزاب: 46، 47) کہ اے نبی، ہم نے تمہیں  
شاہد، مبشر اور نذیر اور اللہ کے حکم سے ایک داعی الی اللہ اور  
منور کر دینے والا سورج بنا کر بھیجا ہے۔ اور آنحضور ﷺ  
نے اپنے صحابہؓ کے متعلق خود فرمایا کہ اَصْبَحَ حَاجِي  
كَالنَّجُومِ فَبَايَهُمْ اِفْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ  
(مشکوٰۃ، کتاب المناقب، حدیث نمبر 6018) کہ میرے  
صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے جس کی بھی پیروی  
کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ گویا جس طرح اللہ تعالیٰ نے  
جسمانی نظام میں سورج کو نور کا مرکز بنایا اور کائنات کا  
نظام اُس کے گرد گھومتا ہے۔ اسی طرح روحانی کائنات  
کے سورج محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ باقی پوری روحانی دنیا  
آپ کے گرد گھومتی ہے۔ لیکن قرآن کریم میں یہ بھی

یعنی زمین و آسمان کی پیدائش اور رات اور دن  
کے آگے پیچھے آنے میں عقلمندوں کے لئے نشان ہیں جو  
اُٹھتے بیٹھتے اور پہلوؤں کے بل لیٹے ہوئے اللہ کا ذکر کرتے  
ہیں اور زمین و آسمان کی تخلیق اور (ان کے ایک نظام کے  
تحت چلنے) پر غور کرتے ہیں، تو پکار اُٹھتے ہیں کہ اے خدا  
تو نے یہ نظام باطل طور پر پیدا نہیں کیا۔ چنانچہ اس کے بعد  
ان کا خیال اس جسمانی نظام سے ایک روحانی نظام کی طرف  
جاتا ہے، جس کا سورج نبی اور ستارے اُس نبی کے پیروکار  
ہوتے ہیں، جو دعا کرتے ہیں کہ رَبَّنَا اِنَّا سَمِعْنَا  
مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ  
فَأَمَنَّا (آل عمران: 194) کہ اے ہمارے رب ہم نے  
ایمان کی طرف ایک بلانے والے کی پکار کو سنا جو کہتا تھا کہ  
اپنے رب پہ ایمان لاؤ، سو ہم ایمان لے آئے۔ اس طرح  
وہ مومن بھی اُس روحانی نظام کا حصہ بن جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: وَلَقَدْ زَيَّنَّا  
السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا  
رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ (الملك 6) اس آیت میں اللہ تعالیٰ  
نظام کائنات کی تخلیق اور اس کے چلنے میں غور و فکر کی  
دعوت دیتا ہے اور اسے اپنی ہستی کے ثبوت کے طور پر پیش  
فرماتا ہے کہ اس پہ بار بار نظر دوڑاؤ۔ فرمایا کہ يَنْقَلِبْ  
إِلَيْكَ الْبَصَرُ حَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ (الملك 5)  
تمہاری نظر تھک بار کر واپس آجائے گی لیکن تمہیں اس کے  
قائم کردہ نظام میں کوئی رخنہ نظر نہیں آئے گا۔

ایک اور مقام پہ فرمایا اِنَّ فِي خَلْقِ السَّمُوتِ  
وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ  
لِّأُولِي الْأَلْبَابِ۔ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَمًا  
وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي  
خَلْقِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ  
هَٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحَنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔  
(آل عمران: 191 تا 192)

واضح فرمایا کہ جیسے رات اور دن بدلتے رہتے ہیں، اسی طرح اس روحانی زمین و آسمان میں بھی ایک وقت آئے گا کہ **وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ** (التکویر: 3، 4) کہ یہ سورج چھپ جائے گا۔ ستارے ماند پڑ جائیں گے اور بظاہر رات چھا جائے گی۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ **وَالصُّحَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ** (الضحیٰ) کہ جب دن کے بعد رات چھا جائے تو یہ مت سمجھنا کہ تمہارے رب نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔ نہیں، بلکہ خدا پھر اس نظام کی تازگی کے سامان کرے گا۔ فرمایا **وَاللَّيْلِ إِذَا عَسَسَ**۔ جب رات پیٹھ پھیر لے گی **وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ** (التکویر: 18، 19) اور صبح دوبارہ سانس لینے لگے گی۔ یعنی بقول حضرت مسیح موعود علیہ السلام کہ ”اسلام کے لئے پھر اس روشنی اور تازگی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا۔“

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 11)

چنانچہ آخری زمانے کے بارے میں پیشگوئی تھی کہ جب ظلمت اور تاریکی چھا جائے گی تو اللہ تعالیٰ آخرین میں بھی آنحضور ﷺ کے ظل اور بروز کو مبعوث فرما کر روحانی طور پر ایک نئی زمین اور نیا آسمان قائم کر دے گا۔ یہ کب ہوگا؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اُس وقت میری اُمت بنی اسرائیل کی طرح بہتر فرتوں میں تقسیم ہو جائے گی، بہتر دوزخی ہوں گے اور صرف ایک ہوگا جو جنت کی برکات کا وارث ہوگا اور یاد رکھنا کہ ”وَهِيَ الْجَمَاعَةُ“ کہ وہ ایک جماعت ہے۔ (سنن ابی داؤد، حدیث نمبر 4597) اسی دور کے متعلق فرمایا تھا کہ **فَإِنْ رَأَيْتَ بِيَوْمٍ ذُو نَجْفَةٍ خَلِيفَةَ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ فَإِنَّهُ وَأَنْ نُّهَكَ جِسْمُكَ وَأُخِذَ مَالُكَ** (مسند احمد بن حنبل، حدیث نمبر 22916) کہ اگر تو اس دن زمین میں اللہ کے خلیفہ کو دیکھے تو اُس سے چٹ جانا۔ اگرچہ تیرا جسم نوچ لیا جائے اور تیرا مال لوٹ لیا جائے۔ اور اُس منظم جماعت کی نشانی یہ بتائی کہ **مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي** (ترمذی، حدیث نمبر 2641) کہ ان کی حالت

وہی ہوگی جو میری اور میرے صحابہؓ کی ہے۔ یعنی انہیں میرے اور میرے صحابہؓ کی طرح دُکھوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑے گا اور وہ میرے فیوض و برکات کے بھی وارث ہوں گے، اسی لئے فرمایا کہ **عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّا يَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَدَّ شَدَّ فِي النَّارِ** (الجامع الصغير نمبر 2729) اُس جماعت سے وابستہ رہنا تمہارا فرض ہے کیونکہ جس نے اُسے چھوڑا گویا وہ آگ میں پھینکا گیا۔ چنانچہ جس جماعت اور جس نظام پہ اللہ کا ہاتھ ہو، اُس سے بڑھ کر برکات کے وارث کون ہو سکتے ہیں؟ چنانچہ جو نظام آج سے چودہ سو سال پہلے محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعہ قائم ہوا تھا، آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اُسی نظام کی تجدید کی گئی ہے۔

اس روحانی آسمان کے قیام کا مقصد اللہ تعالیٰ یہ بیان فرماتا ہے کہ **وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ** کہ ہم نے نچلے آسمان کو ستاروں سے مزین کیا ہے۔ یعنی یہ نظام باقی سب نظاموں سے خوبصورت نظر آئے گا۔ اور دوسرا یہ کہ **وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ** (الملک: 6) اور ہم نے اسے شیطانوں کو مار بھگانے کا ذریعہ بنایا ہے۔ یعنی اس کے ذریعہ دشمن کی طرف سے ہونے والے حملوں کا منہ توڑ جواب دیا جائے گا۔ یہ دراصل روحانی اور مذہبی آسمان کی بات ہو رہی ہے۔ کیونکہ نبی کی بعثت سے قبل جن شیطان قسم کے لوگ روحانی آسمان میں دخل دیتے اور خدا کی تعلیم پہ حملے کرتے رہتے ہیں۔ لیکن جب نبی مبعوث ہو جاتا ہے اور ایک جماعت قائم ہو جاتی ہے تو اس نبی کے پیروکار اُس روحانی آسمان کے ستارے بن کر اُس کائنات کی حفاظت کرتے ہیں اور دین پر ہونے والے ہر حملے کا جواب دیتے ہیں۔

سورۃ الجن میں ہے کہ جنوں نے کہا کہ **وَإِنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ** کہ پہلے تو ہم آسمان کی باتیں سننے کے لئے بیٹھا کرتے تھے **فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْآنَ يَحِذُّ لَهُ شَهَابًا مَّرَصَدًا** (الجن: 10) لیکن اب جو سننے کی کوشش کرتا ہے تو وہ ایک شہابِ ثاقب کو اپنی

گھات میں پاتا ہے۔ مطلب یہ کہ شیطانی لوگ مامورین اللہ کی بعثت سے پہلے مذہب پر، انبیاء پر، حتیٰ کہ خدا پر بھی اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔ ان کو جواب دینے والا کوئی نہیں ہوتا۔ لیکن مامورین اللہ کی بعثت کے بعد جب ایک جماعت قائم ہو جاتی ہے تو ایک طرف اعمالِ صالحہ کے ذریعہ اُس جماعت کی کارکردگی ستاروں کی طرح چمکتی اور خوبصورت دکھائی دیتی ہے اور دوسرا وہ جماعت شہابِ ثاقب کی طرح دین کا دفاع کرتی اور دشمن کے حملوں کا جواب دیتی ہے۔

چنانچہ اس زمانے میں بھی ایسا ہی ہوا کہ جب پیشگوئی کے مطابق محمد مصطفیٰ ﷺ کے قائم فرمودہ آسمانی نظام پہ یعنی اسلام پہ ایک رات چھا گئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ظل اور بروزِ کامل کو مبعوث فرمایا اور روحانی طور پر پھر ایک نئی زمین اور نیا آسمان قائم کر کے مومنوں کی جماعت کو روحانی نظام میں پرو دیا۔

پس آج اللہ تعالیٰ نے پیشگوئیوں کے مطابق خلافت کا نظام قائم فرما دیا ہے اور سچائی کا آفتاب پھر نئے سرے سے طلوع ہو چکا ہے۔ اب ہمارا فرض ہے کہ **وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا** (آل عمران: 104) کے الہی فرمان کے مطابق اللہ کی رسی کو مضبوطی سے ایسے تھام لیں، جیسے آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔ فرمایا کہ مومنوں کی مثال ایک جسم کی طرح ہے۔ جس کے ایک حصہ میں تکلیف ہو تو سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔ (بخاری حدیث 2586)

جب ہم اس پر غور کرتے ہیں تو ہمیں ایک جسم کے اندر کئی سسٹم اور کئی اعضاء الگ الگ کام کرتے نظر آتے ہیں۔ ہر سسٹم اور ہر عضو، ایک نظام کے تحت کام کر رہا ہے۔ ہر عضو اپنا کام مکمل کرتا ہے اور کام میں کوئی سستی نہیں کرتا۔ پھر کوئی عضو دوسرے اعضاء کے کام میں دخل اندازی نہیں کرتا۔ ہر عضو اپنا کام مکمل کر کے دوسرے اعضاء سے تعاون کرتا ہے۔ نتیجہ پورا جسم صحتمند رہتا ہے۔ بصورت دیگر اگر کوئی عضو اپنے کام میں سستی کرے یا دوسرے اعضاء میں مداخلت کرے یا دوسرے اعضاء سے تعاون نہ کرے تو



پورا جسم تنہا ہی ویر بادی کا شکار ہو جاتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے مومنوں کی جماعت کو ایک جسم سے تشبیہ دے کر اس تعاون کی طرف توجہ دلائی ہے جو برکات اور ترقیات کا باعث بنتا ہے۔ اگر غور کریں تو کلمہ طیبہ یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ میں بھی نظام سے وابستگی اور وحدت کا یہی پیغام دکھائی دیتا ہے کہ اللہ ایک ہے اور اللہ تم سے بھی یہی چاہتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے دین کی پیروی اور نظام کی اطاعت میں ایک ہو جاؤ۔ جتنا تم میں وحدت ہوگی اتنا ہی تم خدائے واحد کے قریب ہوتے جاؤ گے۔ جتنا اس نظام سے دُور ہوتے جاؤ گے اتنا ہی خدا سے بھی دُور ہوتے جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے تو کلمہ طیبہ یعنی خدائے واحد کی عبادت اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانے پر غیر مسلم اہل کتاب کو بھی اتحاد کی دعوت دی ہے (آل عمران: 65) افسوس کہ اسلام کے نام نہاد دعویداروں نے کلمہ طیبہ کی حقیقت کو فراموش کر دیا ہے۔ جس کلمہ کو آپس میں اتحاد و اتفاق کا ذریعہ قرار دیا گیا تھا، اُسی کلمہ کو افتراق کا ذریعہ بنا دیا گیا۔ جو کلمہ محبت سکھانے آیا تھا اُسی کو نفرت کا سبب قرار دیا جا رہا ہے۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ کلمہ چھوڑ دو، عبادت چھوڑ دو، مساجد نہ بناؤ اور غیر مسلم بن کے رہو تو تمہیں اُمن حاصل ہوگا۔ لیکن اللہ فرماتا ہے کہ یہ لوگ تمہیں میری وحی کے بارے میں آزماتے ہیں کہ میری وحی کے خلاف بات کرو تو فرمایا کہ وَإِذَا لَا تَخَذُوا حَلِيلًا (بنی اسرائیل: 74) اس صورت میں وہ تمہیں دوست بنائیں گے۔ لیکن دوسری جگہ فرمایا کہ اگر تم نے ایسا کیا اور اللہ کے بنائے ہوئے امام اور نظام کو چھوڑ کے ان لوگوں کو اپنا امام بنایا تو یاد رکھو ایک دن آئے گا يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِامَامِهِمْ (بنی اسرائیل: 72) جب ہم ہر گروہ کو ان کے آئمہ سمیت بلائیں گے پھر انہیں احساس ہوگا تو فرمایا کہ جب ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کر کہے گا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا۔ اے کاش میں نے رسول کا راستہ اپنایا ہوتا۔ اور يُوَيْلَتُنِي لَيْتَنِي لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا حَلِيلًا (الفرقان: 28-29) اور اے کاش میں فلاں شخص کو اپنا دوست نہ بناتا۔ ان

آیات میں خدا ہمیں خبردار کر رہا ہے کہ مومنوں کو اس قسم کی آزمائشوں میں ڈالنے والے شیطان اور مجرم ہر دور میں نبیوں کے دشمن رہے ہیں (الفرقان: 32) تم بھی ان سے ہوشیار رہنا اور انبیاء و خلفاء کی جماعت اور ان کے قائم کردہ نظام سے وابستہ رہتے ہوئے کلمہ طیبہ کی رُوح کے مطابق اللہ کی عبادت کرنے اور شرک سے پرہیز کرنے والے گروہ میں شامل رہنا۔

لہذا آج ضرورت ہے کہ ہم کلمہ طیبہ کی حقیقی رُوح کو سمجھتے ہوئے نظام کے ساتھ مضبوط وابستگی اور وحدت کا مظاہرہ کریں اور معاشرے میں نفرت اور تفرقہ پیدا کرنے والی اُن بیماریوں پر بھی نظر رکھیں جو وقتاً فوقتاً لاعلمی میں سر اٹھاتی ہیں۔ لوگ انہیں معمولی سمجھتے ہیں لیکن وہ اثر کے اعتبار سے معمولی نہیں ہوتیں۔ اُن کا بروقت علاج ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے جہاں ہمیں اس رُوحانی آسمان کے ستارے بن کر بیرونی دشمن کے علمی حملوں کا جواب دینا ہے وہاں اندرونی طور پر اس بات کا خیال بھی رکھنا ہے کہ دشمن بدظنیاں اور غلط فہمیاں پیدا کر کے نظام کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے اور اگر کوئی ایسی جسارت کرے تو خلیفہ وقت کی ہدایات کی روشنی میں دشمن کے منصوبہ پر شہابِ ثاقب بن کر گریں اور اسے ناکام و نامراد بنا دیں۔ کیونکہ آنحضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص تمہارے پاس آئے جبکہ تم ایک فرد واحد کی قیادت پر جمع اور متحد ہو اور وہ شخص تمہارا عصا (وحدت) توڑنا چاہے یا تمہاری جماعت میں تفرقہ پیدا کرنا چاہے تو فرمایا کہ فَاَقْتُلُوْهُ اُس سے قطع تعلق کرلو۔ (مسلم، کتاب الامارۃ)

معاشرے میں غلطیاں اور کمزوریاں بھی ہوتی ہیں، سزائیں بھی ہوتی ہیں اور معافیاں بھی ہوتی ہیں۔ شیطانی حملوں سے بچنے کے لئے ہمیں کمزوروں اور کمزوریوں پر نظر رکھنی چاہئے لیکن یہ بھی پیش نظر رہے کہ ہر کام کے لئے شعبہ جات قائم ہیں۔ شعبہ اگر غلطی کرے تو اس کی اصلاح کا بھی ایک نظام ہے جس کی پابندی کرنا لازم ہے۔ انفرادی طور پر کسی کو کوئی معاملہ اپنے ہاتھ میں لینے کی کوئی بھی مہذب معاشرہ اجازت نہیں دیتا۔ قرآن کریم

کے مطابق کسی جرم کی سزا اتنی ہی ہے جتنا کسی نے جرم کیا۔ ہاں اگر معافی سے اصلاح ہوتی ہو تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے (الشوری: 41) نیز فرمایا کہ اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاخُذُ الصَّدَقٰتِ (التوبہ: 104) یعنی کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان سے صدقات قبول فرماتا ہے۔ حتیٰ کہ کافروں کے متعلق بھی فرمایا کہ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوْا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّیْنِ (التوبہ: 11) یعنی اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز اور زکوٰۃ ادا کریں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ پس سزا کا معاملہ ہو یا کسی کی معافی کا، نظامِ خلافت کے فیصلے کو قبول کرنا ہمارا فرض ہے۔ انفرادی طور پر اعتراض کرنے والا اپنا بھی نقصان کرتا ہے اور قوم کا بھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے مومنو! فاسق کی بات پہ دھیان نہ دینا۔ وَاعْلَمُوْا اَنَّ فِیْكُمْ رَّسُوْلًا اللّٰهُ ۚ لَوْ یُطِیْعُكُمْ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ کہ جان لو کہ تم میں اللہ کا رسول موجود ہے اگر وہ اکثر معاملات میں تمہاری باتیں ماننے لگے تو تم تکلیف میں پڑ جاؤ گے (الحجرات: 8)۔ پس جب اللہ کا حکم ہے کہ اللہ کی، اس کے رسول کی اور اولوالامر کی اطاعت کرو تو اُن کے قائم کردہ پورے نظام کی اطاعت میں ہی ہر قسم کی برکت ہے۔ جو اس نظام سے دُور جائے گا وہ آنحضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق گویا آگ میں پھینکا گیا۔ (ترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی لزوم الجماعۃ) نیز فرمایا کہ جو کوئی جماعت سے الگ ہو اور اسی حالت میں فوت ہو گیا تو گویا وہ جہالت کی موت مرا۔ (بخاری، کتاب الفتن)

حضرت عبادہ بن ولیدؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے آنحضور ﷺ کی اس بات پر بیعت کی کہ ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے خواہ ہمیں تنگی ہو یا سہولت، پسند ہو یا ناپسند اور ہم اختیارات کے بارے میں ذمہ دار لوگوں سے جھگڑا نہیں کریں گے، سچ بات کہیں گے اور اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ (مسلم، کتاب الامارۃ)

یہ آنحضور ﷺ کی تعلیم اور آپ کے صحابہؓ کی نظام سے وابستگی کا نمونہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”کوئی قوم قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول اختیار نہ کرے۔ اگر اختلاف رائے اور پھوٹ رہے تو پھر سمجھ لو کہ یہ اِدبار اور تنزّل کے نشانات ہیں۔ مسلمانوں کے ضعف اور تنزّل کے منجملہ دیگر اسباب کے، باہم اختلافات اور اندرونی تنازعات بھی ہیں۔ پس اگر اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، پھر جس کام کو چاہتے ہیں ہو جاتا ہے۔ پیغمبر خدا ﷺ کے زمانہ میں صحابہؓ بڑے بڑے اہل الرائے تھے... مگر رسول کریم ﷺ کے حضور ان کا یہ حال تھا کہ جہاں آپ نے کچھ فرمایا، اپنی تمام راؤں اور دانشوں کو اس کے سامنے حقیر سمجھا... اسی کو واجب العمل قرار دیا... غرض صحابہ کی سی حالت اور وحدت کی ضرورت اب بھی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو جو مسیح موعود کے ہاتھ سے تیار ہو رہی ہے، اُسی جماعت کے ساتھ شامل کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے تیار کی تھی... اس لئے تم جو مسیح موعود کی جماعت کہلا کر صحابہؓ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو۔ اپنے اندر صحابہؓ کا رنگ پیدا کرو۔ اطاعت ہو تو ویسی، باہم اخوت ہو تو ویسی ہو۔ غرض ہر رنگ میں، ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہؓ کی تھی۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ سورۃ النساء، آیت 60)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”قرآن جس کو اطاعت کہتا ہے وہ نظام اور ضبط نفس کا نام ہے، یعنی کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ انفرادی آزادی کو قومی مفاد کے مقابلہ میں پیش کر سکے۔ یہ ہے ضبط نفس اور یہ ہے نظام۔ تمام قانون جو دنیا میں بنتے ہیں تمام گورنمنٹیں جو... قانون بناتی ہیں، تمام ملک کی آبادی اس کے ماتحت ہوتی ہے حکومتیں کہتی ہیں کہ فرد بے شک آزاد ہے، مگر اسے ایسی آزادی حاصل نہیں کہ وہ قوم کو نقصان پہنچائے۔ ہم فرد کو زیادہ سے زیادہ آزادی دیں گے۔ مگر جہاں اُس کا فائدہ قوم کے فائدہ سے ٹکرا

جائے گا، ہم اسے آزادی نہیں دیں گے... تمام متمدن دنیا کم سے کم اس وقت اس کو صحیح تسلیم کرتی ہے۔ اسی کی طرف قرآن کریم نے چودہ سو سال پہلے اشارہ فرمایا اور کہا... جو نظام اور ضبط نفس کا قائل نہیں... وہ اپنے اور اپنی قوم کے لئے ہرگز عزّت کا موجب نہیں بن رہا۔“

(تفسیر کبیر، جلد 14، صفحہ 489 سورۃ الماعون)

میاں محمد بخش کا شعر ہے کہ

فضل تیرے نال لو ہے تڑدے پھٹیاں دے سنگ رل کے مندے وی جت جائز محمد چنگیاں دا لڑ پھڑ کے لوہا پانی پہ تیر نہیں سکتا۔ لیکن یہی لوہا جب لکڑی کے تختے کے ساتھ جڑ جائے تو اُس لکڑی کے باعث لوہا بھی تیر نے لگتا ہے۔ اسی طرح یہ نظام جماعت کی برکت ہے کہ اس کے ساتھ وابستہ رہنے سے ہم جیسے کمزور اور گنہگار لوگوں کا بھی بیڑا پار ہو جاتا ہے اور ہم بھی نظام جماعت کی اجتماعی برکتوں سے فیض یاب ہوتے ہیں۔

یہ اس الہی نظام کی ہی برکت ہے کہ خدا نے ہمیں خلافت کی صورت میں وہ لیڈر عطا فرمایا ہے جس کا موازنہ دنیوی لیڈروں سے نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ وہ ہم سے محبت کرتا ہے۔ ہمارے دُکھوں کو محسوس کرتا ہے۔ ہمارے لئے راتوں کو جاگتا اور دعائیں کرتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

”کون سا دنیاوی لیڈر ہے جو بیماروں کے لئے دعائیں بھی کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جو اپنی قوم کی بچیوں کے رشتہوں کے لئے بھی بے چین ہو اور ان کے لئے دعا کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جس کو بچوں کی تعلیم کی فکر ہو... جماعت احمدیہ کے افراد ہی وہ خوش قسمت ہیں جن کی فکر خلیفہ وقت کو رہتی ہے کہ وہ تعلیم حاصل کریں۔ اُن کی صحت کی فکر خلیفہ وقت کو رہتی ہے... غرض کوئی مسئلہ بھی دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا، چاہے وہ ذاتی ہو یا جماعتی، ایسا نہیں جس پر خلیفہ وقت کی نظر نہ ہو، اُس کے حل کے لئے وہ عملی کوشش کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا نہ ہو۔ اس سے دعائیں مانگتا ہو۔ میں بھی اور میرے سے پہلے خلفاء بھی یہی کچھ کرتے رہے... دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں

سونے سے پہلے چشم تصور میں، میں نہ پہنچتا ہوں اور اُن کے لئے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو۔“

(خطبہ جمعہ 6 جون 2014ء)

کیا ایسے نظام کا دنیا کے کسی اور نظام سے موازنہ ہو سکتا ہے؟ کیا کسی ملک کے حکمران اپنی عوام کا اس طرح خیال رکھتے ہیں؟ ان کے لئے اس طرح بے چین ہوتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ یہی وہ چیز ہے جس نے اس روحانی آسمان کو ایسا روشن، چمکدار اور خوبصورت بنا دیا ہے، جس کے سامنے دنیا کی تمام زمینیں بے رونق دکھائی دیتی ہیں۔

نظام جماعت کا حُسن یہ ہے کہ اس میں ہر سطح پر افراد جماعت عہدیداروں کی اطاعت کرتے ہیں اور عہدیدار احباب جماعت سے محبت اور ہمدردی کرتے ہیں۔ یہی بات کسی معاشرے میں کامیابی کی ضمانت ہوا کرتی ہے۔ کسی بھی جانب سے کمی یا کوتاہی کا مظاہرہ انفرادی و اجتماعی سطح پر نقصان اور بے برکتی کا باعث ہو سکتا ہے۔ اگر کسی کو شکایت ہو تو نظام میں اس کی راہنمائی موجود ہے۔ لیکن کسی بھی صورت میں امیر یا کسی عہدیدار کی اطاعت سے رُوگردانی کی اجازت نہیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایک حبشی غلام بھی تم پہ امیر مقرر کیا جائے جس کا سر منقّی کے دانے کے برابر ہو، اُس کی بھی اطاعت لازم ہے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الجہاد، حدیث نمبر 2860) تاہم شکایت ہونے کی صورت میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: ”اگر نظام جماعت پہ حرف آتے ہوئے دیکھیں تو آپ کے لئے راستہ کھلا ہے۔ خلیفہ وقت تک بات پہنچائیں اور مناسب ہے کہ اُس عہدیدار کے ذریعہ سے ہی بھجوائیں۔ بغیر نام کے شکایت پر غور نہیں ہوتا۔ اگر اصلاح چاہتے ہیں تو کھل کر سامنے آنا چاہئے۔ لیکن یاد رکھیں! آپ کو یہ قطعاً اجازت نہیں ہے کہ کسی بھی عہدیدار کی نافرمانی کریں۔“

(خطبہ جمعہ 22 اگست 2003ء، خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 266)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (رحمۃ اللہ علیہ) عہدیداران کو بھی احباب جماعت کا خیال رکھنے کی ہدایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”انہیں مفوضہ اختیارات کا غلط استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ میں کسی ایسے امیر کو جو لوگوں کا ہمدرد نہیں ہے مقرر کرنا بالکل پسند نہیں کرتا... انہیں... صرف نظم و ضبط



قائم رکھنے کے لئے اطاعت کے لئے کہا جاتا ہے ... مگر نظم و ضبط کا مطلب سختی اور غیر ہمدردانہ رویہ نہیں ہے۔ میں خود کو کسی ایسے امیر کے ہاتھوں میں محفوظ نہیں سمجھتا جو احمدیوں سے اس قسم کا رویہ اختیار نہیں کرتا جو مجھے پسند ہے۔ چنانچہ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ کوئی مشنری انچارج، کوئی صدر اپنی طاقت کا غلط استعمال کرے۔“

(خطبات طاہر جلد اول، صفحہ 193، خطبہ جمعہ 8 اکتوبر 1982ء)

نظامِ جماعت کے اندر رہتے ہوئے خلفائے کرام کی ان ہدایات پر عمل کرنے سے آسمانی برکتوں کے دروازے گھل جاتے ہیں۔ دین کو مضبوطی ملتی ہے، خوفِ امن میں بدلتے ہیں، عبادت کی توفیق ملتی ہے اور اللہ کی ذات پر ایمان اور یقین میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہی یقین آئندہ ترقیات کا پیش خیمہ بن جاتا ہے۔

سورۃ بقرہ کے آغاز میں متقیوں کی علامات بیان کرتے ہوئے مختلف امور پر ایمان لانے کا ذکر ہے لیکن آخرت کے متعلق فرمایا کہ **وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ** کہ وہ آنے والے موعود وقت پر صرف ایمان ہی نہیں بلکہ یقین رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک نفسیاتی مسئلہ ہے کہ جہاں یقین کی کمی ہو وہاں انسان مایوسی کا شکار ہو کر اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار نہیں لاتا اور محنت کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قائم کردہ نظام کی برکت ہی ہے جس نے اس کمزوری جماعت میں یقین کی وہ طاقت بھر دی ہے کہ ہر قسم کے ظلم سہنے کے باوجود مایوسی کا شکار نہیں ہوتی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آج ہم کمزور ہیں۔ ہماری حالت وہی ہے جو عیسیٰؑ نے اپنے بارے میں کہا تھا کہ ”لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے مگر ابنِ آدم کے لئے سردھرنے کی بھی جگہ نہیں۔“ (متی باب 8، آیت 20) نیز وہی حالت ہے جو آنحضور ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کی تھی۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؑ ایک فرانسیسی مصنف کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ”میں اسلام کا سخت مخالف تھا اور میرے دل میں سخت تعصب تھا اسی بناء پر میں نے تاریخ اسلام کا مطالعہ شروع کیا۔ مگر جب میں تاریخ اسلام پڑھتے پڑھتے بانی اسلام کے زمانہ میں پہنچا تو ایک نظارہ میرے سامنے آیا

جس نے میرے تعصب کو پاش پاش کر دیا اور میرے نقطہ نگاہ کو بدل دیا اور وہ یہ تھا کہ میں اپنی قوتِ واہمہ کے ذریعہ 1300 سال پیچھے گیا اور میں نے دیکھا ... کہ کچھ لوگ میل کچیلے کپڑے پہنے ایک کچی عمارت میں بیٹھے ہیں ... ان کے پاس کوئی ساز و سامان نہیں بلکہ ایک ایسے مکان میں بیٹھے ہیں جس پر کھجور کی شاخوں کی چھت ہے ... وہ کہہ رہے ہیں کس طرح دنیا کو فتح کریں اور کس طرح ساری دنیا پر خدا کا دین پھیلا دیں۔ میں نے ان کی باتوں کو سنا اور پھر تاریخ کے دوسرے صفحات میں دیکھا کہ واقعہ میں چند سال کے بعد انہوں نے دنیا کو فتح کر لیا اور جس دین کو وہ خدا کی طرف سے سمجھتے تھے اسے پھیلا دیا ... بعینہ یہی کیفیت اس وقت ہماری ہے۔ ہماری جماعت ظاہری حالت کے لحاظ سے کمزور ترین نہیں بلکہ ایک ہی کمزور جماعت ہے۔ دنیا میں کوئی ایک بھی منظم جماعت جو کام کر رہی ہو ہم سے کمزور نہیں ہے۔ مگر باوجود اس کے کسی کے ارادے ایسے بلند اور ایسے وسیع نہیں ہیں اور ان میں سے کوئی بھی یہ امید نہیں رکھتی کہ وہ دنیا کے موجودہ نظام کو توڑ کر ایک نیا نظام جاری کرے گی، سوائے ہماری جماعت کے۔ عیسائی جو ساری دنیا پر حاوی ہیں، محسوس کر رہے ہیں کہ ان کی طاقت ٹوٹ رہی ہے۔ ان کے عقائد اس بات کو محسوس کر رہے ہیں کہ ان کی طاقت کو کیڑا لگ چکا ہے جو گھن کی طرح اندر ہی اندر اس کو کھائے جا رہا ہے۔ دوسری طاقت مسلمانوں کی ہے۔ وہ بھی اس امر کو محسوس کر رہے ہیں کہ وہ بہت کمزور ہو چکے ہیں۔ عیسائی تو یہ محسوس کر رہے ہیں کہ وہ ٹوٹ رہے ہیں۔ مگر مسلمان سمجھتے ہیں وہ ٹوٹ چکے ہیں ... اس وقت ایک ہی ایسی جماعت ہے جو کمزوری کے لحاظ سے دنیا میں سب سے گری ہوئی ہے، مگر ارادہ کے لحاظ سے سب سے بڑھی ہوئی ہے ... اُس کی بنیاد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے ”دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔“ (تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ 104) یہ ہماری بنیاد ہے جس کے معنی یہ

ہیں کہ ہماری ابتدا ایک شخص ہے۔ دنیا نے اس کا انکار کیا، مگر کیا وہ ایک ایسا بیج ہے جو زمین میں بویا گیا اور وہ مٹی میں دب کر مٹ جائے گا؟ اور روئیدگی نہ پیدا کرے گا؟ نہیں! بلکہ خدا نے اسے قبول کیا اور پھر ایک قوم پر نہیں، دو قوموں پر نہیں، ایک ملک پر نہیں، دو ملکوں پر نہیں، بلکہ ساری دنیا پر اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا جس کا یہ مطلب ہے کہ اُس کو قبولیت بخشی جائے گی۔ اور اس کثرت سے اُس کا دین پھیل جائے گا کہ دوسرے مذاہب ... کا نام لینے کی بھی ضرورت نہ رہے گی۔“

(خطبات محمود جلد 11، صفحہ 350 تا 352)

آج ہماری حالت وہی ہے جو فرانسیسی مصنف نے آنحضور ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کی دیکھی تھی، جو کچے مکانوں میں بیٹھے کے دنیا کا پلٹنے اور دین محمد ﷺ کو دنیا پر غالب کرنے کی سرگوشیاں کر رہے تھے۔ جس طرح خدا نے اُن کمزور اور نہتے بندگانِ خدا کی سرگوشیوں کا نتیجہ آسمانی برکات کی صورت میں ظاہر فرمایا، وہی نتیجہ اور وہی برکات آج نظامِ جماعت احمدیہ سے وابستہ کر دی گئی ہیں۔ آج بھی کشتی ہے جو دنیا کو روحانی تباہی کے طوفان سے بچا سکتی ہے اور یہی نور ہے جو صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کر سکتا ہے۔

ایک طوفان ہے خدا کے قہر کا اب جوش پر نوح کی کشتی میں جو بیٹھے وہی ہو رستگار میں وہ پانی ہوں جو آیا آسمان سے وقت پر میں ہوں وہ نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

### تقرر صدر لجنہ اماء اللہ و صدر خدام الاحمدیہ جرمنی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس (2025ء تا 2027ء) کے لئے محترمہ حامدہ سوسن چودھری صاحبہ کا بطور صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی اور مکرم امتیاز احمد شاہین صاحب، مربی سلسلہ کا بطور صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی تقرر فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز بابرکت فرمائے، خلافتِ احمدیہ کا حقیقی سلطان نصیر بن کرم قبول خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ (ادارہ)



# ایکسویں مجلس شوریٰ

## لجنہ اماء اللہ جرمنی

رپورٹ: مکرمہ لبنی ثاقب صاحبہ اسسٹنٹ جنرل سیکرٹری

نظام وصیت: معاونہ صدر وصایا مکرمہ ناہیدہ حق صاحبہ نے نظام وصیت سے متعلق پریزنٹیشن دی۔ دوران سال ہونے والے کاموں کی تفصیل نیشنل جنرل سیکرٹری صاحبہ نے پیش کی۔ صدر صاحبہ نے توجہ دلائی کہ شوریٰ میں شامل نمائندگان کی ذمہ داری ہے کہ اگر ان کی مجلس میں کوئی کام نہیں ہو رہا تو اس کی طرف اپنی صدر مجلس کو متوجہ کریں۔

حقوق العباد: ایک نشست ”حقوق العباد“ کے موضوع پر منعقد کی گئی جس میں ذاتی محاسبہ کی غرض سے کچھ سوالات پوچھے گئے اور نمائندگان سے آراء بھی لی گئیں۔

رپورٹ سب کمیٹی تربیت: سب کمیٹی تربیت کے تینوں گروپس نے رپورٹس مع جملہ سفارشات نمائندگان شوریٰ کے سامنے پیش کیں۔ مکرمہ صدر صاحبہ نے معاونت کے لئے مکرمہ عطیہ القدير صاحبہ سیکرٹری عائشہ اکیڈمی کو سٹیج پہ مدعو کیا۔ متعدد نمائندگان شوریٰ نے اپنی آراء کا اظہار کیا نیز کمیٹی کی سفارشات پر تجاویز دیں جن میں سے ٹھوس اور جامع تجاویز کو رائے شماری کے بعد لائحہ عمل میں شامل کیا گیا۔ شام ساڑھے پانچ بجے نمائندگان شوریٰ کو حضور انور ﷺ کا بصیرت افروز خطاب بر موقع اجتماع لجنہ اماء اللہ برطانیہ براہ راست سننے اور عامیں شامل ہونے کی سعادت ملی۔

رپورٹ سب کمیٹی مال: صدر سب کمیٹی مال مکرمہ قرۃ العین جاوید صاحبہ نے رپورٹ پیش کی۔ سیکرٹری سب کمیٹی مال نے بجٹ آمد 2025/2026ء سے آغاز

باقی صفحہ 22 پر

ایک سب کمیٹی مال کے لئے ممبران کی تقرری عمل میں لائی گئی۔ اس سے قبل مکرمہ صدر صاحبہ نے مکرمہ عطیہ باری صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ کو بلنز کو معاونت کے لئے سٹیج پر بلایا۔ مکرمہ صدر صاحبہ نے اراکین سب کمیٹی کی معین تعداد کی وضاحت کرتے ہوئے طریقہ کار سے متعلق آگاہ کیا۔ سب کمیٹی تربیت: صدر صاحبہ نے سب کمیٹی تربیت اوّل کے لیے مکرمہ آصفہ محمد صاحبہ، سب کمیٹی دوئم کے لیے مکرمہ عامرہ عارف صاحبہ اور سب کمیٹی سوئم کے لیے مکرمہ راضیہ ایوب صاحبہ کو صدر مقرر کیا۔

سب کمیٹی مال: سب کمیٹی مال کی صدارت مکرمہ قرۃ العین جاوید صاحبہ رینجیل صدر اوفن باخ کو سونپی۔ سب کمیٹیز کے اجلاس منعقد ہوئے جو نماز ظہر وعصر کی ادائیگی تک جاری رہے۔ اس دوران ریفرنڈم کا وقفہ بھی ہوا۔

سب کمیٹیز کے اجلاس کے دوران مرکزی ہال میں معلوماتی نشستوں کا انعقاد کیا گیا جن میں مختلف موضوعات پر پریزنٹیشنز دی گئیں۔

ڈیٹا پروٹیکشن: اس حوالہ سے مکرمہ وسیمہ ہانی صاحبہ نے پریزنٹیشن دی۔

یوتھ ویلفیئر آفس: اس کی ذمہ داریوں میں والدین اور بچوں کی راہنمائی اور زندگی کے بیشتر معاملات اور مراحل میں ان کے حقوق کی حفاظت کرنا شامل ہے۔ اس سلسلہ میں ضروری ہے کہ بچوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم رکھے جائیں، گھر کا ماحول ایسا ہو کہ بچے خود کو محفوظ تصور کریں اور والدین بلاوجہ سختی سے پرہیز کریں۔

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لجنہ اماء اللہ جرمنی کی 21 ویں مجلس شوریٰ 27، 28 ستمبر 2025ء بمقام بیت السبوح فرانکفرٹ منعقد ہوئی جس میں جرمنی بھر سے 517 منتخب نمائندگان، 24 رینجیل صدارات اور 26 ممبرات نیشنل عاملہ شامل تھیں۔ اس طرح کل حاضری 567 رہی۔ اسی طرح 3 اعزازی ممبرات اور 2 زائرات بھی شامل تھیں۔ مجلس شوریٰ کی کارروائی جرمن زبان میں کی گئی تاہم اردو ترجمہ کا بھی انتظام موجود تھا۔

مجلس شوریٰ کا باقاعدہ آغاز 27 ستمبر صبح 9 بجے مکرمہ حامدہ سون چوہدری صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی کی زیر صدارت ہوا۔ مکرمہ سلمیٰ محمود صاحبہ نے سورۃ اشوریٰ کی آیات 37 تا 39 کی تلاوت کی اور جرمن وارڈ ترجمہ پڑھا۔ اس کے بعد مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ جرمنی نے افتتاحی کلمات کہے۔ بعد ازاں سیکرٹری مجلس شوریٰ مکرمہ لبنی کابلوں صاحبہ نے رد شدہ تجاویز اور ان کی وجوہات بیان کیں۔ نیشنل سیکرٹری تربیت مکرمہ عالیہ ورک صاحبہ نے گزشتہ سال شعبہ تربیت کے فیصلہ جات پر عمل درآمد کی رپورٹ پیش کی۔

سیکرٹری مجلس شوریٰ مکرمہ لبنی کابلوں صاحبہ نے ایجنڈا مجلس شوریٰ 2025ء پڑھ کر سنایا۔ 10 سال ایجنڈا میں شعبہ تربیت کے حوالہ سے ایک تجویز اور شعبہ مال میں مالی بجٹ 2025/2026ء شامل تھا۔

مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ نے یہ امر واضح کیا کہ 10 سال سب کمیٹی تربیت میں اراکین کی تقرری کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ﷺ کی اجازت سے تین سب کمیٹیز ترتیب دی گئیں۔ چنانچہ 3 سب کمیٹیز تربیت اور





مکرم محمد فاتح ناصر صاحب، مربی سلسلہ

## اطاعت اولی الامر کے متعلق اسلامی نظریہ

ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی جس نے حاکم وقت کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جو حاکم وقت کا نافرمان ہے وہ میرا نافرمان ہے۔ (مسلم کتاب الامارۃ)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا سنو اور اطاعت کرو خواہ ایک حبشی غلام کو ہی کیوں نہ تمہارا افسر مقرر کر دیا جائے۔ (بخاری کتاب الاحکام)

رسول اکرم ﷺ کے ان واضح فرمودات کے بعد یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ حاکم وقت یا امیر کی اطاعت فرض ہے۔ لیکن یہاں کچھ سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول تو ظلم و زیادتی نہیں کرتے مگر بعض دنیاوی حکمران ظلم و زیادتی کر جایا کرتے ہیں تو کیا اس صورتحال میں بھی ان کی اطاعت ضروری ہے یا نہیں؟ اور کیا حاکم وقت کی اطاعت ہر ایک حکم شرعی و غیر شرعی میں کی جائے؟

کے رسول کے بعد اولو الامر یعنی دینی اور دنیاوی حکمران کی اطاعت کو فرض قرار دیا ہے۔ فرمایا کہ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَ الرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَ أَحْسَنُ تَأْوِيلًا (النساء: 60)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔ اور اگر تم کسی معاملہ میں (اولو الامر سے) اختلاف کرو تو ایسے معاملات اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دیا کرو اگر (فی الحقیقت) تم اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان لانے والے ہو۔ یہ بہت بہتر (طریق) ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔

زیر نظر آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے الفاظ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ کے ساتھ بڑی وضاحت سے اللہ اور رسول کے بعد حکمرانوں کی اطاعت کو فرض قرار دیا ہے۔ حدیث میں یہ مضمون اس طرح بیان ہوا ہے کہ حضرت

قرآن مجید ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس میں نوع انسان کی سیاسی، تمدنی اور اقتصادی مشکلات کا حل مذکور ہے۔ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے لیے ان کے تمام حالات میں اس پاک کتاب میں مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ کے مصداق تمام ہدایات موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ مسلمانوں کی جماعتی زندگی پر دو مختلف دور آئیں گے۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا جو اتوا وہ تاقیامت اپنی گردنوں پر رکھیں گے مگر رسول کی وفات کے بعد خلفاء اور مسلم و غیر مسلم حکمرانوں کے ماتحت بھی زندگی کا پہیہ رواں دواں ہوگا۔ پھر اس ماحول اور ان علاقوں میں امن و بہبود کی خاطر ان خلفاء اور دنیاوی حکمرانوں اور اسی طرح ان کی رعایا کے فرائض کیا ہوں گے؟ جہاں تک خلفاء اور حکمرانوں کے فرائض کا تعلق ہے تو وہ اللہ تعالیٰ نے قرآن و حدیث میں بہت تفصیل سے بیان فرمادے۔ زیر نظر مضمون میں ان کی رعایا یعنی مسلمانوں کے فرائض کے بارے ایک اجمالی نظر ڈالنا مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے اللہ اور اس

ان دونوں سوالات کے متعلق آنحضور ﷺ نے خود واضح ہدایات دے دیں کہ معاشرہ میں امن و آشتی کے قیام اور ہر قسم کے فتنہ و فساد کے فرو کرنے کے لیے ضروری ہے کہ حاکم وقت کی طرف سے ہر قسم کی زیادتی و امتیازی سلوک کو برداشت کیا جائے، حکم عدولی نہ کی جائے جب تک کہ حاکم وقت کسی کھلے کفر کا حکم نہ دے جس سے اسلام یا ایمان میں نقص واقع ہو کر اسلام یا ایمان سے محرومی صادر ہوتی ہو۔ تب تک اگر حاکم وقت کے کھلے کفر کے علاوہ ظلم و زیادتی کے فیصلہ کو بھی تسلیم کیا جائے گا تو یقیناً علیم خدا عزوجل سے نوازے گا۔ ذیل میں اس مضمون سے متعلق چند احادیث پیش ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تنگدستی اور خوشحالی، خوشی اور ناخوشی، حق تلفی اور ترجیحی سلوک غرض ہر حالت میں تیرے لیے حاکم وقت کے حکم کو سنا اور اس کی اطاعت کرنا واجب ہے۔

(مسلم کتاب الامارۃ)

حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا امام کی اطاعت اور فرمانبرداری ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے خواہ وہ امر اس کے لیے پسندیدہ ہو یا ناپسندیدہ۔ جب تک وہ امر معصیت نہ ہو لیکن جب امام کھلی معصیت کا حکم دے تو اس وقت اس کی اطاعت اور فرمانبرداری نہ کی جائے۔ (ابوداؤد کتاب الجہاد)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنے امیر میں کوئی ناگوار یا بظاہر بری بات دیکھے تو وہ صبر کرے۔ یعنی جماعت سے وابستہ رہے کیونکہ جو شخص تھوڑا سا بھی جماعت سے الگ ہو جاتا ہے اور تعلق توڑ لیتا ہے وہ جہالت کی موت مرتا ہے۔ (بخاری کتاب الاحکام)

حضرت اسید بن حصیرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فلاں شخص کو حاکم بنادیا اور مجھے حکومت نہیں دی۔ آپ نے فرمایا: تم میرے بعد دیکھو گے کہ تم پر دوسروں کو ترجیح دی گئی ہے۔ پس تم قیامت کے دن مجھ سے ملنے تک صبر کئے جاؤ۔ (بخاری کتاب الفتن)

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت سلمہ بن یزید الجعفی نے آنحضور ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! اگر ہم پر ایسے حکمران مسلط ہوں جو ہم سے اپنا حق مانگیں مگر ہمارا حق ہمیں نہ دیں تو ایسی صورت میں آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے اس سے اعراض کیا۔ اُس نے اپنا سوال پھر دہرایا۔ آپ نے پھر اعراض کیا۔ اُس نے دوسری یا تیسری دفعہ پھر اپنا سوال دہرایا جس پر اشعث بن قیس نے انہیں پیچھے کھینچا (یعنی خاموش کروانے کی کوشش کی کہ حضورؐ کو یہ سوال پسند نہیں آیا) تب آنحضور ﷺ نے فرمایا ایسے حالات میں اپنے حکمرانوں کی بات سنو اور اُن کی اطاعت کرو۔ جو ذمہ داری اُن پر ڈالی گئی ہے اُس کا مواخذہ اُن سے ہو گا اور جو ذمہ داری تم پر ڈالی گئی ہے اُس کا مواخذہ تم سے ہو گا۔ (مسلم کتاب الامارۃ)

ان احادیث میں امراء اور حکام کی انصافیوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے لیکن پھر بھی آپؐ نے یہ فرمایا کہ ان کے خلاف بغاوت کرنے کا تمہیں حق نہیں ہے۔ حکومت کے خلاف مظاہرے، توڑ پھوڑ اور باغیانہ روش اختیار کرنے والوں کا طرز عمل خلاف شریعت ہے۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ”اگر حاکم ظالم ہو تو اُس کو برانہ کہتے پھرو بلکہ اپنی حالت میں اصلاح کرو، خدا اُس کو بدل دے گا یا اُسی کو نیک کر دے گا۔ جو تکلیف آتی ہے وہ اپنی ہی بد عملیوں کے سبب آتی ہے۔ ورنہ مومن کے ساتھ خدا کا ستارہ ہوتا ہے، مومن کے لئے خدا تعالیٰ آپ سامان مہیا کر دیتا ہے۔ میری نصیحت یہی ہے کہ ہر طرح سے تم نیکی کا نمونہ بنو۔ خدا کے حقوق بھی تلف نہ کرو اور بندوں کے حقوق بھی تلف نہ کرو۔ (الحکم 24 مئی 1901ء صفحہ 9)

ہاں اگر حاکم وقت کسی ایسے امر کا حکم دے جو کھلے کھلے کفر (کفر بواح) پر مبنی ہو تو پھر اس کے انکار کی اجازت ہے۔ کفر بواح کی تشریح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامسؒ فرماتے ہیں:

”حدیث کے یہ جو آخری الفاظ ہیں ان کے معنی بعض سلفی، وہابی اور باقی متشدد دینی جماعتیں یا جو فرقے ہیں وہ یہ لیتے ہیں کہ صرف اُس وقت تک حکام سے لڑائی جائز نہیں

جب تک کہ اُن سے کفر بواح نہیں ظاہر ہو جاتا۔ (کھلا کھلا کفر ظاہر نہیں ہو جاتا) اگر حاکم سے کفر بواح نظر آجائے تو پھر اس کے ازالے کے درپے ہونا اور اُس سے حکمرانی چھین لینا فرض ہے۔ یہی متشدد جماعتیں ہیں جنہوں نے اس پر یہ دلیل سوچ رکھی ہے کہ حکومتوں کے خلاف بغاوت کی جاسکتی ہے۔ بلکہ بعض اپنے فتوے کو آپس میں ہی اتنا مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ فتوے دینے والے یہ کہتے ہیں کہ جن کو ہم نے کافر قرار دے دیا اُن کو جو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے۔ اور کافر کو کافر نہ سمجھنے والا بھی کافر ہے۔ تو یہ جو تکفیر ہے اس کا ایک لمبا سلسلہ چلتا جاتا ہے۔ بہر حال اس حدیث میں اصل الفاظ یہی ہیں کہ تم نے اطاعت کرنی ہے سوائے اس کے کہ ایسی بات کی جائے جو کفر کی بات ہو یا تمہیں کفر پر مجبور کیا جا رہا ہو۔ اس کے علاوہ ہر معاملے میں اطاعت ہونی چاہئے اور اُس صورت میں بھی بغاوت نہیں ہے بلکہ وہ بات نہیں ماننی۔ بہر حال یہ اُن لوگوں کا نظریہ ہے، احمدیوں کا نہیں۔ ہاں اطاعت نہ کرنے کی بعض حالات میں جیسا کہ میں نے کہا سوائے اس کے کہ کفر پر مجبور کیا جا رہا ہو، جو ہمیں جماعت میں ایک مثال نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ جب پاکستان میں یا بعض دوسرے ممالک میں احمدیوں کو کہا جاتا ہے کہ تم اپنے آپ کو مسلمان نہ کہو تو ہم یہ بات ماننے کو تیار نہیں۔ ہم مسلمان کہتے ہیں۔ یا کلمہ نہ پڑھو۔ ہم پڑھتے ہیں۔ یا ایک دوسرے کو سلام نہ کہو، یا قرآن کریم نہ پڑھو۔ تو یہ ہمارے مذہب کا اور دین کا معاملہ ہے۔ اس بارہ میں جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے اطاعت کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہاں بھی ہم بغاوت نہیں کرتے صرف ان معاملوں میں ہم کبھی کسی قسم کے قانون کو مان ہی نہیں سکتے کیونکہ یہ شریعت کا معاملہ ہے۔ اللہ اور رسول کے حکموں کا معاملہ ہے۔ جہاں تک ملک کے دوسرے قوانین کا تعلق ہے، اس کے باوجود ہر احمدی ہر قانون کی پابندی کرتا ہے۔“

(خطبات مسرور جلد نهم ص 157، 156)

اسی کفر بواح کی تشریح میں حضرت امام النوویؒ تحریر کرتے ہیں: ”کفر بواح کا مطلب ظاہر کفر ہے، اور اس حدیث میں کفر سے مراد گناہ ہے تم ارباب حکومت



سے اُن کی حکومت کے اندر رہ کر جھگڑانہ کرو اور نہ اُن پر اعتراض کرو۔ سوائے اس کے کہ تم اُن سے کوئی ایسی بُری بات دیکھو جو ثابت اور متحقق ہو، جس کا بُرا ہونا تم اسلام کے قواعد یعنی قرآن اور حدیث کی رُو سے جائز نہ ہو۔ اگر تم ایسا دیکھو تو اُن کی اس بات کا بُرا ماننا اور تم جہاں بھی ہو حق بات کہو۔ لیکن ایسے حکمرانوں کے خلاف بغاوت کرنا، اُن کے ساتھ لڑائی کرنا، مسلمانوں کے اجماع سے حرام ہے۔ خواہ وہ حکمران فاسق اور ظالم ہوں۔“ لکھتے ہیں کہ ”اس حدیث کا معنی جو میں نے بیان کیا ہے، دیگر احادیثِ نبویہ اس کی تائید کرتی ہیں۔ اہل سنت نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ فسق کے بناء پر حکمران کو معزول کرنا جائز نہیں۔ ... علماء کہتے ہیں کہ فاسق اور ظالم حکمران کو معزول نہ کرنے اور اُس کے خلاف لڑائی نہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ ایسی صورت میں مزید فتنے، خونریزی اور آپس میں فساد پیدا ہو گا۔ پس فاسق اور ظالم حکمران کا برسرِ اقتدار رہنا ہم فساد پیدا کرے گا بہ نسبت اس کے جو اُسے معزول کرنے کی کوشش کے نتیجے میں پیدا ہو گا۔“ (المنہاج بشرح صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیۃ صفحہ 1430 دار ابن حزم 2002)

مضمون کے آغاز میں بیان کردہ آیت کی تشریح میں حکم و عدل حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”اللہ اور رسول اور اپنے بادشاہ کی تابعداری کرو۔“ (شہادت القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 332)

”اللہ اور اس کے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو۔“ (الحکم 10 فروری 1901ء جلد 5 نمبر 5 صفحہ 1)

”اے مسلمانو! اگر کسی بات میں تم میں باہم نزاع واقع ہو تو اس امر کو فیصلے کے لئے اللہ اور رسول کے حوالے کرو۔ اگر تم اللہ اور آخری دن پر ایمان لاتے ہو تو یہی کرو کہ یہی بہتر اور احسن تاویل ہے۔“

(ازالہ ابہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 596)

اولی الامر کی وضاحت میں فرمایا: ”اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے۔ اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اُس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے۔“ (ضرورۃ الامام۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 493)

”قرآن شریف میں حکم ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اُولی الامر منکم۔ یہاں اولی الامر کی اطاعت کا حکم صاف طور پر موجود ہے۔ اور اگر کوئی شخص کہے کہ منکم میں گورنمنٹ داخل نہیں تو یہ اُس کی صریح غلطی ہے۔ گورنمنٹ جو حکم شریعت کے مطابق دیتی ہے وہ اُسے منکم میں داخل کرتا ہے۔ مثلاً جو شخص ہماری مخالفت نہیں کرتا وہ ہم میں داخل ہے۔ اشارۃ النص کے طور پر قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کی اطاعت کرنی چاہئے اور اس کے حکم مان لینے چاہئیں۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 171 مطبوعہ ربوہ)

بعض لوگ حکام وقت کی کسی بھی ناپسندیدہ بات کو زبردستی یعنی ہاتھ سے روکنے کا استنباط اس حدیث سے کرتے ہیں: ”بوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ تم میں سے جو کوئی ناپسندیدہ کام دیکھے وہ اُسے اپنے ہاتھ سے بدل دے۔ اگر اسے طاقت نہ ہو تو پھر اپنی زبان سے اور یہ طاقت بھی نہ ہو تو پھر اپنے دل سے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔“ (صحیح مسلم۔ کتاب الایمان)

اس حدیث میں حضور ﷺ نے اصلاح کے جو تین درجے بیان فرمائے ہیں ان کی تشریح میں حضرت امام ملا علی قاری لکھتے ہیں: ہمارے بعض علماء کہتے ہیں کہ ناپسندیدہ کام کو ہاتھ سے تبدیل کرنے کا حکم حکمرانوں کے لئے ہے۔ زبان سے تبدیل کرنے کا حکم علماء کے لئے ہے اور دل سے ناپسندیدہ بات کو ناپسند کرنے کا حکم عوام مؤمنین کے لئے ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکاۃ۔ جز 9 کتاب الادب)

پس یہ اس حدیث کی بڑی عمدہ وضاحت ہے یعنی اگر ہر کوئی اس طرح روکنے لگ جائے گا تو پورا معاشرہ فساد کا شکار ہو جائے گا۔ اور فساد اور بدامنی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْفُسَادَ (سورۃ بقرہ 206) یعنی اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ اگر یہ مراد لی جائے کہ عوام حکمران کی کسی بات کو ناپسند کریں تو وہ حکومت کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں اور توڑ پھوڑ اور فتنہ و فساد اور قتل و غارت اور بغاوت شروع کر دیں تو یہ مفہوم بھی شریعت کی ہدایت کے مخالف ہے۔

اس بارہ میں قرآن کریم کا حکم ہے کہ وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ (النحل: 91) یعنی خدا تعالیٰ ہر قسم کی فحشاء، ناپسندیدہ بات اور بغاوت کی بات سے سختی سے منع فرماتا ہے۔

انبیائے کرام کا حکومت وقت کی اطاعت کے بارے میں کیا نمونہ رہا ہے؟ ان کی حکام وقت کی اطاعت اور ہر قسم کی بغاوتوں سے دور رہنے کے متعلق حضرت یوسفؑ کو بطور مثال بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: ”کسی نبی کی بابت یہ ذکر نہیں فرمایا کہ اُس نے دنیاوی معاملات میں اپنے علاقے کے حاکم وقت کی نافرمانی یا بغاوت کی ہے۔ یا اُس کے خلاف اپنے متبعین کے ساتھ مل کر مظاہرے کئے ہوں یا کوئی توڑ پھوڑ کی ہو۔ دینی امور کے بارے میں تمام انبیاء نے اپنے اپنے علاقوں کے حکمرانوں کے غلط عقائد کی کھل کر تردید کی اور سچے عقائد کی پُر زور تبلیغ کی حضرت یوسفؑ کی مثال لیتا ہوں جو عموماً بیان کی جاتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ نے بیان کی ہے، حضرت مسیح موعودؑ نے بھی، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؑ نے بھی۔ اس کے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نَحْنُ نَقْضُ عَٰلَمَکَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا اَوْحٰیْنَا اِلَیْکَ ہٰذَا الْقُرْآنَ وَاِنْ کُنْتَ مِنْ قَبْلَہِ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ (یوسف: 4) کہ ہم نے جو یہ قرآن تجھ پر وحی کیا ہے اس کے ذریعے ہم تیرے سامنے ثابت شدہ تاریخی حقائق میں سے بہترین بیان کرتے ہیں۔ جبکہ اس سے پہلے اس بارہ میں تو غافلوں میں سے تھا۔ ثابت شدہ تاریخی حقائق کیا ہیں جو قرآن کریم واضح بیان فرما رہا ہے۔ سورۃ یوسف میں جو اکثر حضرت یوسفؑ کے حالات پر مشتمل ہے، ان حالات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت یوسفؑ نے مصر کے کافر بادشاہ فرعون مصر کی کابینہ میں وزیرِ خزانہ کے طور پر، مال کے نگران کے طور پر کام کیا۔ اگر بادشاہ کو یہ خیال ہوتا کہ یوسفؑ اس کے وفادار نہیں ہیں اور نعوذ باللہ محض منافقانہ طور پر اس کی اطاعت کرتے ہیں تو وہ ہرگز اپنی کابینہ میں شامل نہ کرتا۔ اور ویسے بھی حضرت یوسفؑ کے بارے میں یہ خیال کرنا بھی بے ادبی

کیا۔ اس سے قبل بجٹ کی کاپیاں نمائندگان میں تقسیم کی گئیں۔ مکرمہ صدر صاحبہ نے مکرمہ مقصودہ عامر صاحبہ ریجنل صدر ٹاؤنس کو معاونت کے لئے سٹیج پر مدعو کیا۔ سب کمیٹی مال کی سفارشات پر آمد کے بجٹ پر متفرق ہیڈز پر بجٹ کے لئے نمائندگان نے نام لکھوائے۔ آمد کے جملہ ہیڈز پر غور لائے گئے اور رائے شماری کروائی گئی۔ نمائندگان کی متفقہ رائے سے 1.693.110,00 یورو کی سفارش کی گئی۔

### شورلی کادو سرازور

صبح ساڑھے نو بجے مجلس شورلی کا اجلاس مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ جرمنی حامدہ سوسن چوہدری صاحبہ کی زیر صدارت تلاوت سے ہوا جو مکرمہ میرب وسیم صاحبہ نے کی اور جرمن ترجمہ پیش کیا۔ خاکسار (لمنی ثاقب) نے اردو ترجمہ پڑھا۔ مکرمہ قرۃ العین گردیزی صاحبہ نے لجنہ اماء اللہ کے اخراجات کے بجٹ 2025/2026ء کا آغاز کیا۔ مکرمہ صدر صاحبہ نے معاونت کے لئے مکرمہ ندرت نجم صاحبہ ریجنل صدر فرافکفرٹ کو سٹیج پر مدعو کیا۔ نمائندگان شورلی نے غور و خوض کے بعد آمد و اخراجات کے بجٹ کے کچھ ہیڈز میں چند ترامیم کیں جنہیں رائے شماری کے بعد سفارشات میں شامل کیا گیا۔

### انتخاب صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی نمائندہ خصوصی مکرمہ رضوانہ ثار صاحبہ کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم اور عہد کے بعد انتخاب صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی کی کارروائی عمل میں لائی گئی جو تقریباً ایک بجے بخیر و خوبی مکمل ہوئی۔ مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ جرمنی کے اختتامی کلمات اور دعا کے بعد سو ایک بجے مجلس شورلی کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

اللہ تعالیٰ مجلس شورلی کے نیک مقاصد کی تکمیل فرماتے ہوئے لجنہ اماء اللہ جرمنی کو ترقیات کی راہوں پر گامزن رکھے، آمین۔

اطاعت کے سوا اور کیا کرنا چاہیے۔ اس کا جواب ہے کہ ایسی صورت میں اگر ممکن ہو تو اللہ تعالیٰ اس ظالم حکومت سے ہجرت کر کے کسی اور پر امن جگہ پر جانے کا حکم دیتا ہے جہاں دین پر عمل کرنے میں بھی آزادی ہو، فرمایا:

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا لَنَبْوَئَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَ لَآ جَزَاءُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ (سورۃ النحل آیت 42)

ترجمہ:- اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی خاطر ہجرت کی اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا ہم ضرور انہیں دنیا میں بہترین مقام عطا کریں گے اور آخرت کا اجر تو سب (اجروں) سے بڑا ہے۔ کاش وہ علم رکھتے۔

اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر بہت سے انبیاء نے قوم کی مخالفت اور مشکلات و مصائب کے بعد عمل کیا اور ہجرت کی۔ حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت ابراہیم وغیرہ کے واقعات اس کے آئینہ دار ہیں۔ خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں دو مرتبہ اس حکم قرآنی پر عمل کر کے دکھایا۔ ایک مرتبہ جب 5 ہجری میں آپ نے اللہ کے حکم سے کچھ صحابہ و صحابیات کو مکہ کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم ارشاد فرمایا اور دوسری مرتبہ 13 ہجری میں خود بھی بہت سے صحابہ و صحابیات کے ہمراہ مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی مگر کسی ایک موقع پر بھی یہ ثبوت نہیں ملتا کہ آپ نے حکام وقت یا حکومت کے خلاف بغاوت یا فساد کا رویہ اپنایا ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؒ اس بارہ میں فرماتے ہیں:

”ہر ایک مسلمان کے لئے اطاعت اللہ و اطاعت الرسول و اطاعت اولی الامر ضروری ہے۔ اگر اولی الامر صریح مخالفت فرمان الہی اور فرمان نبوی کی کرے تو بقدر برداشت مسلمان اپنی شخصی و ذاتی معاملات میں اولی الامر کا حکم نہ مانے یا اس کا ملک چھوڑ دے۔ اَطِيعُوا اللَّهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ صاف نص ہے۔ اولی الامر میں حکام و سلطان اول ہیں اور علماء و حکماء دوم درجے پر ہیں۔“

(الہد نمبر 8۔ جلد 9۔ 16 دسمبر 1909ء۔ صفحہ 4 کالم 2)

میں داخل ہے کہ نعوذ باللہ وہ دل سے تو فرعون مصر کے خلاف بغض و عناد رکھتے تھے مگر ظاہری طور پر منافقانہ رنگ میں اس کی اطاعت کرتے تھے اور اس سے وفاداری کا اظہار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كَذَلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ ۚ مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ (یوسف: 77) اس طرح ہم نے یوسف کے لئے تدبیر کی۔ اس کے لئے ممکن نہ تھا کہ اپنے بھائی کو بادشاہ کی حکمرانی میں روک لیتا سوائے اس کے کہ اللہ چاہتا۔ یعنی حضرت یوسفؑ بادشاہ مصر کے قانون کے مطابق اپنے حقیقی بھائی کو مصر میں روکنے کا اختیار نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ تدبیر کی کہ حضرت یوسفؑ سے بھلا کر شاہی پیانہ جو تھا اپنے بھائی کے سامان میں رکھو دیا اور تلاشی لینے پر ان کے بھائی کے سامان میں سے ہی وہ پیانہ نکل آیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسفؑ مصر کے کافر اور مشرک بادشاہ کے قانون کے پابند تھے۔ دنیاوی معاملات میں حضرت یوسفؑ کافر بادشاہ کے قانون کی پابندی اور وفاداری سے اطاعت کے باوجود دینی امور میں اس کے غلط عقائد کی پابندی اور اطاعت نہیں کرتے تھے۔“ (خطبات مسرور جلد نمبر صفحہ 159)

حضرت مصلح موعودؑ قانون کا احترام اور بغاوت سے بچنے کے متعلق فرماتے ہیں: ”بعض جماعتیں ایسی ہیں جو بغاوت کی تعلیم دیتی ہیں۔ بعض قتل و غارت کی تلقین کرتی ہیں۔ بعض قانون کی پابندی کو ضروری نہیں سمجھتیں۔ ان معاملات میں کسی جماعت سے ہمارا تعاون نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ ہماری مذہبی تعلیم کے خلاف امور ہیں۔ اور مذہب کی پابندی اتنی ضروری ہے کہ چاہے ساری گورنمنٹ ہماری دشمن ہو جائے اور جہاں کسی احمدی کو دیکھے اُسے صلیب پر لٹکانا شروع کر دے پھر بھی ہمارا یہ فیصلہ بدل نہیں سکتا کہ قانون شریعت اور قانون ملک کبھی توڑا نہ جائے۔ اگر اس وجہ سے ہمیں شدید ترین تکلیفیں بھی دی جائیں تب بھی یہ جائز نہیں کہ ہم اس کے خلاف چلیں۔“

(الفضل 6 اگست 1935ء جلد 23 نمبر 31 صفحہ 10 کالم 3)

اب ایک آخری سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر حکمران کسی قسم کی ظلم و زیادتی کا طریقہ روار رکھے تو پھر مسلمانوں کو



## سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عائلی زندگی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عائلی زندگی کے متعلق مکرم صاحب مرحوم ابن حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ کے مضامین الفضل انٹرنیشنل ماہ جنوری و فروری 2011ء میں شائع ہوتے رہے ہیں جنہیں قارئین کے استفادہ کے لیے شائع کیا جا رہا ہے۔ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

ان ابتدائی ایام میں بھی جب حضور کی ملاقات کے لئے آنے والے مہمانوں کی مہمان نوازی حضرت اماں جانؑ کی زیر نگرانی گھر سے ہی کی جاتی تھی۔ مہمان کس کثرت سے آتے تھے اس کے بارے میں حضور کے ایک خط جو 8 ستمبر 1887ء کو حضور نے مکرم مولوی ابوسعید محمد حسین بنالوی صاحب کو تحریر کیا روشنی پڑتی ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں: ”بعض احباب مجھ پر یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ اسراف کا خرچ ہے جو دودو سو تین تین سو روپے ماہواری کا ہو جاتا ہے اور اسی خرچ نے طبع کتاب میں دقتیں ڈالیں اور انبار کا انبار قرضہ کا سر پر ہو گیا۔ اس کے جواب میں بھی یہی عرض کرتا ہوں کہ اگرچہ یہ اعتراض سچ ہے مگر یہ مہمانداری محض لٹہ ہے اور اس میں بھی بارہا تواضع اور اکرام ضیف کے لئے حکم ہوا ہے نہ تخفیف مصارف کے لئے۔ تین سال کے عرصہ میں شاید چالیس ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہوں گے اور جہاں تک طاقت تھی حسب توفیق خداداد ان کی خدمت کی گئی۔ سو بظاہر یہ نہایت درجہ کا اسراف معلوم ہوتا ہے لیکن اللہ جل شانہ کو اپنے افعال میں مصالح ہیں اور میں اسی کے حکم اور امر کا پیرو ہوں اور کسی دوسری کمیٹی

یا جماعت کی پیروی نہیں کر سکتا اور نہ وہ اس کاروبار میں کچھ دخل دے سکتے ہیں۔ جس قدر میرے پر قرضہ اور حقوق عباد کے بار ڈالے گئے ہیں میں جانتا ہوں کہ میں اپنی قوت سے ان گراں باروں سے سبکدوش نہیں ہو سکتا بلکہ الہی قوت مجھے سبکدوش کرے گی اس فوق الطافتہ کام میں کسی دوست کی کچھ پیش نہیں جاسکتی مگر وہ ایک ہے حقیقی دوست ہے جو ان غموں کے دور کرنے پر قادر ہے۔“

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 305)

ان دنوں کی بات ہے ایک بار مہمان اتنی کثرت سے آئے کہ کھانے اور ٹھہرانے کے انتظام میں بہت دقت پیش آئی اور اس وجہ سے حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی طبیعت میں گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؒ کی رہائش ان دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کے ایک کمرہ میں تھی اور حضورؑ بھی ساتھ کے حصہ مکان میں رہائش رکھتے تھے۔ آپؑ بیان کرتے ہیں کہ: ”ایک شب کا ذکر ہے کہ کچھ مہمان آئے جن کے واسطے جگہ کے انتظام کے لئے حضرت ام المؤمنین حیران ہو رہی تھیں کہ سارا مکان تو پہلے ہی کشتی کی طرح پُر ہے۔ اب ان کو کہاں ٹھہرایا جائے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اکرام ضیف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بیوی صاحبہ کو پرندوں کا ایک قصہ سنایا۔ چونکہ میں بالکل ملحقہ کمرے میں تھا اور کواڑوں کی ساخت پرانے طرز کی تھی جن کے اندر سے آواز بآسانی دوسری طرف پہنچتی رہتی ہے اس واسطے میں نے اس سارے قصہ کو سنا۔“ فرمایا: ”دیکھو ایک دفعہ جنگل میں ایک مسافر کو شام ہو گئی۔ رات اندھیری تھی۔ قریب کوئی بستی اسے دکھائی نہ دی اور وہ ناچار ایک درخت کے نیچے رات گزارنے کے واسطے بیٹھ رہا۔ اس درخت کے اوپر ایک پرند کا آشیانہ تھا۔ پرندہ اپنی مادہ کے ساتھ باتیں کرنے لگا کہ دیکھو یہ مسافر جو ہمارے آشیانہ کے نیچے زمین پر آ بیٹھا ہے یہ آج رات ہمارا مہمان ہے اور ہمارا فرض ہے کہ اس کی مہمان نوازی کریں۔



مادہ نے اس کے ساتھ اتفاق کیا اور ہر دو نے مشورہ کر کے یہ قرار دیا کہ ٹھنڈی رات ہے اور اس ہمارے مہمان کو آگ تاپنے کی ضرورت ہے۔ اور تو کچھ ہمارے پاس نہیں۔ ہم اپنا آشیانہ ہی توڑ کر نیچے پھینک دیں تاکہ وہ ان لکڑیوں کو جلا کر آگ تاپ لے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور سارا آشیانہ تنکا تنکا کر کے نیچے پھینک دیا۔ اس کو مسافر نے غنیمت جانا اور ان سب لکڑیوں کو تنکوں کو جمع کر کے آگ جلائی اور تاپنے لگا۔ تب درخت پر اس پرندوں کے جوڑے نے پھر مشورہ کیا کہ آگ تو ہم نے اپنے مہمان کو بہم پہنچائی اور اس کے واسطے سینکڑے کا سامان مہیا کیا۔ اب ہمیں چاہیے کہ اسے کچھ کھانے کو بھی دیں۔ اور تو ہمارے پاس کچھ نہیں۔ ہم خود ہی اس آگ میں جاگریں اور مسافر ہمیں بھون کر ہمارا گوشت کھالے۔ چنانچہ ان پرندوں نے ایسا ہی کیا اور مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔“

(ذکر حبیب صفحہ 86، 87)

حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کو خدا تعالیٰ نے وسیع حوصلہ دل عطا فرمایا تھا اور آپ مہمانوں کی خدمت اور خاطر تواضع اور دلداری کرنے میں تمام جماعت کے لئے نمونہ تھیں۔ اور جو لوگ آپ کے مہمان رہے ہیں اسی طرح وہ مستورات جو سارا سال اور سالانہ جلسوں کے موقع پر قادیان آتی تھیں اور آپ سے ملنے کے لئے حاضر ہوتی تھیں وہ اس بات سے بخوبی واقف تھیں۔ سلسلہ کے ابتدائی ایام میں قادیان میں عام چیزیں بھی نہیں ملا کرتی تھیں اور مہمان بہت کثرت سے آتے تھے۔ ان حالات میں بسا اوقات بہت حوصلہ رکھنے والا شخص بھی گھبرا جاتا ہے۔ یہ کچھ ایسے ہی ایک موقع کی بات ہے۔

اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ ایک بار مہمانوں کی کثرت کے باعث ان کو ٹھہرانے کے انتظام میں دقت ہوئی اس کی وجہ یہ تھی کہ بہت سے دوست اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ہجرت کر کے قادیان تشریف لائے تھے اور حضورؐ نے ایسے مہاجرین کو بھی باوجود تنگی کے اپنے گھر میں ہی جگہ دی تھی۔ اس پر مستزاد یہ کہ ایسے مستقل طور پر قادیان میں بس جانے والے گھرانوں کو بھی حضرت اماں جانؑ کھانا پکوا کر بھجواتی تھیں۔

ان ایام میں دارالمسح میں رہائش کی کیا کیفیت تھی اس کا اندازہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؒ کی اوپر بیان کردہ روایت سے ہوتا ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ”سارا مکان تو پہلے ہی کشتی کی طرح پڑ ہے“ اور اپنی رہائش کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضور کے گھر کے اندر حضور کے کمرہ کے بالکل ملحق کمرہ میں تھی۔ اس سلسلہ میں حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحبؒ کی روایت بھی اس صورت حال پر روشنی ڈالتی ہے۔ وہ اپنی تصنیف ”تذکرۃ المہدی“ میں بیان فرماتے ہیں کہ میں حضرت اقدس امام ہمام علیہ السلام کے مکان کے اندر ایک طرف مع اہل و عیال رہتا تھا اور آپ نے وہ جگہ بنیادی تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا آج سے ہم بھی تمہاری ہمسائیگی میں آگئے ہیں چونکہ اب سردی کا موسم شروع ہو گیا ہے اوپر کے مکان سے اس نیچے کے مکان میں آگئے ہیں اور ہماری تمہاری چارپائی برابر رہے گی صرف ایک دیوار بیچ میں ہے۔ (تذکرۃ المہدی طبع جدید صفحہ 12)

حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق نعمانی صاحبؒ مزید فرماتے ہیں حضرت نے خود میرے لئے مکان بنوایا۔ لیکن جب نئے مکان میں چلا گیا تو پھر واپس اپنے مکان میں بلوا لیا۔ مزید فرماتے ہیں میں نے ایک بکری بھی رکھی ہوئی تھی اُس کی میٹنیاں، اس کے پیشاب کی کھراں اور اس کے بچوں کی میاٹ پھر جھاڑ سے صحن اتنا بھرا ہوا تھا کہ حضرت کے لئے چلنے پھرنے کے لئے بھی جگہ نہ رہی تھی لیکن پھر بھی آپ نے میرا علیحدہ مکان میں رہنا پسند نہ کیا۔

(اخبار الحکم 21، 28، 29 مئی 1934ء صفحہ 28)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؒ نے اپنی کتاب سیرت مسیح موعود جلد سوم میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؒ کی زبانی ایک واقعہ لکھا ہے جس میں حضرت مولوی صاحب نے بیان کیا ہے کہ ان کی رہائش حضور کے گھر میں اوپر کی منزل پر تھی اور بیت الدعا کے اوپر جو کمرہ ہے حضرت مولوی صاحب اس کمرہ کو بیت الدعا کے طور پر ہی استعمال کرتے تھے۔ حضرت مولانا نور الدینؒ جو حضورؐ کی وفات کے بعد حضور کے پہلے جانشین ہوئے اور مسند خلافت پر متمکن ہوئے 1892ء میں ہجرت کر

کے قادیان تشریف لے آئے تھے۔ اس وقت سے اپنی وفات تک حضرت مسیح موعودؑ نے ان کو اپنے گھر میں رکھا حالانکہ حضرت مولوی صاحبؒ کا اپنا مکان کافی عرصہ پہلے تعمیر ہو چکا تھا۔ اور آپ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بھی کچھ ماہ کے بعد دارالمسح سے اس میں منتقل ہوئے۔

ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح اولؑ کے آخری ایام میں پشاور سے کچھ مہمان آئے۔ صاحبزادہ مولوی عبدالحی صاحب مرحوم سے ان کی بیٹھک اس مہمان کے لئے طلب کی گئی۔ مگر انہوں نے دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت خلیفۃ الاولؑ کو اس بات کا علم ہوا۔ حضور نے عبدالحی مرحوم کو فرمایا میاں ہم نے سنا ہے کہ تم نے اپنے مہمان کو مکان دینے سے انکار کر دیا۔ مؤمن تو ایسا نہیں ہوتا ہے۔ دیکھو میں تمہیں ایک مؤمن کا حال سناتا ہوں جب میں قادیان آیا تو حضرت اقدس نے ایک برآمدے میں رسی باندھ کر اس پر پردہ ڈال دیا۔ ایک طرف خود ہو گئے دوسری طرف مجھے دے دی۔ پھر مولوی عبدالکریم صاحب آئے تو آپ نے ایک اور رسی باندھ دی اور پردہ ڈال کر کچھ جگہ ان کو دے دی۔ مولوی محمد احسن صاحب آئے آپ نے ان کو بھی جگہ دے دی۔ اس طرح جو مہمان آتا آپ سمٹ جاتے اور مہمان کے لئے جگہ بنادیتے۔ اتنی بات بیان فرما کر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ نے فرمایا میاں مؤمن کا دل تو ایسا ہوتا ہے۔

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؒ فرماتے ہیں: ”مجھے 1889ء سے حضرت ام المؤمنین کو کسی قدر قریب سے اور 1898ء سے بہت قریب سے دیکھنے اور آپ کی شفقت و کرم کا تجربہ کرنے کا موقع ملا ہے۔ خدمت سلسلہ میں آپ کی خدمات کا ایک پہلو کس قدر قیمتی ہے کہ ابتداء میں باوجود خداموں کے۔ مہمانوں کے لئے اپنے ہاتھ سے کھانا وغیرہ تیار کرتی تھیں اور کبھی اس قسم کی خدمات سے آپ نے گھبراہٹ کا اظہار نہیں فرمایا۔ میں ایک بصیرت سے جانتا ہوں کہ ابتداء میں جب حضرت اقدس کا کھانا وغیرہ بڑے گھر (بڑے گھر سے مراد مشترکہ گھر ہے جس میں مرزا غلام قادر صاحب کی بیوہ جو جماعت میں تائی کہلاتی ہیں رہتی تھیں اور حضورؐ کی زوجہ اول اور ان کے



صاحبزادگان کی بھی رہائش تھی) سے آتا تھا اور مہمان وقت بے وقت آجاتے اور حضور اکرام صلی اللہ علیہ وسلم کا بہترین نمونہ تھے۔ مجبوراً اسی گھر میں اطلاع دینی ہوتی تھی اور وہ اکثر برا مناتے اور کہہ دیتے کہ: تمہارے پاس تو اسی طرح آتے رہتے ہیں ہم سے یہ نہیں ہو سکتا۔ کوئی اور انتظام کرلو۔“

خدا کی اس نعمت کو انہوں نے رد کر دیا اور خدا تعالیٰ نے اس فضل کو سیدہ نصرت جہاں بیگم کے لئے مقرر کر رکھا تھا۔ ادھر حضرت مسیح موعودؑ کو مہمانوں کے کثرت سے آنے کی بشارات دیں اور یہ بھی قبل از وقت بتا دیا کہ ان سے ٹھکانا اور گھبرانا نہیں۔ ادھر ان کے لئے مہمان نوازی کے صحیح نظام کو قائم رکھنے کے لئے اپنے وعدہ کے موافق جو ہر چہ باید نو عروسی را ہمہ سالماں کنم میں کیا تھا حضرت سیدہ کو آپ کے نکاح میں لا کر انتظام کر دیا۔ مہمان دن رات کے ہر حصہ میں پیدل سوار آجاتے مگر حضرت ام المؤمنین نے کبھی نہ ان سے بے وقت آنے کی شکایت کی اور نہ اپنا دل چھوٹا کیا بلکہ ہر فرد کے آنے پر خوشی کا اظہار فرماتیں اور اپنی شفقت و رحمت کے دامن کو اتنا وسیع کرتیں کہ آنے والا اپنے گھر سے زیادہ راحت پاتا۔

مہمان نوازی کے واقعات اور عجائبات بے انتہاء ہیں۔ مجھے مختصراً اتنا ہی کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو مہمانوں کی کثرت کی بشاراتیں دی تھیں اور ان کی ضروریات کے انصرام کا بھی آپ ذمہ لیا تھا اور حقیقی مہمان نوازی کے لئے ام المؤمنین کو بھیج دیا۔ حضرت ام المؤمنین کی خصوصیات میں یہ امر بھی داخل ہے کہ آپ حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کے خدام اور صحابہ سے پوری واقفیت رکھتی ہیں اور ایمانی رنگ میں جو جس قدر حضرت کے قریب تھے ام المؤمنین اسے خوب سمجھتیں اور ان کی قدر فرماتی ہیں اور جب ان میں سے کوئی حاضری کی سعادت پاتا تو اس کے گھر کے تمام چھوٹے بڑوں کا تفصیل سے حال پوچھنا آپ کے دائرہ عمل میں داخل ہے۔ بعض صحابہ کو میں نے دیکھا کہ وہ بے تکلف کبھی کبھی کوئی فرمائش کھانے وغیرہ کی کر دیتے۔ حضرت ام المؤمنین سن کر بہت خوش ہوتیں اور خاص اہتمام سے اس کو پورا کرتیں۔ اس قسم کے احباب

میں سے ایک میرے نہایت ہی مختص خادم بھائی حضرت منشی ظفر احمد صاحبؒ تھے۔“

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 375 تا 378)

مکرمہ استانی سکینۃ النساء اہلیہ حضرت قاضی محمد اکمل صاحبؒ لکھتی ہیں: ”پہلے پہل تو باہر کے مہمانوں کی روٹی بھی خود ہی پکا کر باہر بھجواتی رہیں پھر لنگر قائم ہو گیا تو خود نہ پکائی ہوگی اور اب بھی کئی باریں نے دیکھا ہے کہ صحت کی حالت میں خود ہی چولہے کے آگے بیٹھ جانا اور ہانڈی پکانا آنا گوندھنا حالانکہ خدمتگاریں بھی پاس ہی بیٹھی ہوتی ہیں۔ ایسی شاندار ہستی جس کے دیکھنے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسے وقار اور رعب کی خاتون کبھی باور پچی خانے کی طرف جانا خلاف وقار و شان کے نامناسب بات جانتی ہوگی اور پھر آپ ہیں بھی تو ایک دہلی کے عالی وقار خاندان کی فرد۔ آپ کا نورانی چہرہ ہی دیکھ کر تعجب میں ڈال دیتا ہے کہ ایسی باحوصلہ اور پر وقار خاتون کھانا خود پکا رہی ہے۔ یہ سب کچھ حضرت عالی قدر شوہر محترم علیہ الف صلوٰۃ والسلام کی خوشنودی کے لیے گوارا کیا تھا۔“

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 392)

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ تحریر فرماتی ہیں:

”ایک زمانہ تھا کہ لنگر کا کھانا بھی اندر گھر میں پکاتا تھا اور جلسہ کی روٹی اندر ہمارے صحن میں پکنا تو کئی سال تک تو مجھے بھی یقینی طور پر یاد ہے۔“ (تحریرات مبارکہ صفحہ 49)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؒ نے اپنی سیرت میں ایک واقعہ لکھا ہے جس سے حضور کے انداز تربیت پر روشنی پڑتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور کے گھر میں کچھ دن کہانیاں کہنے اور سننے کا شوق ہو گیا اور رات گئے تک سادہ اور معصوم کہانیاں اور قصے اس طرح سنائے جاتے کہ گویا بڑے کام کی باتیں ہو رہی ہیں۔ حضور نے محسوس کیا۔ سختی کرنے یا کسی تندخو صلیح کی طرح کارروائی کرنے کے بجائے منہ سے کسی کو کچھ نہ کہا۔ ایک رات سب کو جمع کیا اور کہا آؤ آج تمہیں کہانی سناتے ہیں اور ایسی خدا لگتی اور کام کی باتیں سنائیں کہ گھر میں رہنے والی عورتیں گویا سوتے

سے جاگ اٹھیں۔ سب نے توبہ کی اور اس کے بعد وہ سب کہانیاں خواب و خیال ہو گئیں۔

(سیرت مسیح موعودؑ صفحہ 30، 31 مؤلفہ مولوی عبدالکریم سیالکوٹی)

حضور کے انداز تربیت کا تذکرہ نامکمل رہے گا اگر حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؒ کے بیان فرمودہ واقعہ کا ذکر نہ کیا جائے۔ آپ حضرت اماں جانؑ کے ساتھ حضور کے سلوک کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتی ہیں:

”حضرت اماں جانؑ کی بے حد قدر و قیمت آپ کی نظر میں تھی اور بہت زیادہ دلداری بہت خیال حضرت اماں جانؑ کا رکھتے تھے۔ اس کا نقش میرے دل پر اب تک ہے۔ مگر ایک باریں نے دیکھا کہ جب آپ نے ضروری سمجھا تو حضرت اماں جانؑ کی بھی تربیت فرمائی۔ ایک واقعہ عرض ہے بس یہی ایک بات دیکھی اور کبھی نہیں اور خود حضرت اماں جانؑ بھی تو ایک احسن نمونہ تھیں ضرورت بھی پیش نہیں آئی کبھی بھی۔ صاف نظارہ یاد ہے نیچے کے کمرے کے سامنے کے سہ درے میں نانی اماں بیٹھی تھیں۔ کسی خادمہ نے ان کا کہنا نہ مانا اور کوئی ایسی بات کہہ دی جس سے غلط فہمی پیدا ہو کر نانی اماں حضرت اماں جانؑ سے ناراض ہو گئی تھیں۔ اس وقت مجھے یاد ہے کہ حضرت نانی اماں غصہ میں کہہ رہی تھیں کہ لڑکی (حضرت اماں جانؑ کو نانی اماں لڑکی کہہ کر مخاطب کرتی تھیں) آخر میری بیٹی ہی تو ہے۔ ہاں! میرے حضرت میرے سر کا تاج ہیں بے شک۔ وغیرہ وغیرہ۔“ اتنے میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ حضرت اماں جانؑ کو اپنے آگے آگے لئے چلے آ رہے ہیں اس طرح کہ حضرت اماں جانؑ کے دونوں شانوں پر آپ کے دست مبارک ہیں اور حضرت اماں جانؑ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہہ رہی ہیں۔ آپ خاموشی سے اسی طرح حضرت اماں جانؑ کو لے کر آگے بڑھے اور اسی طرح حضرت اماں جانؑ کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نانی اماں کے قدموں پر آپ کا سر جھکا دیا۔ پھر نانی اماں نے حضرت اماں جانؑ کو اپنے ہاتھوں پر سنبھال کر شاید گلے بھی لگایا تھا اور آپ واپس تشریف لے گئے۔ کچھ سوچیں اس زمانہ کی اولادیں! اکثریت وہ ہوگی جن کو ماؤں کی قدر نہیں۔ احمدی بچپو! اور بہنو! یہ نقشہ جو میں نے دیکھا اور یاد رہا اس کو ذرا اپنی

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میں التزمًا چند دعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں:

اول: اپنے نفس کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے جس سے اس کی عزت و جلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔

دوم: پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ ان سے قرۃ عین عطا ہو اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں۔

سوم: پھر اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدام بنیں۔

چہارم: پھر اپنے مخلص دوستوں کے لئے نام بنام۔ پنجم: اور پھر ان سب کے لئے جو اس سلسلہ سے وابستہ ہیں خواہ ہم انہیں جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔“

(ملفوظات، جلد اول صفحہ 309)

رکھنے کے مخالف تھے کہ میرے حجرہ کو اندھیرا ہو جائے گا اور حضرت ام المومنین کا حکم تھا کہ وہاں رکھی جاوے۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ ناناجان یہ انتظام کر رہے تھے اور ان کو اس کے لئے بڑی جدوجہد کرنی پڑی۔ آخر ان کے مزاج میں گرمی تھی اور جہیر الصوت تھے۔ انہوں نے زور زور سے بولنا شروع کیا۔ اور اس وقت مولوی سید محمد احسن صاحب کو کہہ رہے تھے کہ یہ سیڑھی یہاں ہی رہے گی۔ وہ بھی اونچی آواز سے انکار اور تکرار کر رہے تھے۔ حضرت صاحب باہر تشریف لے آئے اور پوچھا کیا ہے؟ میر صاحب نے کہا مجھ کو اندر سیدانی (مراد ام المومنین) آرام نہیں لینے دیتی۔ اور باہر سید سے پالا پڑ گیا ہے۔ نہ یہ مانتے ہیں نہ وہ مانتی ہیں۔ میں کیا کروں۔ حضرت مسیح موعود نے مسکرا کر فرمایا۔ مولوی صاحب آپ کیوں جھگڑتے ہیں۔ میر صاحب کو جو حکم دیا گیا ہے ان کو کرنے دیجیے۔ روشنی کا انتظام کر دیا جاوے گا۔ آپ کو تکلیف نہیں ہوگی۔“

(سیرت حضرت مسیح موعود از شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ 406، 407)

کرتا ہوں اور ممکن ہے میرا حکم ٹل جائے ورنہ ہم دوسری طرح خبر لیں گے۔“ محبت کے جوش میں حضرت مولوی عبدالکریم نے یہ خیال کر کے کہ یہ بات حضور کے حق میں مفید ہے بغیر سوچے سمجھے اس کی تائید کر دی اور عرض کیا کہ: ”مثنیٰ صاحب کی بات درست ہے۔ حضور کو بھی چاہئے کہ درشتی سے یہ امر منوائیں۔“ حضور نے مسکراتے ہوئے مولوی صاحب کی طرف دیکھ کر فرمایا: ”ہمارے دوستوں کو تو ایسے اخلاق سے پرہیز کرنا چاہئے۔“

حضرت مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ ”بس خدا ہی جانتا ہے میں اس مجمع میں کس قدر شرمندہ ہوا۔“ نیز فرماتے ہیں کہ ”درحقیقت ان دنوں الہیات میں میری معرفت ہنوز بہت سادرس چاہتی تھی۔“

(سیرت حضرت مسیح موعود از مولانا عبدالکریم یالکوٹی صفحہ 18، 19)

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے حضرت مسیح موعود کا حضرت اماں جانؑ کے ساتھ سلوک اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے کے نقطہ نظر سے ہوتا تھا۔ اس ضمن میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے ایک واقعہ تحریر کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

”ایک دن کا ذکر ہے کہ کسی دیوار کے متعلق حضرت ام المومنین کی رائے تھی کہ یوں بنائی جائے اور مولوی عبدالکریم کی رائے اس کے مخالف تھی۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف نے حضرت اقدس سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے مجھے لڑکوں کی بشارت دی اور وہ اس بی بی کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اس لئے میں اسے شعائر اللہ سے سمجھ کر اس کی خاطر داری رکھتا ہوں اور وہ جو کہے مان لیتا ہوں۔“

(سیرت حضرت مسیح موعود از شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ 397)

اسی طرح کا ایک اور واقعہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب نے بیان فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں: ”ایک مرتبہ سیڑھی جو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب والے مکان کی دیوار کے ساتھ تھی اس کی تبدیلی کی ضرورت محسوس ہوئی اور اسے بالا خانہ کی دیوار کے ساتھ رکھنا تھا جس میں مولوی محمد علی صاحب رہتے تھے اور نیچے مولوی سید محمد احسن صاحب رہتے تھے۔ مولوی محمد احسن صاحب وہاں

چشم تصور میں لاؤ کہ وہ شاہ دین اپنی خدا تعالیٰ کی جانب سے خدیجہ لقب پائے ہوئے بیوی اماں جان کو جس کی خاطر آپ کو مطلوب تھی اور جس کی عزت بہت زیادہ آپ کے دل میں تھی اس کی والدہ کی معمولی ناراضگی سن کر برداشت نہ فرما سکا اور خود لا کر اس کی ماں کے قدموں میں جھکا دیا۔ گویا یہ سمجھایا کہ تمہارا رتبہ بڑا ہے مگر یہ ماں ہے۔ تمہارے لئے بھی اس کے قدموں تلے جنت ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَعَلَى عَبْدِكَ الْمَسِيحِ الْمَوْعُودِ“  
(تحریرات مبارک صفحہ 214، 215)

حضرت مسیح موعود کے بارہ میں آپ جانتے ہیں کہ دو بیماریاں ساری زندگی حضور کے لاحق رہیں۔ ان بیماریوں کے پیش نظر اور اس وجہ سے بھی کہ حضور کی خوراک بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر تھی حضرت اماں جانؑ آپ کے لئے آپ کی پسند اور طبیعت کے مطابق کھانے کا بندوبست فرماتی تھیں لیکن کبھی کبھار ایسا بھی ہو جاتا تھا کہ مہمانوں کے ہجوم میں حضور کے لئے غذا کا وہ اہتمام نہ ہو سکتا تھا جو کہ ہونا چاہیے تھا۔ ایسے موقع پر حضور سے محبت رکھنے والے اصحاب اس کو بہت محسوس کرتے تھے۔ ایسے ہی ایک موقع کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ مثنیٰ عبدالحق لاہوری پنشنر نے جو پہلے حضور سے محبت اور عقیدت اور حسن ظنی رکھتے تھے مگر بعد میں الگ ہو گئے تھے حضور کی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے عرض کیا کہ: ”آپ کا کام بہت نازک ہے اور آپ کے سر پر بھاری فرائض کا بوجھ ہے آپ کو چاہیے کہ جسم کی صحت کی رعایت کا خیال رکھا کریں اور ایک خاص مقوی غذا لازماً آپ کے لئے ہر روز تیار ہونی چاہیے۔“ ان کی بات کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا:

”ہاں بات تو درست ہے اور ہم نے کبھی کبھی کہا بھی ہے مگر عورتیں کچھ اپنے ہی دھندوں میں ایسی مصروف رہتی ہیں کہ اور باتوں کی چنداں پروا نہیں کرتیں۔“

مثنیٰ عبدالحق صاحب اس پر کہنے لگے: ”اجی حضرت آپ ڈانٹ ڈپٹ کر نہیں کہتے اور رعب پیدا نہیں کرتے۔ میرا یہ حال ہے کہ میں کھانے کے لئے خاص اہتمام کیا



## حضرت قمر الانبیاءؑ کی ٹھنڈی میٹھی چاندنی

محترمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ حال امریکہ



مکرمہ آپامۃ اللطیف کے قلم میں سب کا قلم

آپا نے حضرت میاں صاحبؒ کے مشفقانہ سلوک پر درج ذیل مضمون تحریر کیا جو ہم سب کی ترجمانی کرتا ہے۔ ”یہ بات تو ہر فرد جماعت جانتا ہے کہ آپؒ کی ذات بابرکات غمگساری و ہمدردی و شفقت کا مجموعہ تھی لیکن درویش اور درویش کے ہر عزیز کے لیے جس قدر تسلی و اطمینان کا موجب ہوتے تھے وہ ہمارے دل جانتے ہیں۔ آپ ہمارے ہر کام پر، ضرورت اور مشکل پر نگاہ رکھتے خواہ کوئی بڑا کام ہو یا چھوٹا جس وقت بھی ضرورت پڑتی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور جب لوٹتے تو نہ صرف کام اور ضرورت پوری ہو جاتی بلکہ آپ کی ملاقات سے ایسا اطمینان اور خوشی حاصل ہوتی جو کبھی کسی اور ذریعہ سے حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ ہم چار بہنوں کے رشتے آپ کے بہترین اور قیمتی مشوروں سے طے پائے۔ میرے لئے کئی ایک رشتوں میں سے آپ کو یہی رشتہ پسند آیا۔ میرا نکاح ہو گیا لیکن رخصتانہ ایک سال بعد ہوا۔ اس دوران میرے ابا جان کا خط آیا جس میں حضرت میاں صاحب کے نام بھی کوئی پیغام تھا۔ میں وہ خط لے کر بمشیرہ سرانج بی صاحبہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس میں میرے ابا جان نے ایک خواب بھی لکھی ہوئی تھی کہ ایک بکری ہے جو لطیف کے گرد چکر لگا رہی ہے۔ جب

آپؒ نے پڑھا تو آپؒ نے قدرے پریشانی سے فرمایا کہ سرانج بی! لطیف کے رخصتانے میں کیا دیر ہے؟ یہ خواب اچھی نہیں ہے۔ رخصتانہ جلد ہو جانا چاہئے۔ معلوم ہوتا ہے کوئی مگڑا لطیف کو اس رشتے کے متعلق ورغلا رہا ہے۔ جب رخصتانہ ہوا تو ابھی قادیان کے درویش پاسپورٹ کے ذریعے پاکستان نہیں آ سکتے تھے۔ آپ کو اس بات کا بہت احساس تھا کہ اس کو اپنے باپ کی عدم موجودگی کا صدمہ ہو گا۔ اس لئے آپؒ نے غیر معمولی طور پر ہمارا بہت خیال رکھا اور ہر ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش فرمائی۔ اور خود تشریف لا کر دعا کروائی اور بعد میں بھی ہمیشہ ہر طرح خیال رکھا۔ کچھ عرصہ بعد میری صحت کمزور ہو گئی تو آپؒ نے فرمایا کہ تم بہت کمزور ہو گئی ہو۔ میں نے عرض کی کہ سسرال والے تو کہتے ہیں کہ تم اسی طرح کی تھی۔ آپؒ مکرائے اور فرمایا۔ بعد میں اسی طرح کہا کرتے ہیں دراصل لڑکیاں وزن کر کے دینی چاہئیں۔

ایک دفعہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ میاں صاحب مجھے تو اپنے بچوں کی تربیت کے متعلق بہت فکر رہتا ہے۔ آپؒ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ فکر نہیں کرنا چاہیے۔ دعا کرنی چاہیے اور میری کتاب ’اچھی مائیں‘ بار بار پڑھا کرو اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کیا کرو۔

میری چھوٹی بہن (امۃ الرشید) آپ کی خدمت میں گئی، آپؒ نے فرمایا کہ کھانا کھا لو۔ اس نے کہا کہ میں کھا کر آئی

ہوں۔ آپؒ نے دریافت فرمایا۔ کیا کھایا ہے؟ اس نے کہا کھمبیوں کے ساتھ روٹی کھا کر آئی ہوں۔ آپؒ نے فرمایا ابھی جاؤ اور جا کر میرے لیے بھی لاؤ مجھے بے حد پسند ہیں۔ حضرت اماں جانؒ برسات میں ضرور پکوا کر کرتی تھیں۔ پھر کئی بار آپؒ نے برسات میں کھلوا یا کہ کھمبی ملے تو مجھے بھجوائیں۔ کھانوں کا ذکر ہو رہا تھا تو آپؒ نے فرمایا کہ لاہور میں جو شادیوں کے موقع پر پالک (گوشت) کا ساگ تیار ہوتا ہے وہ مجھے بہت پسند ہے تم کو اگر اس طرح کا پکانا آتا ہے تو پکا کر بھجوانا۔ لیکن ہو بالکل اسی طرح گھلا ہوا۔ میں آپ کی خدمت میں اپنی بہن کے رخصتانہ کی دعا میں شمولیت کی درخواست کرنے کے لئے حاضر ہوئی آپؒ نے فرمایا کہ میں آؤں گا۔ میں نے پھر واپسی پر کہا کہ حضرت میاں صاحب آپؒ ضرور تشریف لائیں۔ آپؒ نے نہایت شفقت سے فرمایا۔ تم کیسی باتیں کرتی ہو میں ان شاء اللہ ضرور آؤں گا میں تو تمہارا ڈاکہ بھی رہ چکا ہوں تو کیا آج تمہاری بہن کی شادی پر نہ آؤں گا۔ ڈاکہ کے لفظ میں آپ کا اُس بات کی طرف اشارہ تھا کہ 1947ء کے بعد قادیان سے میرے ابا جان کے خط دو سال تک آپ کی معرفت آتے رہے جس وقت خط آتا آپ فوراً بھجوا دیتے اور اکثر ایسا ہوا کہ اگر کوئی پاس نہیں ہے تو خود تشریف لاتے، ہمارا دروازہ کھٹکھٹایا ہم نے پوچھا کون ہے؟ فرماتے

بشیر احمد۔ اور ہاتھ میں خط ہوتا کہ لو اپنا خط میں نے سوچا کہ جلدی پہنچا دوں، تمہیں باپ کے خط کا انتظار ہو گا۔ ایک بار اپنی کمزوری صحت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اب طبیعت اتنی کمزور ہو چکی ہے کہ بات کرنے اور ہلنے کو دل نہیں چاہتا۔ ایک وہ دن تھا کہ تمہاری ڈاک خود پہنچا آیا کرتا تھا۔ اللہ اللہ کس قدر عظیم ہستی تھی۔ آپ کو دوسروں کے احساسات کا کس قدر خیال تھا۔

1950ء کا واقعہ ہے ہمارے گھر کا دروازہ کھٹکا دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت میاں صاحب ہیں فرمانے لگے کہ میں ایک کام سے آیا ہوں۔ ہماری بڑی ہمیشہ سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کو خواب آیا ہے کہ حضرت نواب صاحب مرحوم تشریف لائے ہیں اور کچھ کھانے کی خواہش کی ہے اس لئے انہوں نے آج پلاؤ اور زردہ کی دینگیں پکوائی ہیں وہ تم کو بھجوا دی جائیں گی۔ متحقیق میں تقسیم کروا دینا۔ لیکن اس طرح نہیں کہ لوگ ہاتھوں میں تھالیاں پکڑے ہوں بلکہ ہر ایک کو ٹرے میں لگا کر بھجوانا۔ اس سال رمضان المبارک میں تعلیم القرآن کلاس کی طالبات کو لے کر ملاقات کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے باوجود خرابی صحت کے سب کو اپنے کمرے میں بلالیا اور ہر ایک کے متعلق دریافت فرمایا اور تعلیم حاصل کرنے کے متعلق بہت مفید نصیحتیں فرمائیں اور پھر غیر معمولی لمبی دعا فرمائی جس سے یہ ظاہر ہوا کہ آپ کے دل میں مذہبی تعلیم کی کتنی قدر و منزلت تھی۔

تقسیم ملک کے بعد پہلی بار جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان جانے کی اجازت ملی تو (میرا نکاح ہو چکا تھا اور رخصتانہ ابھی نہیں ہوا تھا) حضرت میاں صاحب نے ہم بہن بھائیوں اور محترمہ والدہ صاحبہ میں سے کسی ایک کو بھجوانے کی بجائے میرے خاوند شیخ خورشید احمد صاحب کو بھجوا دیا اور اباجان کو خط لکھا کہ میں شیخ صاحب کو بھجوا رہا ہوں میرا خیال ہے آپ کو ان سے مل کر زیادہ خوشی اور اطمینان حاصل ہو گا۔ یہ بعض لحاظ سے آپ کے لئے بیٹوں سے بھی بڑھ کر ہیں۔“ (حیات بشیر صفحات 232 تا 235)

ہر چیز کو قرینہ اور نہایت سلیقہ سے رکھتے تھے۔ حیات بشیر میں آپا کے حوالے سے یہ واقعہ بھی درج ہے: آپ اپنے ہر کام میں انتہائی احتیاط سے کام لیتے تھے اور ہر چیز کو قرینہ اور نہایت سلیقہ سے رکھتے تھے۔ ایک دفعہ گندم ہوا لگو نے کے لئے دھوپ میں پڑی تھی میں نے کہا کہ گندم کو تو کیڑا لگا ہی کرتا تھا یہاں تو چاولوں کو بھی لگ جاتا ہے۔ فرمایا: ہلدی اور نمک لگا کر رکھو پھر نہیں لگے گا۔ اسی طرح کھانوں اور اچار مرہ وغیرہ تیار کرنے کے متعلق آپ سے استفادہ حاصل کیا۔

(حیات بشیر صفحہ 292، 291)

### بھائی جان مکرّم عبدالباسط شاہد کی حسین یادیں

آپ نے طالب علمی کے زمانہ میں حضرت میاں صاحب سے دعائیں لینے کا واقعہ بتایا کہ بزرگوں سے دعا لینے کی حرص میں آپ کو خط لکھنے لگا اور روزانہ ہی ایک خط بھیج دیتا۔ آپ ازراہ شفقت ہر خط کا جواب عنایت فرماتے۔ پھر یہ احساس ہونے لگا کہ اس طرح آپ کو زحمت تو نہیں دے رہا۔ مسجد میں آپ سے ملاقات ہوئی تو ادب سے عرض کیا کہ خط دعا کے لئے لکھتا ہوں جواب کے لئے نہیں۔ فرمایا دعائیں کرتا ہوں۔ اس کے بعد ہر خط کا جواب نہ آتا مگر تسلی رہتی کہ دعا ہو رہی ہے، فالحمد للہ۔

ایک بار بھائی جان حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے ولیمہ کی دعوت میں تشریف لانے کی درخواست کی جو آپ نے کمال شفقت سے قبول کرتے ہوئے شرکت کا وعدہ کیا۔ مگر آپ کسی وجہ سے تشریف نہ لاسکے جس پر اباجان اور سب بہت حیران ہوئے۔ انہی دنوں کی بات ہے بھائی جان کسی کام سے رحمت بازار گئے کیا دیکھتے ہیں کہ آپ دو تین احباب کے ساتھ پیدل چلے آرہے ہیں۔ بھائی جان نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔ مصافحہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ کچھ عرض کرنے سے پہلے ہی فرمانے لگے کہ میں ولیمہ میں آنا چاہتا تھا لیکن طبیعت کی خرابی کی وجہ سے نہ آ سکا ہاں میں نے تمہارے لئے دعا کی تھی۔ آپ کی کمال مہربانی اور شفقت تھی کہ یاد رکھا اور دعا بھی کی۔

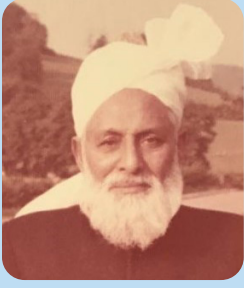
### باجی امۃ الرشید کی قیمتی یادیں

میں نے مکرّمہ باجی امۃ الرشید سے پوچھا کہ آپ کو حضرت میاں صاحب کی سب سے پہلی کیا بات یاد ہے تو انہوں نے بتایا کہ پارٹیشن سے پہلے کی بات ہے حالات خراب ہو رہے تھے۔ جماعت کے انتظام کے تحت حضرت میاں صاحب لجنہ کی ممبرات کو بندوق چلانا سکھا رہے تھے اور حضرت مرزا منور احمد صاحب ابتدائی طبی امداد کی تربیت دیتے تھے۔ ہماری آپا بھی زیر تربیت ممبرات میں شامل تھیں جو اپنے ساتھ مجھے بھی لے جاتی تھیں۔ ایک دن حضرت میاں صاحب نے میری دلجوئی کی خاطر مجھ سے بھی بندوق چلوائی۔ میں اسے اٹھا بھی نہیں سکتی تھی۔

آپ نے خود میرے کندھے پر بندوق رکھ کر کندھے کو تھامے رکھا اور مجھے سمجھایا کہ کہاں انگلیاں رکھنی ہیں، کیسے دبانا ہے۔ اس وقت بہت خوشی ہوئی تھی کہ مجھے بھی بندوق چلانی آگئی ہے۔ میں چھوٹی ہونے کی وجہ سے ابتدائی طبی امداد والوں کے بھی کام آئی۔ مجھے میز پر لٹا کر پٹیاں باندھنے کی مشق کرواتے۔ حضرت میاں صاحب نرمی اور محبت سے بات کرتے۔ بعد میں درویش قادیان کی بیٹیاں ہونے کے ناتے پہلے سے بڑھ کر شفقت کا سلوک فرماتے۔ قادیان سے اباجان کا کوئی پیغام یا پارسل لینا ہوتا یا امی جان نے کچھ پوچھنا ہوتا تو وہ ہمیں بھیج دیتیں۔ اس وقت کی معمول کی باتیں اب قیمتی یادگار بن گئی ہیں۔ باجی نے جامعہ نصرت سے بی اے کر کے لاہور سے بی ایڈ کیا اور نصرت گرلز سکول میں پڑھاتی رہیں۔ اللہ پاک جزا عطا فرمائے جو تعلیم کے حصول میں سہارا بنے۔

ایک دن باجی حضرت میاں صاحب کی خدمت میں کسی کام سے حاضر ہوئیں تو آپ نے بنت درویش کی تربیت کے خیال سے دریافت فرمایا۔ آپ کو بستر کی چادر بدلنی آتی ہے؟ باجی نے کہا۔ جی بدل سکتی ہوں۔ حضرت میاں صاحب ہاتھ روم کی طرف قدرے اوٹ میں ہو گئے۔ باجی نے تکیے کے پاس رکھی ہوئے کاغذات، پنسلیں وغیرہ ایک طرف رکھ کے صفائی سے چادر بدل دی اور تکیہ رکھ کے احتیاط سے پہلی والی جگہ اور ترتیب سے کاغذات اور





## حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کا

### دلشین انداز نصیحت

(مرسلہ: مکرم مولانا عطاء الحجیب راشد صاحب امام مسجد لندن)

مولوی صاحب کو کیا جواب دیں؟ میں نے کہا جی بات یہ ہے کہ جب میدانِ عمل میں جائیں گے تو ہم تقریریں کریں گے، درس دیں گے اور غیر مسلموں کو تبلیغ کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ چلو تبلیغ بھی کر لی، درس بھی دے دیا اور تقریریں بھی کر لیں۔ پھر کیا ہوگا؟ اس کے بعد میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ میں نے کہا پھر یہ ہے کہ لوگ احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہوں گے اور اس طرح بیعتیں ہوں گی۔ مولوی صاحب نے مسکرا کر کہا چلو بیعتیں بھی ہو گئیں، لوگ اسلام میں بھی داخل ہو گئے، پھر کیا ہوگا۔ مجھے کچھ پریشانی سی ہوئی کہ میں کیا جواب دوں؟ میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا، میں چپ کر گیا۔ اس پر مولوی صاحب مسکرائے اور ہم سب کی طرف دیکھا اور کہا کہ دیکھو یہ ساری چیزیں صحیح ہیں، اچھی ہیں۔ زندگی وقف کرنا، جامعہ میں پڑھنا، مربی بننا، تبلیغ کرنا، بیعتیں کروانا یہ سب ٹھیک ہے۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ کا قُرب اور اس کا عرفان آپ کو حاصل نہیں ہوا۔ تو خدا کے نزدیک یہ ساری چیزیں مانسِ زیرو سے بھی نیچے ہیں، زیرو ہیں۔ ان کی کوئی اہمیت خدا کے نزدیک نہیں ہے اگر خدا کے ساتھ تمہارا زندہ تعلق نہیں ہے۔ یہ کہہ کر مولوی صاحب مسکراتے ہوئے اٹھ کر چلے گئے۔

یہ ایک ایسی نصیحت ہے جو مجھے اب تک یاد ہے۔ یہ 1970ء کی بات ہے۔ گویا 55 سال پہلے کی بات ہے۔ آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کو جو مکرم امام عطاء الحجیب راشد صاحب کے والد صاحب تھے کو اس زریں نصیحت کی جزاء عطا فرمائے اور ہم سب کو ہمیشہ اس پر عمل کرنے کی سعادت اور توفیق عطا فرمائے، آمین۔

مکرم مولانا عبدالباق طارق صاحب مربی سلسلہ جزمی تحریر کرتے ہیں:

جامعہ احمدیہ ربوہ میں ہمارے نگران اساتذہ ہمیں کہتے رہتے تھے کہ ہر ہفتہ تم لوگوں نے کسی بزرگ سے صحبتِ صالحین کے لیے ان کے پاس جا کر ان کی باتیں سنی ہیں۔ اُس وقت بہت سے صحابہ ربوہ میں زندہ موجود تھے۔ ہم ان کے پاس جایا کرتے تھے۔ ایک ہفتہ ہمیں کسی صحابی سے ملاقات کا وقت نہ مل سکا۔ اس پر ہم مسجد مبارک چلے گئے کہ وہاں کسی بزرگ سے مل لیں گے۔ جب عصر کی نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کو دیکھا۔ میں اس وقت جامعہ احمدیہ میں درجہ رابعہ کا طالب علم تھا۔ میرے ساتھ تین چار اور دوست بھی تھے۔ ہم نے آپ سے عرض کیا کہ مولانا صاحب! ہم نے آپ سے بات کرنی ہے۔ وہ کہنے لگے کہ کیا بات کرنی ہے اور تم کون ہو۔ ہم نے کہا: ہم جامعہ کے طالب علم ہیں۔ اس پر پھر ان کے چہرے پر مسکراہٹ آئی اور کہا کہ کیا بات کرنی ہے۔ پھر وہ باہر آگئے اور مسجد مبارک کے صحن میں زمین کے فرش پر بیٹھ گئے، ہم بھی آپ کے سامنے زمین پر چوڑی مار کر بیٹھ گئے۔

انہوں نے پوچھا کہ تم جامعہ کیوں گئے؟ ہم نے کہا: جی ہم نے زندگی وقف کی ہے۔ انہوں نے کہا چلو زندگی وقف ہو گئی پھر کیا کرو گے؟ ہم نے کہا: ہم جامعہ میں تعلیم حاصل کریں گے۔ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے جامعہ میں تعلیم بھی حاصل کر لی پھر کیا کرو گے؟ ہم نے کہا کہ مبلغ بن کر میدانِ عمل میں چلے جائیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ تم مبلغ بھی بن گئے اور میدانِ عمل میں بھی چلے گئے، وہاں جا کے کیا کرو گے، پھر کیا ہوگا؟ میں کچھ پریشان سا ہو گیا۔ ہم سب ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہے تھے کہ

پنسلیں رکھ دیں۔ جس پر آپ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا اور دریافت فرمایا۔ اچار ڈالنا آتا ہے؟ باجی نے عرض کیا کہ خود نہیں ڈالا البتہ امی جان کو ڈالتے دیکھا ہے۔ آپ نے اپنے ملازم سے جس کا نام بشیر تھا کمرے میں میز رکھوا کر لیموں اور ہری مرچ منگوائی اور چھوٹی چھوٹی بات سمجھاتے ہوئے اپنے سامنے اچار ڈلوایا۔ باجی ایک دن بات کرتے ہوئے اپنے برقع کے بٹن غیر ارادی طور پر بار بار کھول کر بند کر رہی تھیں، حضرت میاں صاحبؒ نے فرمایا بیٹا آپ جو اس طرح بلا ضرورت بٹن کھول بند کر رہی ہیں اس سے دوسرے پر یہ اثر پڑتا ہے کہ آپ میں خود اعتمادی کی کمی ہے، کوئی کمپلیکس ہے۔ باجی کو یہ بات ساری عمر یاد رہی بلکہ دوسروں کو بھی بتاتی رہیں۔

امی جان عام طور پر کسی چھوٹی بہن کو ساتھ بھجیتیں۔ ایک دن آپ سے چھوٹی بہن امہ المہدیہ ساتھ تھیں۔ حضرت میاں صاحبؒ نے کچھ ارشاد فرمایا جو وہ پہلے سمجھ گئیں۔ آپ نے بے ساختہ فرمایا فَقَهْمُنْهَا سَلِيمَنْ (پس ہم نے سلیمان کو وہ بات سمجھا دی)۔ اس پدرانہ شفقت کی یادیں خزانوں سے قیمتی بن گئی ہیں۔ شادی بھی آپ کے مشورے سے ہوئی۔ جب پہلی بچی پیدا ہوئی تو ہم خوشی خوشی بچی کو دکھانے کے لئے حضرت میاں صاحبؒ کے دفتر چلے گئے۔ آپ نے پوچھا بچے کا نام کیا رکھا ہے؟ میں نے کہا بچی ہے نام امہ النصیر ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے بچے کا نام پوچھا تھا۔ لفظ بچہ دونوں کے لئے کہا جاسکتا ہے۔ جب علم نہ ہو کہ لڑکی ہے یا لڑکا ہے تو بچہ کہنا چاہئے۔ چھوٹی بہن امہ الشکور نے یاد دلایا کہ جب ہم کسی کام سے جاتے تو آپ فرماتے مکرمہ ام مظهر سے بھی مل کر جائیں اس طرح ہمیں ان کا بھی پیار اور دعائیں مل گئیں۔ ہم بہنیں بڑی ہو گئیں تو چھوٹا بھائی عبد السلام طاہر دفتر خدمت درویشاں جانے لگا۔ غرضیکہ ہم سب نے آپؒ کی شفقت اور محبت اور دعائیں سمیٹیں۔ دل سے دُعا لگتی ہے کہ آپ کے طفیل جس قدر ہم نے آرام پایا اللہ تعالیٰ اُن کو وہاں آرام پہنچائے اور ہمیں بھی ان مبارک ہستیوں کے طفیل اپنی ذرہ نوازی سے معاف فرما کر ستاری کی چادر میں لپیٹ لے اور مقامِ قرب عطا فرمائے، آمین۔

# ملکی و عالمی خبریں

منور علی شاہد



## جرمن چانسلر تنقید کی زد میں

جرمن چانسلر فریڈریش میرس اپنے ایک بیان کے باعث شدید تنقید کی زد میں ہیں یہاں تک کہ اتحادی جماعتوں کے بعض ارکان نے بھی ان کے بیان پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔ مہاجرین سے متعلق پالیسی کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں چانسلر نے کہا تھا کہ ”سٹی اسپیس“ میں مسئلہ موجود ہے، جسے وزیر داخلہ حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس اصطلاح کے استعمال پر ناقدین کا کہنا ہے کہ چانسلر نے شہری علاقوں کو مہاجرین سے جوڑ کر نسل پرستانہ تاثر دیا ہے۔ حزب اختلاف اور متعدد ارکان پارلیمنٹ نے اس بیان کی مذمت کرتے ہوئے چانسلر سے معافی کا مطالبہ کیا ہے۔

## غزہ میں خوراک کی ترسیل

امن معاہدہ کے بعد غزہ میں خوراک اور امدادی سامان کی فراہمی دوبارہ شروع ہو گئی ہے۔ اقوام متحدہ کے ورلڈ فوڈ پروگرام (WFP) کے مطابق فائر بندی کے بعد روزانہ اوسطاً 560 ٹن خوراک اور دیگر امدادی اشیاء غزہ پہنچ رہی ہیں، تاہم یہ مقدار اب بھی مقامی ضروریات سے بہت کم ہے۔ اقوام متحدہ کے امدادی امور کے نگران نے جینیوا میں بتایا کہ غزہ کے کئی علاقے اب بھی قحط جیسے حالات کا سامنا کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ آبادی کی

بنیادی ضروریات پوری کرنے کے لیے خوراک اور امدادی سامان سے لدی ہزاروں گاڑیوں کا غزہ پہنچانا گزیر ہے۔ ڈرائیونگ لائسنس کے نئے قواعد کی منظوری یورپین یونین کی پارلیمنٹ نے 21 اکتوبر کو ڈرائیونگ لائسنس سے متعلق نئے قواعد و ضوابط کی منظوری دے دی ہے۔ ان اصلاحات کے تحت یورپین ممالک میں ڈیجیٹل ڈرائیونگ لائسنس کا آغاز کیا جائے گا اور ٹریفک قوانین کی خلاف ورزیوں پر جرمانوں کی وصولی کا طریقہ بہتر بنایا جائے گا، خواہ خلاف ورزی اپنے ملک میں کی گئی ہو یا کسی دوسرے رکن ملک میں۔ یہ تمام اصلاحات یورپین یونین کے 27 رکن ممالک پر نافذ ہوں گی۔

## روس سے گیس کی درآمد ختم کرنے کا فیصلہ

یورپین یونین کے رکن ممالک نے 2027ء تک روس سے گیس کی درآمد مکمل طور پر ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ یہ اقدام روس اور یوکرین کے درمیان جاری جنگ کے پس منظر میں بتدریج اور مرحلہ وار طور پر کیا جائے گا۔ اب رکن ممالک روسی گیس پر انحصار ختم کر کے متبادل توانائی کے ذرائع کی طرف بڑھیں گے۔

برطانوی بادشاہ اور پوپ کی مشترکہ دعائیہ تقریب برطانیہ کے بادشاہ چارلس اور کیتھولک مسیحیوں کے پوپ لیون 1534ء کے بعد پہلی بار ایک مشترکہ دعائیہ

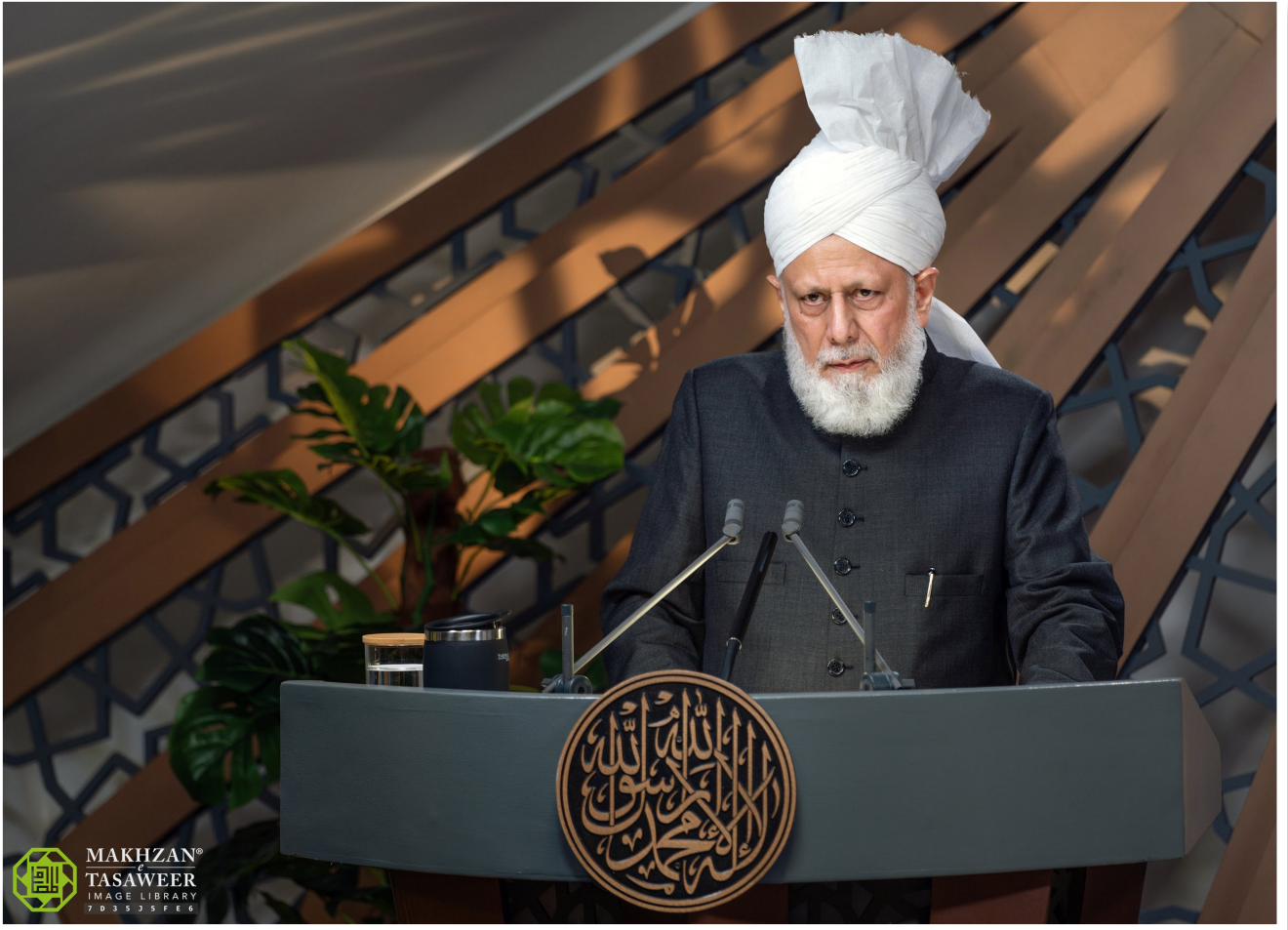
تقریب میں شرکت کی ہے۔ یہ تاریخی تقریب 23 اکتوبر کو وٹیکن کے Sistine Chapel میں منعقد ہوئی۔ 1534ء میں بادشاہ ہنری ہشتم کی روم سے علیحدگی کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ کسی برطانوی بادشاہ نے کیتھولک پوپ کے ساتھ عبادت میں حصہ لیا۔

چین میں غیر رجسٹرڈ چرچز کے خلاف کارروائی چین میں حکومت نے غیر رجسٹرڈ چرچز کے خلاف ایک بار پھر کارروائیاں شروع کر دی ہیں۔ اب تک 30 سے زائد پادری اور متعدد ارکان گرفتار کیے جا چکے ہیں۔ ناقدین کا کہنا ہے کہ یہ اقدامات صدر شی جن پنگ کی مذہبی آزادیوں کے خلاف پالیسیوں کا حصہ ہیں۔ جرمنی کے مذہبی آزادی کے کمشنر تھامس راحل نے اس صورتحال پر شدید رد عمل کا اظہار کرتے ہوئے اسے مذہبی آزادی کی خلاف ورزی قرار دیا اور تمام گرفتار افراد کی رہائی کا مطالبہ کیا ہے۔

## جرمنی میں مہاجرین کی مشکلات

جرمن ادارہ برائے اقتصادی تحقیق (DIW) کی تازہ رپورٹ کے مطابق جرمنی میں رہنے والے دو تہائی مہاجرین کو غربت کے خطرات لاحق ہیں۔ تحقیق کے مطابق مہاجرین کو روزگار، رہائش اور تعلیم تک رسائی میں مشکلات کا سامنا ہے، جس کی وجہ سے وہ سماجی طور پر غیر مستحکم حالات میں زندگی گزار رہے ہیں۔





امام وقت کی آواز

مرتبہ: مکرم سید سعادت احمد صاحب

## سب سخن کے جام بھرتے ہیں اسی سرکار سے

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے مجالس عرفان اور خطوط میں دیے گئے علمی و تنظیمی سوالات کے جوابات میں سے انتخاب

- ☆ مجلس خدام الاحمدیہ ایسٹ ریجن (امریکہ) کے ایک خادم نے 20 ستمبر 2025ء کو ہونے والی ملاقات میں حضور انور ﷺ سے راہنمائی کی درخواست کی کہ وہ مضبوط قوتِ ارادی کیسے پیدا کر سکتا ہے؟
- اس پر حضور انور نے استفہامیہ انداز میں دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے اندر قوتِ ارادی نہیں ہے؟ خادم نے اثبات میں عرض کیا کہ جی تھوڑی سی ہے۔ جس پر حضور انور نے فرمایا کہ میرے خیال میں تمہارے اندر قوتِ ارادی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ تمہیں وہ طاقت عطا فرمائے جس سے تم زندگی کے دوران پیش آنے والے چھوٹے موٹے اور معمولی مسائل پر قابو پاسکو،
- ☆ ایک بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ دوسری بات یہ ہے کہ تم یہ سوچو کہ تمہارے اعصاب مضبوط ہیں اور تم ہر مشکل پر بغیر کسی پریشانی کے قابو پا سکتے ہو، اس کے لیے Strong Nerves ہونے چاہئیں، پھر تم ہر مسئلے پر قابو پا سکتے ہو اور یہی تمہاری قوتِ ارادی کو بڑھانے میں مدد دے گا۔ آخر پر حضور انور نے تاکید فرمائی کہ اس لیے ہمیشہ یہ سوچا کرو کہ جب بھی کسی کام کا آغاز کرو تو وجہ تک وہ مکمل نہ ہو جائے ہرگز ہمت نہ ہارو۔ مطلب یہ ہے کہ Determination ہونی چاہیے۔
- ☆ ایک خادم نے حضور انور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ آج کی دنیا میں بہت سے خدام اپنے وقت سے فائدہ نہیں اٹھاتے، نیز راہنمائی کی درخواست کی کہ انفرادی طور پر اپنی کمزوریوں کو کیسے دور کیا جاسکتا ہے تاکہ ہم ترقی کریں، اپنے اندر نظم و ضبط قائم کریں، اخلاص میں بڑھیں، قربانی کے معیار کو بلند کریں اور دنیا میں اسلام کا نام روشن کریں؟
- اس پر حضور انور نے توجہ دلائی کہ دیکھیں! سب سے پہلی بات یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کریں۔ اس کے لیے آپ کو اپنی بیخ وقت نمازوں میں باقاعدہ ہونا ہو گا۔ اپنی نمازیں خشوع و خضوع سے پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آپ کے علم میں اضافہ کرے اور اپنے دین کے کام کے لیے طاقت بخشنے۔ اگر آپ اپنی بیخ وقت نمازوں کی

ادائیگی میں باقاعدہ ہوں گے تو یہ آپ کی دوسری سرگرمیوں میں نظم و ضبط قائم کرنے کا ایک ذریعہ بنے گا۔ حضور انور نے تجویز فرمایا کہ آپ ایک چارٹ بنائیں، نیز دریافت فرمایا کہ کیا آپ زیر تعلیم ہیں؟ اس پر خادم نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے عرض کیا کہ وہ آخری سمسٹر میں ہے۔ حضور انور نے اپنی نصیحت کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ تو آپ ایک چارٹ بنائیں، جس میں نوٹ کریں کہ آپ صبح اٹھیں گے، فجر کی نماز پڑھیں گے۔ اگر تہجد نہیں، تو کم از کم فجر کی نماز بروقت ادا کریں، پھر کوئی ورزش کریں، پھر قرآن کریم کی تلاوت کریں اور اس کے ساتھ اس کی تفسیر اور ترجمہ بھی پڑھیں۔ اسے سمجھنے کی کوشش کریں اور اس کے معنی جانیں۔ اس طرح آپ کو معلوم ہوگا کہ قرآن کریم میں کیا احکامات اور ارشادات درج ہیں، وہ کون سی باتیں ہیں جن پر آپ کو عمل کرنا چاہیے اور وہ کون سی باتیں ہیں جن سے آپ کو اجتناب کرنا چاہیے۔ اس کے بعد اپنی Study کریں۔ پورے دن کے لیے ایک چارٹ بنائیں کہ یہ یہ کام آپ نے کرنے ہیں، اس میں نمازیں، نیند، کالج کی پڑھائی، ذاتی مطالعہ اور باقی تمام امور درج ہوں۔

حضور انور نے آخر میں اس بات پر زور دیا کہ اس طرح آپ اپنی زندگی میں نظم و ضبط قائم کر سکتے ہیں۔ نماز بذات خود آپ میں نظم و ضبط قائم کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اگر آپ اپنی بیخ و وقتہ نماز ادا کر رہے ہیں اور اس میں باقاعدہ ہوں گے تو آپ خود تجربہ کریں گے کہ اب آپ کی زندگی منظم ہو گئی ہے۔ دن کا آغاز فجر کی نماز سے کریں، اس سے آپ میں باقاعدگی پیدا ہوگی، اور اسی طرح آپ جماعت کی خدمت کر سکیں گے اور اپنی زندگی میں بھی نظم و ضبط قائم کر سکیں گے۔ نیز آپ اپنی دنیاوی سرگرمیوں میں بھی بہتر کارکردگی دکھا سکیں گے۔

(الفضل انٹرنیشنل 2 اکتوبر 2025ء)

☆ آئرلینڈ کی ایک لجنہ ممبر نے 23 اکتوبر 2025ء کو ملاقات میں سوال کیا کہ کیا ایک احمدی کے لیے صرف کورٹ میرج یا قانونی شادی اکٹھے رہنے کے لیے کافی ہے، یعنی کیا کوئی جوڑا صرف کورٹ میرج کر کے نکاح کیے بغیر اکٹھے رہ سکتا ہے؟

اس پر حضور انور نے قانونی شادی کے سماجی پہلو اور نکاح کی شرعی حیثیت کی بابت راہنمائی عطا فرمائی کہ قانوناً تو شادی یا نکاح لوگوں کے سامنے ایک اعلان ہے کہ ہم میاں بیوی ہو گئے ہیں اور کورٹ میں رجسٹرڈ ہو گئے ہیں۔ اگر فیملی نے اس کو Accept کر لیا تو ٹھیک ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ حضور انور نے نکاح کے دینی پہلو اور اسلامی طریق پر عمل کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے اس حقیقت کو بھی واضح فرمایا کہ لیکن نکاح کا اسلامی طریقہ ضروری ہے، وہ ہونا چاہیے۔ جماعت اس کو رجسٹر نہیں کرے گی جب تک نکاح نہیں ہوگا۔ ٹھیک ہے قانونی طور پر وہ میاں بیوی ہیں اور معاشرے میں یہ اعلان ہے، لیکن اسلامی طریقہ نکاح کا بہر حال لازمی ہے، جس میں حق مہر بھی مقرر ہوتا ہے، حقوق بھی قائم ہوتے ہیں اور عورتوں اور مردوں کے حقوق کی حفاظت بھی کی جاتی ہے۔ نکاح کے اسلامی طریق سے غفلت برتنے کے نتائج کی بابت حضور انور نے متنبہ فرمایا کہ پھر کورٹ میں جاکے لڑائیاں کرتے رہتے ہیں۔ جس نے کورٹ میرج کرائی اور جماعت کے پاس نہیں آیا، وہ احمدی نہیں ہے، اپنے آپ کو احمدی نہیں کہتا۔ پھر زبردستی تو آپ کسی کو نہیں کہہ سکتی کہ تم احمدی بنو۔ نیز نظام جماعت کے وقار کو برقرار رکھنے کے حوالے سے ہدایت فرمائی کہ جو شخص کہے کہ وہ اپنی شادی رجسٹر نہیں کرائے گا، اُس کے متعلق جماعت کو رپورٹ کی جائے اور جماعت اُس کا AIMS کارڈ منسوخ کرے گی۔

(الفضل انٹرنیشنل 23 اکتوبر 2025ء)

☆ لجنہ اماء اللہ جرمنی کے ریجن NRW Mitte کی ایک لجنہ نے سوال کیا کہ لجنہ اور ناصرات کس طرح اپنے آپ کو Artificial Intelligence کے نقصان دہ استعمال سے محفوظ رکھ سکتی ہیں؟

اس پر حضور انور نے یاد دلایا کہ یہ کوئی نئی بات تو نہیں، میں تو بڑے عرصے سے کہہ رہا ہوں کہ AI کا استعمال غلط ہو رہا ہے۔ حضور انور نے AI کو صحیح طریق پر استعمال کرنے کے حوالے سے توجہ دلائی کہ اس کے لیے آپ اپنی لجنہ ممبرات کو Awareness دیں اور اُن کو بتائیں کہ یہ یہ اس کے نقصانات ہیں اور ہر ایک

ناصرات کی ممبر جو گیارہ سال سے پندرہ سال تک کی ہے اس کو بتائیں کہ اس کے کیا نقصان اور کیا فائدے ہیں اور اس سے ہمیں کتنا بچنا چاہیے۔ اسی حوالے سے حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ آج کل بہت سارے جو ٹیکنیکل فیلڈز میں ہیں، ان کے Quote نکالیں، وہ پڑھی لکھی لڑکیوں کو دیں اور ان کو بتائیں کہ دیکھو! جو لوگ Artificial Intelligence بنس میں ہیں، یہ ان کے Quotes ہیں، اور وہ یہ کہتے ہیں کہ اس سے بچنا چاہیے۔ یہ گورنمنٹ کے منسٹر ز اور یہ دنیا کے مختلف لوگوں کے Quotes ہیں کہ اس کے کیا نقصانات ہیں۔ تو تھوڑی سی ریسرچ کریں۔

آخر میں حضور انور نے اس امر کی جانب بھی توجہ مبذول کروائی کہ میں مختلف وقتوں میں بتاتا بھی رہا ہوں اور اس کی Awareness جب ہو جائے گی، باقاعدہ ہر مہینے ان کو بتاتے رہیں کہ لغویات سے کس طرح بچنا ہے۔ حضور انور نے صدرات کو ہدایت فرمائی کہ صدرات لجنہ اور ناصرات کی ہر ممبر کو Message بھیجیں۔ قرآن، حدیث، مسیح موعود کے اقتباسات، خلفاء کے اقتباسات سے تھوڑے تھوڑے Passage ہوں کہ کس طرح ہم نے ان چیزوں سے بچ کے رہنا ہے۔ وہ Artificial Intelligence ہو یا کوئی بھی سوشل میڈیا کا غلط کام ہو، اس سے ہم نے کس طرح بچنا ہے سو! ان باتوں میں تو میں عرصے سے کہہ رہا ہوں اور AI کے بارے میں تو میں ہمیشہ سے بول رہا ہوں۔ اس سے فائدہ بھی اٹھایا جاسکتا ہے لیکن آپ نے دیکھنا ہے کہ اپنی لجنہ کی ممبرات کو اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے کس طرح گائیڈ کرنا ہے۔ ان کے لیے باقاعدہ جو اس ٹیکنیکل فیلڈ میں ہو، اس سے مدد لیں اور مہینے میں ایک یا دو مہینے بعد ایک کلاس لے کے ان کو بتایا کریں کہ کیا کیا اس کے نقصان اور فائدے ہیں، ان دو مہینوں میں دنیائے کیا اس سے فائدہ اور کیا نقصان اٹھایا۔ تو یہ ساری چیزیں دیکھنی چاہئیں۔ (الفضل انٹرنیشنل 18 اکتوبر 2025ء)





## خدمت انسانیت کا سب سے مشہور اعزاز

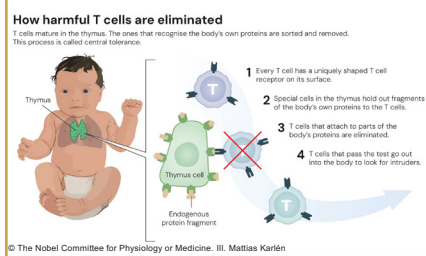
### نوبل انعام 2025ء

مکرم ڈاکٹر شکیل احمد شاہد صاحب۔ پی ایچ ڈی

اُن ٹشوز Tissues پر حملہ کر کے انہیں ناکارہ بنا دیتا ہے جو انسولین پیدا کرتے ہیں۔ اس لئے ایسے مریض کو ساری عمر مصنوعی طور پر انسولین لینا پڑتی ہے۔ چنانچہ اس صورت حال سے نپٹنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک مختلف قسم کے ٹی سیلز عطا کئے ہیں، جو خود دفاعی نظام کو سیدھے راستے پر رکھتے ہیں اور بوقت ضرورت ان کی اصلاح، اور اگر یہ قابل اصلاح نہ ہوں تو انہیں ختم کر دیتے ہیں۔ یہ ٹی سیلز جن کا کام نظام دفاع کو اپنی حدود و قیود میں رکھنا ہے Regulatory T-Cells (TREG) کہلاتے ہیں اور سیکوریٹی گارڈز کی حیثیت سے نظام دفاع کو منظم رکھتے ہیں۔ یہ ٹی سیلز جسم میں ایک سے دو فیصد ہوتے ہیں مگر بہت ہوشیار ہوتے ہیں اور باقی سب ٹی سیلز کو ان کا حکم ماننا پڑتا ہے۔ سادہ الفاظ میں یوں سمجھیے کہ جن ممالک میں دفاعی افواج گاہے گاہے عیان حکومت پر قبضہ کر لیتی ہیں، یا اپنی ہی عوام کو دشمن کی طرح پکڑ دیتی ہیں، اگر ان ممالک میں ان افواج کے سر پر بھی کوئی قوت ہو جو انہیں اس بغاوت اور غلطی سے روکنے پر مامور ہو اور اس کی طاقت رکھتی ہو تو ایسے ممالک ان کہراموں سے بچ سکتے ہیں۔

طب کا نوبل انعام حاصل کرنے والے سائنسدانوں میں سے دو تو امریکہ کے ہیں یعنی Mary E. Brunkow اور Fred Ramsdell، اور تیسرے جاپان سے Shimon Sakaguchi ہیں۔ انہوں نے انہی سیکوریٹی گارڈز یعنی TREG کو

نوزائیدہ ٹی سیلز کی تربیت کے لئے جسم انہیں ایک ٹریننگ کیمپ میں بھجوا دیتا ہے جہاں انہیں سکھایا جاتا ہے کہ کس طرح بیرونی حملہ آوروں کی پہچان کرنی ہے۔ ٹریننگ کے اختتام پر ان کا امتحان لیا جاتا ہے اور اگر یہ دشمن اور جسم کے اپنے خلیوں میں فرق کرنے میں ناکام رہیں تو جسم انہیں ختم کر دیتا ہے۔ اس سکول یا ٹریننگ کیمپ کو تھائمس Thymus کہتے ہیں اور یہ چھوٹا سا غدود سینے میں دل کے اوپری سطح پر واقع ہے۔ اس سکول سے فارغ التحصیل ٹی سیلز ہی جسم کے دفاع پر مامور کئے جاتے ہیں۔



قارئین کرام، اب یوں بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس ٹریننگ اور سخت امتحان کے باوجود میدان عمل میں کام کرتے ہوئے ٹی سیلز میں کچھ نقص واقع ہو جائے جس کی وجہ سے وہ دوست، دشمن کی پہچان میں غلطی کر بیٹھیں، یا جان بوجھ کر اپنے ہی جسم کے صحت مند خلیوں کو مجرم قرار دے دیں اور پھر ان صحت مند خلیوں کو دشمن کی طرح تباہ کرنے کا باعث بن جائیں۔ اس صورت میں صحت مند جسم ایسے امراض کا شکار ہو جاتا ہے جو طبی اصطلاح میں Autoimmune Disorders کہلاتے ہیں۔ جیسے کہ ذیابیطس 1، Diabetes Type 1، آر تھرائٹس وغیرہ۔ ذیابیطس ٹائپ 1 میں جسم کا نظام دفاع

قارئین کرام، یہ مضمون سال 2025ء میں نوبل انعام حاصل کرنے والوں کی تحقیق اور خدمات پر مبنی ہے جس کی تیاری کے لئے معلومات نوبل پرائز کی آفیشل ویب سائٹ [www.nobelprize.org](http://www.nobelprize.org) سے لی گئی ہیں اور انہیں نہایت سادہ الفاظ میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ قاری کو پڑھنے میں دقت محسوس نہ ہو۔

### طب کا نوبل انعام

سال 2025ء کا طب کا نوبل انعام تین سائنسدانوں کے حصہ میں آیا جنہوں نے انسانی جسم کے نظام دفاع Immune System پر تحقیق کی۔ ہمارے جسم کا دفاعی نظام ایسے ہی کام کرتا ہے جیسے کسی ملک میں پولیس، افواج اور آسمن قائم کرنے والے ادارے کرتے ہیں۔ یعنی بیرونی تخریب کاروں کو جسم میں داخل ہونے سے روکنا اور اگر وہ داخل ہونے میں کامیاب ہو جائیں تو جلد از جلد انہیں ختم کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نہایت اعلیٰ نظام دفاع عنایت فرمایا ہے۔ اس نظام کے دفاعی سپاہی خون کے سفید خلیے ہیں۔ ان خلیوں کی کئی اقسام ہیں سے ایک T-Cells ہیں جو Bone Marrow میں بنتے ہیں۔ ان کا کام بیرونی دشمنوں، جراثیموں وغیرہ کی شناخت کرنا اور انہیں فلیگ Flag کرنا ہے تاکہ دفاع پر مامور دیگر سپاہی ان کی باآسانی پہچان کر کے انہیں ختم کر دیں۔

تاہم یہ کام اتنا آسان نہیں کیونکہ اگر تخریب کاروں کی شناخت میں غلطی ہو جائے تو یہ دفاعی افواج جسم کے اپنے ہی خلیوں پر انہیں دشمن سمجھ کر حملہ کر دیتی ہیں۔ اس لئے

دریافت کیا اور دنیا کو بتایا کہ یہی ٹی سیلز نظامِ دفاع کو قابو میں رکھتے ہیں اور انہیں جسم کے اپنے ہی خلیوں پر حملہ کرنے سے روکتے ہیں۔ ان کی ریسرچ سے یہ علم حاصل ہوا کہ نظامِ دفاع کیونکر دشمن اور جسم کے صحت مند خلیوں میں فرق کرتا ہے۔ یہ ریسرچ مختلف بیماریوں بالخصوص Autoimmune Disorders کے علاج میں معاون ثابت ہوگی نیز کینسر جیسے مرض کے علاج میں بھی مدد ہوگی کیونکہ کینسر سیلز انہی سیکیورٹی گارڈز (TREG) کو غداری پر اکسا کر اور انہیں اپنے لئے کام کرنے پر تیار



کر لیتے ہیں۔ اس طرح جسم کے نظامِ دفاع یعنی ٹی سیلز سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ سائنسدان ان خطوط پر تحقیق کر رہے ہیں کہ کینسر کے مریض میں ان سیکیورٹی گارڈز کی تعداد کو کم کر کے جسم کے نظامِ دفاع کو اتنا فعال کر دیا جائے کہ وہ کینسر کے خلیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں۔ اس اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے نئی ادویات تیاری کے مراحل میں ہیں اور ممکن ہے جلد انسانیت ایسے امراض کے علاج کے لئے ان ادویات سے مستفید ہونا شروع ہو جائے۔

## کیمسٹری کا نوبل انعام

آپ نے سپانج Sponge تو دیکھا ہو گا جو اپنے اندر پانی جذب کرنے کی بے انتہا صلاحیت رکھتا ہے۔ اس سال جن تین کیمیادانوں کو کیمیا کا نوبل انعام ملا ہے انہوں نے ایسے مالیکیولر اسٹرکچرز تخلیق کئے ہیں جو سپانج جیسی یایوں کہیے کہ اس سے کہیں زیادہ جذب کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ان مالیکیولر اسٹرکچرز کو (MOFs) یعنی Metal-Organic Frameworks کہا جاتا ہے۔ یہ دھات کے بنے پنجرے کی طرح ہیں جو نامیاتی مالیکیولز کی مدد سے جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ انہیں

حسب ضرورت مختلف شکلوں اور حجم میں بنایا جاسکتا ہے تاکہ ان کے اندر گیس یا دیگر مالیکیول فٹ ہو جائیں۔ یہ اسٹرکچرز باہر سے تو بہت چھوٹے ہوتے ہیں مگر ان کے اندر چونکہ تقریباً سب خالی جگہ ہے اس لئے ان کا اندرونی سطحی حجم Surface Area بہت زیادہ ہوتا ہے۔ یوں سمجھیے کہ چینی کے ایک Cube کو اگر پھیلا لیا جائے اور وہ فٹ بال اسٹیڈیم جتنی جگہ پر پھیل جائے۔ اس غیر معمولی حجم کے باعث یہ اسٹرکچرز بہت زیادہ گیس یا دیگر مالیکیولز کو قید کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ جیسے شکاری پنجرے میں پرندے قید کرتا ہے اسی طرح یہ پنجرے ہوا کو یانمی کو قید کر سکتے ہیں۔

اس ریسرچ سے بنی نوع انسان بے شمار فوائد حاصل کرے گی۔ مثلاً اگر ہوا میں کاربن ڈائی آکسائیڈ یا کوئی اور زہریلی گیس زیادہ ہے تو ان MOFs کی مدد سے اسے قید کر کے علیحدہ کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح دیگر Pollutants سے چھٹکارا پا کر ہوا میں آلودگی کو کم کیا جاسکے گا۔ بلکہ بعض ایسے کیمیکلز ہیں جنہیں



Forever Chemicals کہا جاتا ہے کیونکہ یہ انسانی جسم میں یا ماحول میں آسانی سے ختم نہیں ہوتے اور پانی میں، ہوا میں رہ کر بہت سے امراض کا باعث بنتے ہیں۔ رائج الوقت طریقوں کو استعمال کرتے ہوئے ان کیمیکلز سے چھٹکارہ پانا مشکل ہے۔ تاہم MOFs کی بدولت ایسے کیمیکلز کو پھانس کر پانی سے علیحدہ کیا جاسکے گا۔ اسی طرح خشک علاقوں اور ریگستانوں میں جہاں بارش نہیں ہوتی یا وہ علاقے جہاں صاف پانی میسر نہیں، وہاں ہوا میں موجود نمی کو اکٹھا کر کے بارش برسا کر پانی حاصل کیا جاسکے گا، یا آلودہ پانی کو صاف کر کے قابل استعمال بنایا جاسکے گا۔

کیمسٹری کا نوبل انعام مشترکہ طور پر تین کیمیادانوں کو ملا جن میں سے ایک جاپان کے Susumu Kitagawa، دوسرے برطانیہ میں پیدا ہونے والے Richard Robson اور تیسرے اردن میں پیدا ہونے والے Omar M. Yaghi ہیں۔

## فزکس کا نوبل انعام

اس سال فزکس کا نوبل انعام حاصل کرنے والے تینوں سائنسدانوں John Clarke, Michel H. Devoret اور John M. Martinis کا تعلق امریکہ سے ہے، جن کی تحقیق نے موبائل فونز، کیمیرہ، فائبر آپٹکس جیسی جدید ٹیکنالوجیز کے لئے راہیں ہموار کیں۔ ان کے کام کی بدولت کوانٹم کمپیوٹرز جلد دستیاب ہو جائیں گے جو موجودہ روایتی کمپیوٹرز سے اس قدر تیز ہوں گے کہ جس Calculation کے لئے دورِ حاضر کے تیز ترین سپر کمپیوٹر کو کھربا سال چاہئیں، وہ کام کوانٹم کمپیوٹر پانچ منٹ میں کر سکے گا۔ مستقبل قریب میں ایسے کوانٹم کمپیوٹرز کی بدولت نئی ادویات کی دریافت، سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی اور تحقیق میں تیزی آئے گی۔ ان تینوں سائنسدانوں کو سال 1984ء اور 1985ء میں کئے گئے ان تجربات پر نوبل انعام دیا گیا ہے جن میں انہوں نے کوانٹم میکینکس Quantum Mechanics کے دو اصولوں کا اطلاق ایسے سسٹمز پر کیا جو عام آنکھ سے دکھائی دیتے ہیں۔ ان میں سے ایک Quantum Tunneling ہے جسے درج ذیل مثال سے آسانی سمجھا جاسکتا ہے۔

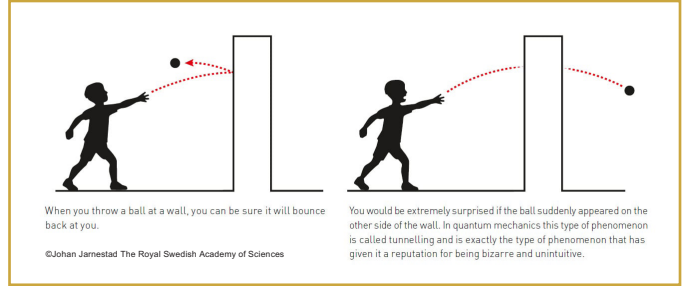
فرض کریں کہ آپ پہاڑی علاقہ میں گاڑی چلا رہے ہیں۔ بلندی پر چڑھنے کے لئے گاڑی کو اچھی خاصی طاقت لگانا پڑتی ہے مگر اس کے برعکس ڈھلوان کی جانب جاتے ہوئے اگر گاڑی کو نیوٹرل گئیر میں بھی رکھا جائے تو وہ خود بخود نیچے اترتی چلی آئے گی۔ اگر آپ اسی نیوٹرل گئیر میں بلندی کی جانب گاڑی چلائیں گے تو گاڑی کچھ دور جا کر رک جائے گی بلکہ واپس ڈھلوان کی طرف آنا شروع ہو جائے گی۔ فرض کریں کہ آپ انتہائی چھوٹی سی، نہ دکھنے والی کار



میں ہیں جس پر کوانٹم میکینکس کے قوانین لاگو ہوں، تو وہ کارنیوٹرل گنیر ہی میں بغیر توانائی خرچ کئے بلندی پر چڑھ جائے گی۔ ایک اور مثال سے یوں سمجھئے کہ آپ ٹینس بال کو دیوار سے ٹکرائیں، اور بال واپس آنے کی بجائے دیوار کی روک عبور کرتے ہوئے دیوار ہی سے گزر جائے۔ یہ اصول Quantum Tunneling کہلاتا ہے۔ آغاز میں یہ سمجھا جاتا تھا کہ اس کا اور کوانٹم میکینکس کے دیگر اصولوں کا اطلاق صرف مادہ کے چھوٹے سے چھوٹے ذرات یعنی ایٹمز وغیرہ ہی پر ہوتا ہے۔ تاہم کچھ سائنسدان اس بات

## اکنامکس کا نوبل انعام

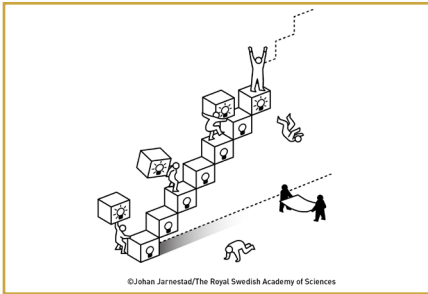
کیا آپ نے غور کیا ہے کہ تاریخ انسانیت میں گزشتہ دو سو سالوں ہی میں کیوں دنیا نے حیرت انگیز ترقی کرنا شروع کی؟ آبادی کا اکثر حصہ جو صدیوں سے انتہائی غربت میں زندگی بسر کر رہا تھا، اب مسلسل خوشحالی، امیری، بہتر سے بہتر معیار زندگی اور پائیدار اقتصادی ترقی دیکھ رہا ہے؟ سالہا سال روایات میں معیشت کا نوبل انعام حاصل کرنے والے تین معیشت دانوں کے لئے بھی یہی سوال معمہ بنا ہوا تھا۔ وہ اس جستجو میں تھے کہ جبکہ انسانی تاریخ کے زیادہ تر حصہ میں ترقی کی رفتار بہت سست رہی ہے، تو اب وہ کون سے عوامل



کے بھی قائل تھے کہ یہ اصول بڑے دکھائی دینے والے سسٹمز پر بھی اطلاق پاتے ہیں، مگر اسے ثابت نہ کر سکے۔ سالہا سال روایات میں فزکس کا نوبل انعام حاصل کرنے والے سائنسدانوں نے اپنے تجربات سے اس نظریہ کو ثابت کر دیا کہ ان اصولوں کا اطلاق بڑے، دکھائی دینے والے سسٹمز، آلات پر بھی ہوتا ہے۔ یہ بہت بڑا کارنامہ تھا جس نے نہ صرف دور حاضر میں دستیاب ٹیکنالوجیز کی بنیادیں رکھیں، بلکہ مستقبل میں بنی نوع انسان ایسی ایجادات سے مستفید ہوگی جن کا تصور کرنا ابھی محال ہے۔

تصور کریں کہ آپ صبح اٹھ کر دانت صاف کر رہے ہوں اور آپ کے سامنے لگے آئینہ میں موجود کمپیوٹرائزڈ چہرے آپ کی سانس کے ذریعہ آپ کا DNA حاصل کر کے اسے پرکھنا شروع کر دیں۔ آپ کے جسم میں کون سی تبدیلیاں ہو رہی ہیں، یا کون سے مرض لاحق ہونے کا اندیشہ ہے وغیرہ، وہ سب ڈیٹا آئینہ ہی پر آپ کو دکھادیں، تو یقیناً آپ حیران ہوں گے۔ مگر مستقبل میں ایسی حیرت انگیز ایجادات سے انسان فائدہ اٹھائے گا اور یہ کہ یہ آئینے کینسر کو بہت ابتدائی مراحل ہی میں تشخیص کر لیں گے، جس سے اس کے علاج میں بہت سہولت ہو جائے گی۔

آتے ہیں تو وہ پرانی مصنوعات و طریقہ کار کی جگہ لے لیتے ہیں۔ اس طرح ہر نئی ایجاد پرانی کی جگہ لے کر ترقی کی رفتار کو پیسے لگا دیتی ہے۔ مثلاً 1750ء سے قبل کسان صدیوں تک ہاتھوں یا چھوٹے اوزاروں سے ہی کام کرتے تھے۔ تب علوم کی اشاعت اور ایک دوسرے تک رسائی بہت مشکل تھی، اس لئے ترقی کی رفتار بھی سست رہی، نتیجہً زیادہ تر دنیا عرصہ تک غربت میں رہی۔ تاہم جب صنعتی انقلاب آیا اور مشینوں نے ہاتھ سے کام کرنے والوں کی جگہ لے لی، بل چلانے والے نیل کی ضرورت نہ رہی، کھڈیوں پر کپڑا بننے والے سیکنڈوں کار یگروں کا کام ایک مشین نے سنبھال لیا تو بظاہر ان ایجادات پر عام عوام یہ سمجھتی رہی کہ ان کا روزگار جاتا رہا، ان کے ہُزر ناپید ہو گئے، تاہم ماہرین کو یقین ہو گیا کہ سائنس اور انجینئرنگ سے درپیش مسائل، جو ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہیں، حل ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ہر ناپید ہونے والے علم، ہنر، صنعت سے جو خلا پیدا ہوتا ہے، اسے اس سے کہیں بہتر علم، ہنر، صنعت وغیرہ پُر کر لیتے ہیں۔ اس طرح نئی دریافتوں اور ایجادات پر نئے سوالات جنم لیتے ہیں، جنہیں حل کرنے کی جستجو میں مسلسل محنت کرنا پڑتی ہے جو ترقی کا باعث بنتی ہے۔ یہ محنت مسلسل نئے



علوم، نئی دریافتوں، نئی ایجادات کے دروازے کھولتی ہے، جس سے نئے سوالات جنم لیتے ہیں اور پھر یہ نہ ٹوٹنے والا سلسلہ بن جاتا ہے جو ترقیات پر منتج ہوتا ہے۔ ان معیشت دانوں کی تحقیق کا ایک دلچسپ پہلو یہ بھی ہے کہ Innovation یعنی جدت ماضی کی ایجادات کی جگہ لیتی رہتی ہے، تاہم کسی جدت کو ہیشگی نصیب نہیں۔ مثلاً سمارٹ فونز نے کئی کیمرا بنانے والی کمپنیوں کا خاتمہ کر ڈالا، یوٹیوب جیسی سٹریمنگ ویڈیوز نے CDs، DVDs کا اور CDs، DVDs نے آڈیو، ویڈیو کیسٹس کا خاتمہ

ہیں جن کے باعث یہ ترقی نہ صرف ضرر میں کھا رہی ہے بلکہ اس میں تسلسل اور پائیداری بھی ہے۔ تینوں اپنی الگ الگ ریسرچ سے اس نتیجہ پر پہنچے کہ گویہ درست ہے کہ ماضی میں ہر دریافت اور ایجاد کے بعد ترقی کی رفتار بڑھی ہے، تاہم اس ترقی کو پائیداری اُسی وقت نصیب ہوئی جب سائنس اور ٹیکنالوجی میں جدت پیدا ہوئی، نئے خیالات کو ناصرف قبول کیا گیا بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کی گئی، پرانے علوم و رسوم کو چھوڑ دینے میں قباحت محسوس نہ کی گئی۔ سائنسدانوں اور ماہرین علوم کی محنت کو سراہا جانے لگا تو ایک سے بڑھ کر ایک سائنسدان پیدا ہونے لگے اور اس کلچر، سوچ اور حکومتی سطح پر اس علم دوست ماحول کی افزائش کے سامان کئے جانے لگے۔

اکنامکس کا سال 2025ء کا نوبل ایوارڈ حاصل کرنے والوں میں ہالینڈ کے Joel Mokyr، فرانس کے Philippe Aghion، اور کینیڈا کے Peter Howitt شامل ہیں۔ جن عوامل کا ان معیشت دانوں نے سراغ لگایا، ان میں سے ایک امر تخلیقی تباہی Creative Destruction ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب نئی مصنوعات، طریقہ کار، کاروبار وغیرہ

کر ڈالا۔ گیس اور پٹرول پر چلنے والی گاڑیوں کی جگہ بجلی پر چلنے والی گاڑیاں لے رہی ہیں۔ آنے والے کل میں انہی الیکٹرک گاڑیوں کو کوئی اور ایجاد تبدیل کر دے گی۔ آپسی مقابلہ اور ایک دوسرے سے بڑھنے کی خواہش ایک صحت مند فضا پیدا کرتی ہے جو ترقی کے لئے ضروری ہے۔ اسی طرح گورنمنٹ کی پالیسیز، حکمت عملی بھی اس افزائش میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ مثلاً ترقی یافتہ ممالک کی حکومتوں نے فضائی آلودگی کو کم کرنے کے لیے جو قوانین بنائے، ان کی وجہ سے دنیا تیزی سے توانائی کے متبادل ذرائع تلاش کر رہی ہے اور انہیں استعمال کر رہی ہے۔

### اُمَن کا نوبل انعام

سال 2025ء کا اُمَن کا نوبل انعام ونیز ویلا کی خاتون سیاستدان Maria Corina Machado کے حصہ میں آیا۔ لاطینی امریکہ کا یہ ملک گوتیل کی دولت سے مالا مال ہے، تاہم کرپشن، اقربا پروری اور ڈکٹیٹر شپ کے باعث مالی و معاشی مصائب سے دوچار ہے۔ ونیز ویلا ہمیشہ سے ایسا نہ تھا بلکہ آغاز میں یہاں جمہوری نظام تھا اور یہ ایک خوشحال بلکہ لاطینی امریکہ کے امیر ترین ممالک میں سے ایک تھا۔ تاہم جب جمہوری نظام کی صف لپیٹ دی گئی تو آنے والے ڈکٹیٹرز کے دور میں رفتہ رفتہ معاشی بد حالی بڑھتی گئی۔ گزشتہ سالوں میں یہاں کی تشدد حکومت اپنے ہی شہریوں، جو پہلے ہی سے غربت میں پس رہے ہیں، کے خلاف قوت کا استعمال کر رہی ہے، جس کے باعث تقریباً 80 لاکھ شہری ملک سے ہجرت کر جانے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ مس ماریا کورینہ ملک میں جمہوری تحریک کی سربراہ ہیں اور حزب اختلاف کی سیاسی پارٹی سے تعلق رکھتی ہیں۔ انہوں نے ملک بھر کی جمہوری پارٹیوں کو جو پہلے ایک دوسرے کے مخالف تھیں، یکجا کر کے ڈکٹیٹر شپ کے خلاف کوششیں شروع کیں۔ اس پر انہیں جان سے مارے جانے کی دھمکیاں بھی ملتی رہیں، کچھ عرصہ روپوش ہو کر بھی کام کرنا پڑا۔ سال 2024ء کے الیکشنز میں مس ماریا کورینہ اپوزیشن اتحاد کی طرف سے صدارتی امیدوار تھیں، تاہم ان پر حکومت کی جانب سے پابندی عائد کر دی گئی۔ انہوں نے دوسری

سیاسی پارٹی کے صدارتی امیدوار کی معاونت کی۔ عام عوام نے ان کا خوب ساتھ دیا اور الیکشنز میں دھاندلی کو روکنے کے لئے پولنگ اسٹیشنز پر کھڑے رہے۔ چنانچہ اپوزیشن اتحاد واضح اکثریت سے جیت گیا، تاہم مقتدر حلقوں نے نتائج تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اقتدار سے چٹھے رہے۔ ونیز ویلا میں جمہوریت کی بحالی کے لئے ان کی انہی پرامن، پیہم کوششوں، غیر معمولی جدوجہد اور انتھک محنت کے اعتراف میں انہیں اس سال کا اُمَن کا نوبل انعام دیا گیا ہے۔

### ادب کا نوبل انعام، چوکیدار کے نام

لٹریچر یعنی ادب کا نوبل انعام ہنگری کے ناول نگار László Krasznahorkai کو دیا گیا۔ ان کے ناولز انسانی بے چینی، گھبراہٹ، معاشرتی ٹوٹ پھوٹ اور دنیا کے مسائل جیسے موضوعات پر مبنی ہوتے ہیں۔ ان کا اندازِ تحریر بھی دوسروں سے جدا ہے۔ ان کی تحریروں میں لکھے گئے جملے غیر معمولی لمبے ہوتے ہیں۔ مصنف Budapest سے 120 میل دور واقع چھوٹے سے قصبہ Gyula میں پیدا ہوئے۔ ان کے آباء و اجداد یہودی تھے تاہم اس حقیقت کو ان کے دادا نے صیغہ راز میں رکھا اور انہوں نے اپنی شناخت چھپانے کی خاطر اور معاشرے میں گھل مل جانے کے لئے اپنا فیملی نام Korin سے بدل کر Krasznahorkai رکھ لیا۔ مصنف پر یہ حقیقت 11 سال کی عمر میں آشکار ہوئی جب ان کے والد نے انہیں اس سے آگاہ کیا۔

مصنف کو میوزک سے سخت لگاؤ تھا اور جوانی میں کئی سال تک ایک بینڈ کے لئے Piano بجاتے رہے، سکول کے بعد فوج میں گئے تاہم وہاں سے نافرمانی کی سزا ملنے پر اسے چھوڑ دیا۔ پھر مختلف شعبوں میں طبع آزمائی کی۔ کان کن کے طور پر ملازمت کی۔ چوکیدار کے طور پر بھی کام کرتے رہے جس میں ان کے ذمہ 300 گائیوں کی حفاظت کرنا تھا۔ اس کام کے دوران انہیں مطالعہ کتب کے لئے اچھا خاصا وقت میسر آ گیا۔ مختصر یہ کہ محنت کرتے کرتے حادثاتی طور پر مصنف بنے، اور اپنی بصیرت انگیز تصانیف اور انوکھے طرزِ تحریر پر ادب کا نوبل انعام حاصل کر لیا۔

### اختتامیہ

قارئین کرام اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ ہے کہ آپ کی جماعت کو علم و معرفت میں کمال حاصل کرنے والے عطا کرتا رہے گا۔ یہ بات تو طے ہے کہ مستقبل میں ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی طرح، جو نوبل انعام حاصل کرنے والے پہلے مسلمان سائنس دان ہیں، بہت سے احمدی نوبل انعام حاصل کریں گے، انشاء اللہ ضرورت اس امر کی ہے کہ والدین کو اپنی اولاد کی تعلیم اور تربیت پر نہ صرف خود بھرپور توجہ دینی ہوگی، بلکہ ہر قدم پر رہنمائی کے لئے شیعہ خلافت کی طرف دیکھنا ہوگا، خلیفہ وقت کی دعاؤں اور ہدایات کے تحت فیصلے کرنے ہوں گے، تب عبدالسلام پیدا ہوں گے۔ درج ذیل واقعہ جو عبدالعزیز خان صاحب کی کتاب شانِ شہیدان سے لیا گیا ہے، یہاں درج کر کے اپنا مدعا بیان کرنا چاہوں گا۔ کتاب کے صفحہ 76 پر مصنف لکھتے ہیں کہ ”محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے بتاریخ 30 مارچ 1961ء بروز جمعہ مسجد سول کو ارٹرز پشاور میں احباب جماعت سے خطاب کیا اور نوجوانوں کو سائنس کے میدان میں آگے بڑھنے کی ترغیب دلائی۔ دورانِ تقریر آپ نے اس بات کا بھی ذکر فرمایا کہ آپ کو جو مقام حاصل ہوا ہے اس میں حضرت مصلح موعودؑ کی دعاؤں، توجہ اور رہنمائی کا بہت دخل ہے۔ آپ نے فرمایا جب میں میٹرک میں نمایاں طور پر کامیاب ہوا تو ریلوے کی سروس کے لئے انٹرویو دیا جس میں کامیاب ہو گیا۔ چنانچہ میرے والد صاحب نے اس کی اطلاع حضورؑ کو دی اور یہ بھی لکھا کہ آئندہ اس پوسٹ میں ترقی کی کافی گنجائش ہے مگر حضورؑ نے اس خط کے جواب میں تحریر فرمایا کہ میں اسے کم ہمتی سمجھوں گا۔ اس وجہ سے میں نے مزید علم حاصل کرنے کا تہیہ کر لیا۔“

قارئین کرام اگر چوہدری محمد حسین، والد گرامی مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؑ سے اپنے بیٹے کے لئے مشورہ نہ کیا ہوتا تو شاید ڈاکٹر صاحب کسی ریلوے یا سرکاری ادارہ میں بہت بڑے عہدے تک پہنچ جاتے مگر دنیا اس نابھہ روزگار، عظیم سائنسدان سے محروم رہ جاتی۔





رپورٹ: اوپس احمد نوید

## ایک عالمی ادبی جشن

### فرانکفرٹ کتاب میلہ 2025ء

لئے مخصوص تھے۔ عوام کے لیے میلہ جمعہ کے روز سے کھولا گیا۔ چنانچہ صرف ان تین دنوں میں 120.000 لوگ میلہ دیکھنے آئے جبکہ پیشہ ورانہ زائرین کی تعداد 118.000 رہی۔ سب سے زیادہ زائرین ہفتہ کے روز آئے جب یہاں تیل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔

زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میلہ میں بھی رجحان بدلتے نظر آئے چنانچہ Comics اور Manga Zones Podcast Studio, Meet the Author جیسی تقریبات اور بچوں کی دلچسپی کے لیے ”کڈز فیسٹیول“ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ یوں ہر عمر، ذوق اور زبان کے لوگوں کے لیے دلچسپی کا سامان موجود تھا۔ گویا فرانکفرٹ کا یہ کتاب میلہ صرف ایک ادبی جشن نہیں بلکہ پیشہ ورانہ ترقی کا ایک زندہ پلیٹ فارم بھی بن چکا ہے۔ اس سال کا ایک نمایاں موضوع AI یعنی مصنوعی ذہانت بھی تھا۔ اس سلسلہ میں ”انسان اور مشین“ کے عنوان سے متعدد پروگراموں میں AI کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو ہوئی۔ ماہرین نے AI کے ساتھ کام کرنے کے تجربات بیان کیے۔ کتابی مواد

دنیا کے اس سب سے بڑے ادبی اجتماع کے موقع پر ناشرین، مصنفین، مترجمین، مصوّر، صحافی، لائبریرین، اور میڈیا کے ماہرین ایک ہی چھت تلے جمع ہوئے گویا ایک طرف کتابوں کی تجارت کا بین الاقوامی مرکز بنا تو دوسری طرف فکری و ثقافتی تبادلے کا جشن۔ یہاں مکالمے ہوئے، مباحثے چھڑے اور مختلف ایوارڈز دیے گئے۔ 1986ء سے ہر سال کسی ملک کو بطور مہمان (Guest of Honour) منتخب کیا جا رہا ہے جس سے یہ کتاب میلہ محض جرمن نہیں بلکہ عالمی ثقافتی پلیٹ فارم بن گیا ہے۔ اس سال یہ اعزاز فلپائن کے حصہ آیا جس کی ثقافت اور ادب نے میلہ کی رونق میں خوب رنگ بھرا۔ اس برس ایک ہزار سے زائد مصنفین، 92 ممالک کے ناشرین اور تقریباً 140 ممالک سے تعلق رکھنے والے ماہرین نے شرکت کر کے 4.350 سٹال لگائے۔ مزید برآں، 7,800 میڈیا نمائندگان نے 3,500 سے زائد تقریبات کی رپورٹنگ کی۔ یوں تو میلہ کا آغاز بدھ سے ہو گیا تھا تاہم پہلے دو روز ناشرین و تاجران کتب کے

عربی زبان کے نامور شاعر متنبی کا ایک شعر ہے  
أَعَزُّ مَكَانٍ فِي الدُّنْيَا سَرَجٌ سَابِجٌ  
وَ خَيْرُ جَلِيسٍ فِي الزَّمَانِ كِتَابٌ  
ترجمہ: دنیا میں سب سے معزز جگہ گھوڑے کی کاٹھی ہے اور زمانہ میں بہترین ہم نشین کتاب ہے۔ اس شعر میں دراصل شاعر نے علم و ہمتی اور کتاب سے محبت کا پیغام دیا ہے جس کا عملی مظاہرہ اہل جرمنی کی طرف سے ہر سال ہوتا ہے جب اکتوبر کے مہینہ میں دنیا کا سب سے بڑا اور قدیمی کتاب میلہ فرانکفرٹ کی وسیع و عریض نمائش گاہ (Messe Frankfurt) میں جلتا ہے۔ یہ کتاب میلہ مشرقی جرمنی کے شہر Leipzig میں پندرہویں صدی عیسوی سے منعقد ہوتا چلا آ رہا تھا۔ جنگ عظیم دوم کے خاتمہ پر جب جرمنی کا یہ شہر سرحد کے اُس پار چلا گیا تو 1949ء سے یہ میلہ فرانکفرٹ میں باقاعدگی سے لگنے لگا۔ اس طرح سے 77 واں کتاب میلہ اس سال 15 تا 19 اکتوبر منعقد ہوا جس کی وسعت، تنوع اور تہذیبی گہرائی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔



کوفلموں، سیریز اور ویڈیو گیمز میں ڈھالنے کے متعلق بھی گفتگو ہوئی۔

کتاب میلہ میں مختلف ممالک کے نمائندگان بھی موجود تھے۔ بین الاقوامی ہال میں پاکستان کے ایک اشاعتی ادارہ کے سٹال کی موجودگی خاص دلچسپی کا باعث بنی جس پر اردو زبان میں بہت سی کتب موجود تھیں۔ ترک و عرب ممالک کے بھی بڑے بڑے سٹال موجود تھے جہاں نہ صرف کتب دستیاب تھیں بلکہ عربوں کی روایتی مہمان نوازی



کتاب میلہ پر جماعت احمدیہ کے سٹال کا منظر

جن میں مختلف قسم کے طباعتی ادارے، ناشرین اور کتب فروخت کرنے والے ادارے شامل تھے۔ کتاب میلہ کے دوران مکرم صداقت احمد صاحب مربی سلسلہ ویکریٹری اشاعت کی زیر نگرانی درج ذیل احباب نے مختلف اوقات میں ڈیوٹی دینے کی توفیق پائی۔ مکرم نبیل احمد شاد صاحب، مکرم نبیل احمد باسط صاحب، مکرم سفیر الرحمان ناصر صاحب (مربیان سلسلہ)، مکرم ظفر اقبال صاحب (کارکن شعبہ اشاعت)، مکرم دانش محمد صاحب۔ یو کے سے مکرم مظفر احمد صاحب انچارج رقیم پریس اور مکرم زرتشت لطیف صاحب (مربیان سلسلہ) بھی دو دن کتاب میلہ پر موجود رہے۔ آخری دو روز لوگوں کو اپنا نام عربی رسم الخط میں لکھوانے کی سہولت مہیا کی گئی جس میں لوگوں نے بہت دلچسپی لی۔ اس مقصد کے لئے مکرم حافظ لقمان احمد صاحب مربی سلسلہ نے خدمت کی توفیق پائی۔



مکرم حافظ لقمان احمد صاحب خطاطی کرتے ہوئے

گوشہ ہمیشہ پیشہ ورانہ تربیت کے لیے مخصوص ہوتا ہے جہاں میڈیا کیمپس فرانکفرٹ جیسے ادارے اپنے کورسز اور ورکشاپس پیش کرتے ہیں جس میں کسی بھی علم کے طالب سے لے کر ماہر تک کچھ نہ کچھ اخذ کر سکتا ہے۔

### جماعت احمدیہ کا سٹال

جماعت احمدیہ جرمنی ہر سال اپنے اشاعتی ادارہ Verlag der Islam کے نام سے سٹال لگاتی ہے۔ 8 مسالہ مربع میٹر جگہ حاصل کی گئی۔ سٹال پر قرآن کریم، سیرت النبی ﷺ، حضرت مسیح موعودؑ اور خلفائے سلسلہ کی تصانیف کے جرمن تراجم رکھے گئے تھے۔ اسی طرح بچوں کے لیے بھی کتب جرمن زبان میں دستیاب تھیں۔ مختلف موضوعات پر فلائرز نیز قلم اور نوٹ پیڈ جن پر جماعت کا ٹاؤ اور ویب سائٹ درج تھے مہمانوں کو تحفہ دیے گئے۔ قرآن کریم کا جرمن ترجمہ اور آنحضور ﷺ کی مبارک سیرت پر مشتمل کتاب نیز اسلامی اصول کی فلاسفی بہت سے مہمانان نے حاصل کیں۔

ایک محتاط اندازہ کے مطابق ایسے مہمانان جنہوں نے جماعت کے سٹینڈ سے مفت فلائرز لئے اور جماعتی بیسٹرز اور پوسٹر پر تحریر شدہ احادیث اور اقتباسات سے استفادہ کیا، کی کل تعداد 2000 تھی۔ نیز ایسے مہمانان جن سے تفصیلی گفتگو ہوئی 50 سے زائد تھے۔ اس کے علاوہ مختلف ماہرین کے ساتھ 40 سے زائد میٹنگز کی گئیں

کا مظاہرہ بھی ہو رہا تھا۔ ان سٹالز پر قرآن کریم کے انتہائی عمدہ طباعت والے نسخے، قرآنی آیات کی خطاطی کے نمونے، عربی زبان کی تاریخی کتب اور عرب ممالک کی تہذیب و ثقافت پر مشتمل کتب بھی موجود تھیں۔ ایک دلچسپ سٹال پر Family Search کا بورڈ آویزاں تھا۔ یہ ایک پرائیویٹ ادارہ ہے جو پرانے ریکارڈ کو سکین کر کے خاندانوں کی تاریخ جمع کرتا ہے اور ہر ایسے شخص کے لیے کارآمد بناتا ہے جو اپنے آباء و اجداد کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ کتاب میلہ میں زائرین کی توجہ جذب کرنے کی خاطر کتب کے متعلق مختصر اقوال بھی جگہ جگہ لگائے گئے تھے۔ باہم روابط کے لیے ڈیجیٹل پلیٹ فارم "Frankfurt Connect" موجود تھا جس کے ذریعہ شرکاء پہلے ہی سے رابطہ قائم کر سکتے تھے اور ملاقاتوں کا وقت طے کر سکتے تھے۔ میلے کا ایک



مکرم نبیل احمد شاد صاحب ایک زائر سے گفتگو کرتے ہوئے





## ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے

دعوت دینے کے لئے جرمنی کے بعض ریڈیو اور ٹی وی چینلز نے بھی اس پروگرام کی تشہیر کی نیز جرمنی بھر سے مختلف مقامی اور نیشنل سطح کے اخبارات نے پروگرام سے پہلے بھی اور بعد میں بھی خبریں شائع کیں۔ شول میڈیا پر خصوصی مہم چلائی گئی۔ بعض مساجد میں مذاکروں اور لیکچرز کا بھی اہتمام کیا گیا تھا جو اللہ کے فضل سے بہت کامیاب رہا اور میڈیا نے مثبت خبریں اور تجزیے پیش کئے۔

چنانچہ جرمنی بھر کے 90 اخبارات، 4 ٹی وی چینلز اور 10 ریڈیو چینلز پر خبریں نشر ہوئیں جن سے لاکھوں افراد تک جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچا۔ اس روز 40 ممبران نیشنل و صوبائی اسمبلی، وزراء، میئر اور لارڈ میئر اور 94 دیگر اہم سیاسی و سماجی شخصیات بھی ہماری مساجد و نماز سنٹرز میں تشریف لائیں اور جماعت کا تعارف حاصل کیا۔

(مرتبہ: مکرم صفوان احمد ملک صاحب)

کے ذریعہ صفائی اور تزئین و آرائش کی گئی، مہمانوں کی دلچسپی کے لئے مختلف انتظامات کیے گئے۔ لجنہ کی طرف سے بچوں کے لئے کیلیگرافی اور ڈرائنگ کرنے کی چیزوں کا انتظام کیا گیا۔ جماعت احمدیہ کا تعارف کروانے کے لئے خوبصورت انداز میں اسلام نمائش اور بک سٹالز لگائے گئے۔ نیز مہمانوں کے لئے ضیافت کا بھی اہتمام کیا گیا۔

صبح دس بجے تا شام چھ بجے مہمانوں کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہا۔ امسال تقریباً 4500 مہمانوں کو اسلام احمدیت کا تعارف کروایا گیا جس کے لئے مقامی مربیان سلسلہ کے علاوہ فارغ التحصیل مربیان کرام اور جامعہ احمدیہ جرمنی کے طلباء نیز ایسے نوجوان جنہیں دینی علم کے ساتھ ساتھ جرمن زبان پر بھی عبور حاصل ہے ڈیوٹی پر موجود رہے۔ پروگرام کے انعقاد اور ہر خاص و عام کو

3 اکتوبر جرمنی کے لئے غیر معمولی اہمیت کا حامل دن ہے۔ کیونکہ اس دن دیوار برلن گرانے اور مغربی اور مشرقی جرمنی کے دوبارہ ایک ہو جانے کا عظیم واقعہ ہوا تھا جسے عالمی سطح پر خاص توجہ ملی تھی۔ چنانچہ یہ دن ہر سال بڑے اہتمام سے منایا جاتا ہے۔ جماعت احمدیہ بھی جذبہ حب الوطنی کے تحت اس دن اپنی مساجد میں اہالیان جرمنی کو مدعو کرتی ہے اور 1997ء سے Tag der Offnen Moschee کے عنوان سے اس دن غیر معمولی اہتمام کرتی ہے، الحمد للہ۔

امسال ماہ اگست میں نیشنل شعبہ تبلیغ کی طرف سے اس پروگرام کے ڈیجیٹل دعوت نامے اور ہدایات بھجوا دی گئی تھیں۔ چنانچہ امسال جرمنی کی 61 مساجد اور 31 نماز سنٹرز میں یہ پروگرام منعقد ہوئے جہاں وقار عمل

مسجد نور انکفرٹ میں ہونے والے Tag der Offnen Tür کے پروگرام میں بلدیہ فرانکفرٹ کے سربراہ اعلیٰ (Oberbürgermeister) موقع پر موجود احباب جماعت کے درمیان (3 اکتوبر 2025ء)



مسجد سبحان مورفیلڈن میں مجموعی طور پر 70 مہمان تشریف لائے جن میں CDU سے تعلق رکھنے والے نو منتخب میئر مسٹر Karsten Groß نے دو گھنٹے سے زائد وقت یہاں گزارا۔ گرین پارٹی سے تعلق رکھنے والے سابق میئر Thomas Winkler مع اہلیہ و دیگر کارکنان بھی شامل ہوئے۔ مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے اپنے دس سائیکل سوار ساتھیوں کے ہمراہ 50 کلومیٹر سفر کر کے اس تقریب میں شرکت کی۔ پروگرام کے آخر پر سوال و جواب کا سیشن بھی منعقد ہوا جسے بہت پسند کیا گیا۔ معزز مہمانوں نے عمومی طور پر مسجد کے ماحول کو پسند کیا۔ اس دن کی مناسبت سے مسجد کو جرمن جھنڈیوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔ مسجد کے مرکزی ہال میں بڑے پوسٹرز پر مشتمل ایک نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا۔ کتب کاسٹال اور بچوں کے لئے پینٹنگ کا انتظام بھی تھا۔ عربی خطاطی کے ماہر مکرم منصور دانش صاحب نے مہمانوں کے نام خوبصورت انداز میں لکھ کر انہیں تحفہ کے طور پر پیش کئے۔

### فراکلفرٹ

مسجد نور فراکلفرٹ میں جمعہ کے روز پروگرام نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ صبح دس بجے سے ہی مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی تھی اور نماز جمعہ تک تقریباً 40 مہمان موجود تھے جن میں سے تقریباً نصف نے خطبہ جمعہ توجہ سے سنا۔ دن بھر مختلف پروگرامز جاری رہے جن میں مجموعی طور پر 100 سے زائد مہمان شریک ہوئے۔ "Frag einen Imam" پروگرام میں سب نے بہت دلچسپی لی۔ عربی خطاطی کے اسٹال، قرآن کریم کے تعارفی اسٹال، "اسلام اور سائنس" کے موضوع پر پرنٹ اسکریمن سیکشن اور آنحضرت ﷺ کی تعلیمات پر مبنی معلوماتی مواد نے بھی مہمانوں کو خاص طور پر متوجہ کیا۔ میئر فراکلفرٹ Mike Josef نے تقریب میں خصوصی شرکت کی اور جماعت احمدیہ کو امن، ہم آہنگی اور خدمت خلق میں نمایاں کردار پر خراج تحسین پیش کیا۔



Oberbürgermeister Mike Josef (mit Brille) lässt sich in der Nuur-Moschee in Frankfurt mehr zur Geschichte des Hauses erklären. MICHAEL SCHICK

## Gegen den Hass und für die Liebe

Muslimische Ahmadiyya-Gemeinde in Frankfurt gibt Einblicke in ihre Moschee und Überzeugungen

VON STEVEN MICKSCH

Eine richtige Menschen- traube hat sich gebildet. Viele der Leute haben das Handy gezückt und machen Fotos oder gleich ein Video. Mehrere Fotografinnen machen mit ihren Kameras Bilder, klettern auf Stühle, um den besten Winkel zu bekommen. Was klingt, als ob ein Popstar mal wieder in Frankfurt haltmacht, ist lediglich der Besuch des Frankfurter Oberbürgermeisters Mike Josef (SPD) in der Nuur-Moschee im Stadtteil Sachsenhausen.

Das soll nicht als Schmälerung verstanden werden, denn die Gemeinde sieht es als „wichtiges und gutes Symbol“ an, dass der OB am Tag der

Deutschen Einheit das Gotteshaus besucht. Es sei nicht selbstverständlich. Doch es passt, denn jener Tag ist eben auch der Tag der offenen Moschee, der zum wiederholten Mal in der Frankfurter Moschee der muslimischen Ahmadiyya-Gemeinde, aber auch in vielen anderen Orten, begangen wird.

Für Mike Josef ist es seinerseits ein Vergnügen, an diesem Tag in die Moschee eingeladen worden zu sein. Er sieht das Ganze als eine Einladung zur Begegnung und zum Kennenlernen. „Ein direktes Gespräch und die Begegnung sind so wichtig für ein friedliches Zusammenleben“, sagt das Stadt-

haupt. Und er zieht den Bogen zum Tag der Deutschen Einheit und den Geschehnissen 1989. Als Mauern aus Beton, aber auch Mauern in den Köpfen eingerissen wurden. Diese gebe es auch heute mitunter noch den Musliminnen und Muslimen gegenüber.

Und mit der Einladung zur Begegnung könne man diese Mauern überwinden. Josef bekräftigt: „Sie sind fester Bestandteil unserer Stadt“. Um zu verstehen, brauche es Dialog und Debatte. Dabei müsse man nicht immer zur gleichen Meinung kommen, aber es lohne sich eben ein Blick über den Tellerrand. Dieser sei wesentlich, damit eine Gemeinschaft funktionieren könne.

Auch der Vorsitzende der Ahmadiyya-Gemeinde Frankfurt bekräftigt: „Wir sind da

für die Stadt und die Menschen“. Und das nicht nur am 3. Oktober. Die Moschee steht an allen Tagen allen Menschen offen. Sie sei ein Ort der Begegnung, des Friedens und der Liebe. Das Gotteshaus ist die älteste Moschee Hessens und der Ort, an dem die Gläubigen fünfmal täglich beten. Die Moschee hatte schon oft hohen Besuch, beispielsweise Boxende Muhammad Ali und drei der bisherigen fünf Kalifen der weltweiten Ahmadiyya Muslim Jamaat.

Am Freitag waren ausnahmsweise Stühle im Gebetsraum aufgestellt, damit die Anwesenden Platz nehmen konnten. Ringsherum waren verschiedene Banner ausgestellt, die zum einen die Geschichte

des Propheten Mohammed, des Islams und der Ahmadiyya Muslim Jamaat darstellten. So gründete Mirza Ghulam Ahmad im Jahr 1889 die Ahmadiyya-Bewegung.

Erklärte die Zeit der Religionskriege für beendet, rief zur Loyalität gegenüber den Staatsoberhäuptern auf und gab die Lösung „Liebe für alle, Hass für keinen“ aus, die heute noch prägend für die Mitglieder der Ahmadiyya Muslim Jamaat ist.

Frankfurter Rundschau 04.10.2025

انہوں نے کہا کہ ”محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں“ کا پیغام فراکلفرٹ میں عملی طور پر نظر آتا ہے اور نور مسجد امن اور وحدت کا روشن مینار ہے۔ میئر نے چیرمائی واک 2026ء میں شرکت اور شہر کے تاریخی ہال Römer میں تقریب کے لیے جگہ دینے کا وعدہ بھی کیا۔ تقریب کے دوران نیشنل امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے خطاب کرتے ہوئے عدل و انصاف کی اہمیت پر زور دیا اور فرمایا کہ پائیدار امن اسی وقت ممکن ہے جب معاشرے میں انصاف، توازن اور باہمی احترام فروغ پائے۔

### کاسل

مسجد محمود کاسل میں 152 سے زائد افراد تشریف لائے۔ اس موقع پر مختلف نمائشوں کا اہتمام بھی تھا جن کا تعلق تاریخ اسلام، احمدیت اور امن سے تھا۔ غزہ سے متعلق بڑے بڑے پوسٹرز بھی آویزاں تھے جن سے غزہ کے دردناک حالات کی منظر کشی ہو رہی تھی۔ مہمانوں کو VR عینک کے ذریعہ خانہ کعبہ کی ورچوئل زیارت کرنے کا موقع بھی فراہم کیا گیا۔ بچوں کے لئے خصوصی کھیلوں کا انتظام کیا گیا۔ ذرائع ابلاغ کے نمائندوں نے مکرم فرحان منظور صاحب مربی سلسلہ اور سیکرٹری امور خارجہ کے انٹرویوز کئے۔ اس پروگرام کی خبر اسی شام نیوز چینلز پر نشر کی گئی جس میں HR ٹی وی بھی شامل ہے۔

### کولون

3 اکتوبر کو بیت النصر کولون میں مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے 40 مہمان تشریف لائے جنہیں خدام اور انصار خوش آمدید کہتے اور اسلام احمدیت سے متعلق آگاہی دیتے رہے۔ ریفریشمنٹ، کھانے اور گفتگو





مائیکل صاحب نے کہا کہ ”اسلام اور سائنس کے سیشن نے میرے تمام سوالات کے جوابات دے دیے ہیں۔ میں روحانی طور پر مطمئن اور آپ کا شکر گزار ہوں۔“

فرانکن تھال

مسجد نور فرانکن تھال میں 40 مہمان تشریف لائے جن میں ممبر صوبائی اسمبلی Christian Baldauf، شہر کے میئر اور ایک اخباری نمائندہ شامل تھے۔ مہمانوں نے اس دوران اسلام سے متعلق تعارفی نمائش کو دیکھا، مختلف موضوعات پر سوالات کئے۔ چونکہ اس روز جمعہ کا مبارک دن تھا لہذا یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ مہمانوں نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ کا خطبہ جمعہ بھی جرمین ترجمہ کے ساتھ سنا جس سے مہمانوں کو اسلام احمدیت کو سمجھنے میں مزید راہنمائی ملی۔

گروس گیراؤ

مسجد بیت الشکور، ناصر باغ (گروس گیراؤ) میں دوپہر تک 25 مہمانوں کی آمد ہوئی۔ نماز جمعہ کے وقت مہمانوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا اور بڑی تعداد نے نماز جمعہ کی ادائیگی کا منظر دیکھا۔ خطبہ جمعہ کے دوران 8 مہمانوں



ڈار مشٹڈ

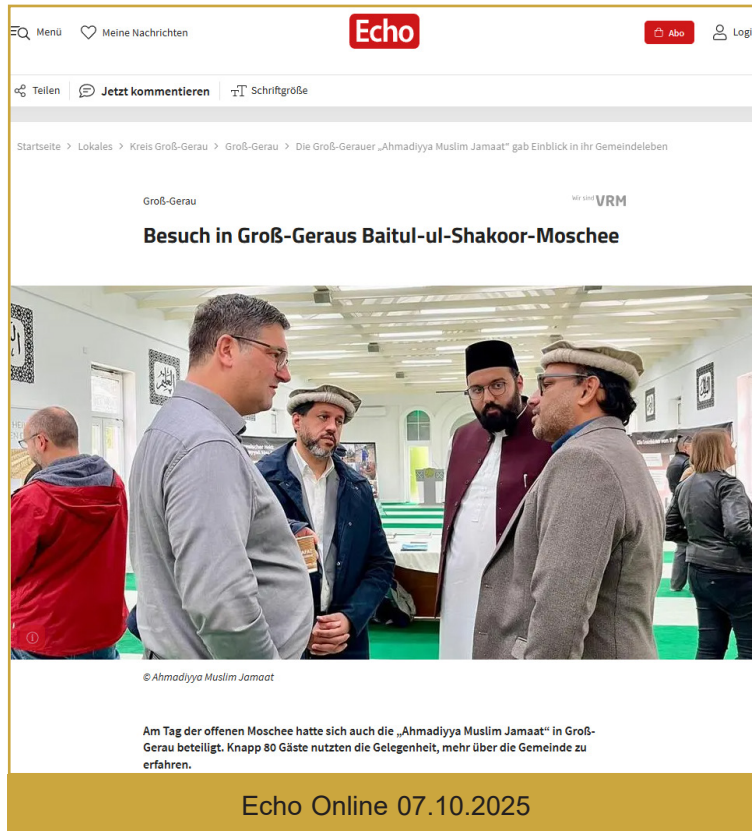
مسجد نور الدین میں 110 مہمانوں نے دن کے مختلف اوقات میں مسجد کا دورہ کیا جن میں سیاسی نمائندگان، مذہبی شخصیات کے علاوہ مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے احباب بھی شامل تھے۔ دن بھر کے قابل ذکر امور میں مکرم احیاء الدین صاحب مربی سلسلہ کی پادری صاحب سے ملاقات اور گفتگو، نماز جمعہ کی ادائیگی، لائیو خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ کا خطبہ، مختلف موضوعات

نے نماز میں شرکت کی جبکہ مہمانوں کی بڑی تعداد باہر کھلے میدان میں ملاقاتوں وغیرہ میں مصروف رہی۔ نماز جمعہ کے بعد شام ساڑھے چار بجے تک 50 سے زائد مزید مہمان مسجد میں تشریف لائے۔ ان میں گروس گیراؤ کے میئر بھی شامل تھے۔ بین المذاہب اور براہ راست گفتگو و مذاکرات میں مہمانوں نے بھرپور دلچسپی لی۔ اسلام اور احمدیت بارے لٹرچر بھی مہمانوں کی توجہ کا مرکز رہا۔ اس دن کا ایک قابل ذکر پروگرام چیریٹی واک بھی تھا۔ اسی طرح

ایک بین الثقافتی مباحثہ بھی منعقد ہوا۔ انسٹاگرام کے ذریعہ اس پروگرام کی تشہیر تیس ہزار افراد تک ہوئی۔

ہاناؤ

مسجد بیت الواحد ہاناؤ میں تیاری کی غرض سے 27 ستمبر کو خصوصی وقار عمل کیا گیا جس میں 40 احباب نے شرکت کی۔ 3 اکتوبر کو مہمانوں کی آمد کا سلسلہ دن بھر جاری رہا۔ 50 سے زائد مہمانوں میں اساتذہ، سیاسی جماعتوں کے نمائندگان، مختلف ممالک کے افراد شامل تھے۔ نماز جمعہ کے وقت بھی مہمان مسجد میں



پر نمائش کا انعقاد جن میں ”اسلام اور قرآن“، ”اسلام اور سائنس“ کے علاوہ Virtual Reality Experience شامل تھے۔ نیز لٹرچر بھی تقسیم کیا گیا۔ دن بھر تشریف لانے والے مہمانوں نے اس موقع پر اپنے تاثرات بھی بیان کئے۔ ایک مہمان Armond صاحب نے کہا کہ ”میں احمدیہ جماعت کے افراد کی محبت، اخلاص اور باہمی احترام سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ آج مجھے اسلام کے امن اور محبت والے پہلو کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔“ ایک مہمان

Islam in Berlin

## + Tag der offenen Moschee: So läuft ein Freitagsgebet

Berlin. Die Khadija-Moschee in Pankow hatte am Freitag zum Tag der offenen Tür eingeladen. Was es zu sehen gab und was hinter der Veranstaltung steckte.



Von Philipp Siebert, Redakteur / Polizeireporter  
03.10.2025, 20:30 Uhr



Der sechsjährige Ramsa beim Freitagsgebet am Tag der offenen Tür in der Khadija-Moschee.  
© FUNKE Foto Services | Jörg Carstensen

Berliner Morgenpost 03.10.2025

کی آمد شروع ہوئی جو شام چھ بجے تک جاری رہی۔ مہمانوں نے جمعہ اور نمازوں کی ادائیگی بھی دیکھی۔ ایک جرمن خاتون تشریف لائیں جو قرآن کریم اور سیرت النبی ﷺ کے متعلق کتب کا مطالعہ کر چکی ہیں۔ انہوں نے مزید معلومات بھی حاصل کیں اور جماعتی لٹریچر بھی حاصل کیا۔ مسجد بیت الرشید کے ہمسایہ دو میاں بیوی بھی تشریف لائے جو ہر سال پھولوں کا گلہ دستہ دے کر مرکزی دروازہ سے ہی چلے جایا کرتے تھے۔ اس بار انہوں نے پوری مسجد کو دیکھا اور انظہار کیا کہ وہ اس چیز سے بہت متاثر ہیں کہ جماعت کھلے دل کے ساتھ ہر ایک کو خوش آمدید کہتی ہے۔ ایک اور ہمسایہ بھی پہلی بار تشریف لائے۔ مسجد اور نمائش دیکھ کر انہوں نے کہا کہ میں دہریہ ہوں اور میری ساتھی عیسائی عقیدہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ میں دوبارہ بھی آنا چاہوں گا۔ اب مذہب کے بارے میں میرے خیالات کچھ بدل گئے ہیں۔ بیت الرشید میں تقریباً 120 اور مسجد فضل عمر میں 25 سے زائد مہمان تشریف لائے۔

(مرتبہ: مکرم منور علی شاہ صاحب، نمائندہ اخبار احمدیہ جرمنی)

کے لیے مسجد آئے تھے۔ مسجد دیکھنے کے بعد انہوں نے کہا کہ یہاں لوگ اور ماحول بہت پر امن تھا اور ہمارا استقبال انتہائی گرمجوش سے کیا گیا۔ انہوں نے اس عزم کا اظہار بھی کیا کہ وہ اپنے اس مثبت تجربہ کو دوسروں تک بھی پہنچائیں گے۔ تشہیری مہم غیر معمولی طور پر موثر ثابت ہوئی۔ پارلیمنٹ کے ایک رکن کی جانب سے بنائی گئی ایک TikTok ویڈیو کو 120,000 سے زائد بار دیکھا گیا۔ SPD اور Die Linke پارٹیوں کے اراکین نے بھی اپنے سوشل میڈیا چینلز پر اس پروگرام کی تشہیر کی جس سے جماعت کا پیغام وسیع پیمانے پر پھیلا۔

### ہمبرگ

ہمبرگ میں مسجد فضل عمر اور بیت الرشید میں پروگرام کے انعقاد سے کچھ عرصہ پہلے ہی انتظامی کمیٹیاں بنادی گئی تھیں جنہوں نے نہایت احسن طریق سے تیاری کی۔ پروگرام سے چند دن پہلے فلائز تقسیم کیے گئے۔ دونوں مساجد میں جماعتی لٹریچر کے اسٹال لگائے گئے۔ صبح دس بجے مہمانوں

موجود تھے جنہوں نے نماز کی ادائیگی کو دیکھا۔ مہمانوں نے حضور انور ﷺ کے لائو خطبہ جمعہ کا جرمن ترجمہ بھی سنا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اسی سال مسجد بیت الواحد کی تعمیر کو دس سال مکمل ہوئے ہیں اور اس حوالہ سے ایک خصوصی ویڈیو تیار کی گئی تھی جو مہمانوں کو دکھائی گئی۔ 30 سے زائد احباب و خواتین نے مختلف ڈیوٹیاں دینے کی توفیق پائی۔ اسی طرح مکرم عدنان مصطفیٰ صاحب سیکرٹری تبلیغ، مکرم ظفر اللہ خان صاحب سیکرٹری امور خارجہ، قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کی ٹیم، شعبہ ضیافت اور لجنہ اماء اللہ کا بھی تعاون حاصل رہا۔

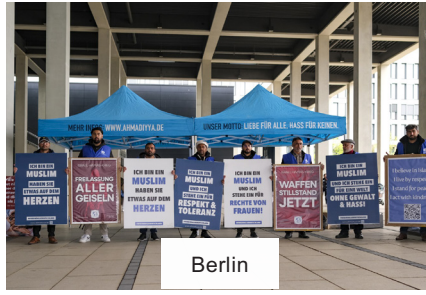
### برلن

مسجد خدیجہ برلن میں بھی پروگرام نہایت کامیابی سے منعقد ہوا جس میں 285 سے زائد مہمانوں نے شرکت کی۔ امسال مہمانوں کو دعوت دینے کے لیے سوشل میڈیا اور مطبوعہ دعوت ناموں کے علاوہ ایک منفرد طریق اختیار کیا گیا۔ تقریب سے ایک ہفتہ قبل ایک امن ریلی میں شرکت کی گئی جہاں فوری جنگ بندی (Waffenstillstand Jetzt) کے نعرے کے ساتھ تقریباً 500 سیکرٹرز اور متعدد دعوت نامے تقسیم کیے گئے۔ چنانچہ 3 اکتوبر کو آنے والے بہت سے مہمان اسی مہم کے ذریعہ متوجہ ہوئے تھے۔ مہمانوں میں جرمن پارلیمان کے ایک رکن جن کا تعلق Die Grünen سے تھا اور AfD اور SPD سیاسی پارٹیوں کے نمائندگان بھی شامل تھے۔ اس کے علاوہ Berliner Morgenpost، Tagesspiegel، Domradio اور ZDF جیسے معتبر میڈیا اداروں کے نمائندے بھی شامل ہوئے۔ نماز جمعہ میں تقریباً 500 افراد نے شرکت کی۔ تقریباً 80 غیر از جماعت مہمانوں نے بھی نماز جمعہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ﷺ کا خطبہ جمعہ نہایت توجہ اور دلچسپی سے سنا۔ مہمانوں کے تاثرات بھی انتہائی مثبت رہے۔ ایک مہمان میاں بیوی نے بتایا کہ وہ سوشل میڈیا پر جماعت کے خلاف منفی تبصرے دیکھ کر حقیقت جاننے





Alzey



Berlin



Darmstadt



Gießen



Freiburg



Stuttgart

رپورٹ: مکرم صفوان احمد ملک آفس انچارج شعبہ تبلیغ

## ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج

Popup Displays میں حضرت مسیح موعودؑ کا تعارف، جہاد کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ اور مختلف مذاہب کے بارے میں معلومات دی گئیں۔ آغاز میں مکرم عدیل احمد خالد صاحب اور مکرم ساحل منیر صاحب مر بیان سلسلہ نے مائیک کے ذریعے حاضرین سے السلام علیکم کہتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا۔ لوگوں نے ڈیوٹی پر موجود مر بیان و احباب جماعت سے مختلف سوالات بھی کئے۔ ایک مقامی خاتون نے مائیک پر کھڑے ہو کر ہماری کاوش کی بھرپور تعریف کی۔ متعدد مسافروں نے ہمارے پوسٹرز، بینرز اور تحریرات کی تصاویر اور ویڈیوز بنائیں۔ اس دن تقریباً 10,000 افراد تک اسلام کا پیغام پہنچا۔ اگرچہ ایئر پورٹ پر افراد جلدی میں ہوتے ہیں تاہم بہت سے مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کا موقع میسر آیا، ان کے سفر کی کامیابی کی دعائیں کی گئیں اور چاکلیٹ، ٹافیاں، پنسلیں، نوٹ پیڈز اور اسلامی لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ علاوہ ازیں یکم اور 10 مئی کو برلن کے مختلف مقامات پر مقامی جماعت کے

میں 7 مر بیان کرام کے علاوہ فرانکفرٹ جماعت کے 50 ممبران نے حصہ لیا۔ مہم کا ایک خصوصی ویڈیو کلپ محترم اطہر اقبال صاحب کی زیر نگرانی تیار کیا گیا، جسے 17,000 سے زائد افراد نے دیکھا، سینکڑوں افراد نے پسندیدگی کا اظہار کیا اور 100 سے زائد تبصرے موصول ہوئے۔ علاوہ ازیں 31 مئی کو فرانکفرٹ کے خرید و فروخت کے معروف مرکز Zeil پر بھی اس مہم میں تقریباً 15 ہزار سے زائد افراد کو پیغام حق پہنچانے کی توفیق ملی، الحمد للہ۔ اس موقع پر مر بیان کرام اور ڈیوٹی پر موجود 25 سے زائد افراد نے خصوصی تعاون کیا، فجزا ہم اللہ۔ مورخہ 19 اپریل کو برلن ایئر پورٹ پر تبلیغی پروگرام منعقد کیا گیا جہاں جماعت کو مناسب اور وسیع جگہ ملی لہذا اس کا صحیح استعمال کرنے کے لئے مرکزی ٹیم تبلیغی سامان لے کر ایک روز قبل روانہ ہوئی جس نے اس جگہ کو مختلف پوسٹرز سے مزین کیا۔ بعض پوسٹرز مقامی احباب جماعت اپنے ہاتھوں میں اٹھائے چلتے پھرتے ڈیوٹی دیتے رہے۔ یہاں دو بڑے تبلیغی ٹال بھی لگائے گئے۔ دوسری جانب

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ جرمنی کو سال 2025ء کے آغاز سے ہی ملک بھر میں مختلف پروگرامز منعقد کرنے کی توفیق ملی جن کا مقصد اسلام کی پُر امن تعلیم کو وسیع پیمانہ پر عوام الناس تک پہنچانا اور احباب جماعت کو تبلیغی میدان میں فعال کرنا تھا۔ ان تبلیغی پروگراموں کی رپورٹ بغرض دعائیں ہے۔

### ڈائلاگ مہم اور آمد مسیح کا اعلان

مورخہ 22 مارچ کو Buxtehude اور فرانکفرٹ میں تبلیغی پروگرام منعقد کرنے کی توفیق ملی جس میں احباب جماعت نے تبلیغ اسٹینڈ لگایا، کتب، دو رتے اور پوسٹ کارڈز تقسیم کرنے کے ساتھ ساتھ پلے کارڈز کے ذریعہ لوگوں کو آمد مسیح سے آگاہ کیا۔

فرانکفرٹ ایئر پورٹ پر ”مسیح آچکا ہے“ کے موضوع کو خصوصی طور پر پیش کیا گیا۔ مسافروں میں لیف لیٹس اور پوسٹ کارڈز تقسیم کیے گئے جبکہ مائیکروفونز کے ذریعہ بھی یہ خوشخبری مسافروں تک پہنچائی جاتی رہی۔ اس مہم



زیر اہتمام پروگرام منعقد ہوئے اور ہزاروں افراد تک پیغام حق پہنچانے کی توفیق ملی۔

11 جون: رسلز ہائیم کے مرکزی بازار میں دوپہر 1 بجے تا شام 7 بجے ڈائلاگ مہم کا انعقاد کرنے کی توفیق ملی۔ شعبہ تبلیغ کی جانب سے تین مربیان سلسلہ مکرم عدیل احمد خالد صاحب، مکرم حبیب الرحمان ناصر صاحب، مکرم ساحل منیر صاحب نے شرکت کی۔ سوشل میڈیا اور ویڈیوز و تصاویر بنانے کے فرائض مکرم شہزاد احمد عارف صاحب نے بخوبی انجام دیے۔ مقامی جماعت نے بھی مہم کے دوران بھرپور تعاون کیا۔ رسلز ہائیم جماعت کے جنرل سیکرٹری مکرم آصف مرزا صاحب نے مقامی نگران کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔ تبلیغ سٹال کے علاوہ عالمی قیام امن، حضرت مسیح موعودؑ کا تعارف، جہاد کے تصور کی وضاحت پر مشتمل پوسٹرز و پلے کارڈز اور محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کا بڑا بینر آویزاں کیا گیا۔ اس کے علاوہ ڈیوٹی پر موجود افراد درج ذیل تحریر والا پلے کارڈ اٹھا کر ڈیوٹی دیتے رہے کہ ”میں ایک مسلمان ہوں، کیا آپ کے دل میں اسلام کے متعلق کوئی سوال ہے؟“۔ ترک، عرب اور افریقی مسلمانوں نے مہم میں دلچسپی لی اور سوالات بھی کیے۔ مورخہ 5 جولائی کو Hannover میں اس مہم کا وسیع پیمانے پر اہتمام کیا گیا۔ اسی روز ایک رشین نژاد جرمن خاتون نے مربیان کرام سے گفتگو کی اور بعد ازاں بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہو گئیں، الحمد للہ۔

مورخہ 19 جولائی کو کاسل میں وسیع پیمانے پر پروگرام منعقد ہوا جو صبح 11:30 سے شام 6:30 بجے تک مرکزی ٹرام اسٹیشن کے قریب جاری رہا اور عوامی توجہ کا مرکز رہا، الحمد للہ۔ اس پروگرام میں 30 مقامی احباب جماعت نے خدمت کی توفیق پائی۔ جبکہ تین مربیان سلسلہ نے لوگوں کے ساتھ اسلام، جماعت احمدیہ اور موجودہ سماجی موضوعات پر گفتگو کی، فلائرز تقسیم کیے اور پوسٹرز تھام کر کھڑے رہے۔ بہت سے راگیروں نے دلچسپی ظاہر کی، سوالات کیے اور معلوماتی مواد حاصل کیا۔ اس موقع پر مجلس انصار اللہ کاسل کی جانب سے تقریباً 1000 فلائرز

تقسیم کیے گئے۔ اسی طرح مندرجہ ذیل جماعتوں نے بھی اسی نوعیت کے پروگراموں کا اہتمام کیا۔

26 اپریل: مانز۔ بڑی کثرت سے طلبہ کو تبلیغ کرنے کا موقع ملا۔ 24 مئی: سٹنگارٹ۔ اس موقع پر گردنواح کی جماعتوں سے بھی احباب جماعت نے خدمت کی توفیق پائی۔ 5 جون اور 15 جولائی: بادہومبرگ۔ 12 جون اور 10 ستمبر: گیزن۔ 23 جون: یون۔ 22 جولائی اور 16 اگست: ڈارمشٹڈ۔ 16 اگست: Neuss۔ 16 اگست اور 20 ستمبر: ویزبادن۔ (اس دوران تقریباً 400 سے زائد افراد سے انفرادی گفتگو ہوئی)۔ 7 اگست: نوئے ویڈ۔ 9 اگست: وائیل برگ، Esslingen۔ 10 اگست: اوفن باخ، رائنے، Weil der Stadt۔

23 اگست: Mülheim a.d Ruhr, Langenselbold, Bad Nauheim, Hanau۔ 6 ستمبر: لائگن۔ 13 ستمبر: فلور شٹڈ۔ 27 ستمبر: ہائیڈل برگ اور 11 اکتوبر: فرائی برگ۔

### یوم تبلیغ

جرمنی بھر میں یکم مئی 2025ء کو یوم تبلیغ منایا گیا جس میں تمام لوکل ادارات اور 100 سے زائد جماعتوں نے بھرپور شرکت کی توفیق پائی۔ مرکزی شعبہ تبلیغ کی جانب سے یوم تبلیغ کا موضوع ”امن کا راستہ“ رکھا گیا۔ مکرم حافظ فرید احمد خالد صاحب نیشنل سیکریٹری تبلیغ کی طرف سے ایک تفصیلی سرکلر میں جماعتوں کو درج ذیل امور کو مدنظر رکھتے ہوئے منصوبہ بندی کی درخواست کی گئی تھی۔ لیف لیٹس کی تقسیم ”امن کا راستہ“، سائیکل ٹور، امن کے لئے واک، جماعتی لوگو والی شرٹس، اخبارات میں مضامین کی اشاعت، سوشل میڈیا مہم۔

چنانچہ اس دن بہت سے احباب نے اپنے حلقہ احباب، ہمسایوں، دفتری ساتھیوں سے رابطہ کیا۔ متعدد جماعتوں نے چائے پر ہمسایوں کو مدعو کیا، کہیں کھانے کا اہتمام کیا گیا اور بعض جماعتوں میں تبلیغی میٹنگز کا انتظام کیا گیا۔ بہت سی جماعتوں نے مقامی مارکیٹس، پارکس اور

پبلک مقامات پر لیف لیٹس کی تقسیم کے ذریعہ اسلام کا پُر امن پیغام پہنچایا۔ بعض جگہ بک اسٹالز بھی لگائے گئے جہاں مہمانوں کو قرآن کریم کے تراجم، حضرت مسیح موعودؑ کی کتب اور جماعتی تعارف پر مبنی لٹریچر پیش کیا گیا۔ بعض شہروں میں زیر تبلیغ افراد کے گھروں کا دورہ کیا گیا۔

### یوم خلافت

27 مئی 2025ء کو جماعت احمدیہ جرمنی کو یوم خلافت منانے کی توفیق ملی۔ تمام امارات اور جماعتوں میں جلسہ ہائے یوم خلافت کا انعقاد کیا گیا۔ اس سال ایک خاص پہلو یہ بھی رہا کہ ان جلسوں میں زیر تبلیغ دوستوں کے لیے بھی وقت مختص کیا گیا اور جرمن زبان میں ”خلافت کا حقیقی تصور“ کے عنوان سے تقاریر کا اہتمام کیا گیا۔ جماعتوں میں تحریک کی گئی کہ گزشتہ سال سے جرمنی میں خلافت کے تصور پر ایک منفی بحث جاری ہے جس کے نتیجہ میں معاشرے میں خلافت سے متعلق کئی غلط فہمیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ ایسے حالات میں ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم خلافت کے حقیقی اور پُر امن تصور کو بھرپور انداز میں پیش کریں۔ رپورٹس کے مطابق تقریباً تمام مساجد اور مراکز میں جرمن زیر تبلیغ احباب کو دعوت دی گئی جن میں سے کئی دوست اپنی فیملیز کے ہمراہ شامل ہوئے اور نہایت مثبت تاثرات کا اظہار کیا۔ بعض جگہوں پر مہمانوں کے لیے سوال و جواب کی نشست کا بھی اہتمام کیا گیا جس میں شاملین نے گہری دلچسپی لی۔ یوم خلافت کے ان روحانی اجتماعات نے جہاں احباب جماعت کے ایمان کو تازہ کیا وہیں مہمانوں کے خلافت سے متعلق علم میں بھی اضافہ کا موجب ہوا۔

اللہ تعالیٰ خلافت احمدیہ کے زیر سایہ جماعت احمدیہ کو دن دو گنی اور رات چو گنی ترقیات عطا فرمائے، نیز دعا ہے کہ ان پروگراموں کا اہتمام کرنے والے جملہ کارکنان کو اپنے فضلوں سے نوازے اور جماعت احمدیہ جرمنی کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی ہدایات و منشاء کے مطابق خدمات بجالانے کی توفیق عطا فرماتا رہے، آمین۔



## آدھی صدی کا سفر

مکرم عرفان احمد خان صاحب۔ جرمنی

کلاؤز کا خط ریسپنشنسٹ کے ہاتھ میں تھا دیا۔ اس نے فون پر کسی سے بات کی اور چند منٹ میں ایک خاتون نے آکر مجھے اپنے دفتر میں چلنے کو کہا۔ میں اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ راہداریوں سے گزرتے وقت میری آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ کسی فانیوسٹار ہوٹل میں میری پہلی انٹری تھی اور قدرت میرے والدین کی دعاؤں کے طفیل مجھ پر مہربان ہونے جارہی تھی۔ پہلی منزل پر دفتر میں پہنچ کر مسٹر میولر نے میرا انٹرویو کیا اور آخر پر خوشخبری سنائی کہ کل آکر معاہدہ پر دستخط کر دینا۔

پہلے قدم پر اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کے فضل پر سجدہ شکر ادا کیا۔ باہر آکر ٹیلیفون بوتھ سے مکرم انوری صاحب کو اطلاع دی تو انہوں نے سیدھا مشن ہاؤس آنے کو کہا۔ میرے مشن ہاؤس جانے پر وہ بھی اس خوشی میں شریک ہوئے۔ فرانکفرٹر ہوف کا معاہدہ 15 مارچ سے شروع ہو رہا تھا جس کی بناء پر مجھے دو سال کا جرمنی میں قیام کا ویزا مل گیا اور دو فکروں سے آزادی ملی، فالحمد للہ۔ یہاں میں 8 سال رہا۔ اس دوران امریکہ اور دنیا کے دیگر ممالک کے صدران مملکت کو دیکھنے اور کویت کے امیر صباح السالم الصباح کو ان کی خواہش پر سروس دینے کا موقع ملا۔ اپنی ہمشیرہ کی بیماری کی وجہ سے شاہی خاندان نے بیس روز اس ہوٹل میں قیام کیا تھا۔ میں نے ان 8 سالوں میں بہت کچھ سیکھا۔ سب سے بڑھ کر یہاں ٹھہرنے والے سیاسی قائدین کو سروس دینے سے میرے میں جو اعتماد پیدا ہوا وہ بقیہ زندگی میں میرے بہت کام آیا۔ بعض واقعات کا ذکر آئندہ اقساط میں اپنے موقع پر آتا رہے گا۔

میرا ویزا مارچ میں ختم ہو رہا تھا جس کی جرمن زبان سیکھنے کی بنیاد پر میعاد بڑھانے کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ دوسرا راستہ ڈاکٹر کلاؤز کے دفتر کا تھا۔ میں نان ٹیکنیکل ذہن کا مالک تھا اس لئے مکرم انوری صاحب نے مشورہ دیا کہ میں ہوٹل مینجمنٹ میں پریکٹیکم کر لوں۔ اس سے قبل مکرم ملک مسیح الدین شاہد صاحب، مکرم رفیق احمد صاحب ابن مکرم ڈاکٹر رمضان احمد صاحب اور مکرم رفیق احمد صاحب آف لاہور اس پروفیشن سے وابستہ ہو چکے تھے۔ میں بھی ڈاکٹر کلاؤز کے دفتر میں حاضر ہو گیا اور ان کا تعارفی خط لے کر اپنی قسمت آزمانے نکل کھڑا ہوا۔ ڈاکٹر کلاؤز نے خط جاری کرتے وقت ایک نصیحت کی تھی کہ فانیوسٹار ہوٹل میں پریکٹیکم تلاش کرنا۔ چھوٹے ہوٹل والوں کی دلچسپی آپ کو کام سکھانے میں کم اور اپنا کام نکلوانے میں زیادہ ہوگی۔ میں اس وقت فانیوسٹار کی پہچان سے ناواقف تھا۔ والد صاحب کی نصیحت کے مطابق ڈاکٹر کلاؤز سے ملاقات کا احوال مکرم فضل الہی انوری صاحب سے بیان کر دیا۔ اس زمانہ میں فرانکفرٹ میں صرف دو فانیوسٹار ہوٹل تھے۔ انٹر کانٹینینٹل اور Steigenberger Frankfurter Hof۔ ایک فورسٹار ایئر پورٹ ہوٹل تھا۔ فرانکفرٹر ہوف کا شمار دنیا کے دس نامور ہوٹلوں میں ہوتا تھا۔ میں نے وہاں قسمت آزمانے کا فیصلہ کیا۔ اپلائی کرنے، درخواستیں لکھنے سے میں ناواقف تھا۔ یہ بات بھی میرے علم میں نہ تھی کہ بڑی کمپنیوں میں Personal آفس ہوتا ہے جہاں ملازمت کے لئے درخواست دی جاتی ہے۔ میں سیدھا ہوٹل کے ریسپنشن پر جا پہنچا اور ڈاکٹر

پچاس پچپن سال قبل جرمنی میں شدید سردی پڑتی تھی۔ ماہ اکتوبر سے مارچ تک لوگ سورج دیکھنے کو ترستے تھے۔ ان چھ ماہ میں اگر کسی دن سورج نکل آتا تو لوگ کام کاج چھوڑ کر دھوپ کی تپش سے لطف اندوز ہوتے۔ شدید سردی اور برف باری کے باوجود کاروبار زندگی پر اس کا کوئی اثر نہ پڑتا۔ سکول بھی وقت پر لگتے اور منہ اندھیرے بچے سکولوں کو رواں دواں نظر آتے۔ ایک تو شدید سردی اور اوپر سے چھ سات گھنٹے کا دن۔ صبح کی پو پھٹنے یادوں کے ڈھلنے کا تصور موسم سرما میں تو نہیں تھا اور یہ بات میرے لئے حیران کن تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس زندگی کا عادی ہو گیا۔ لیکن اب جرمنی میں اپنے ابتدائی زمانہ (جو بڑی بے سروسامانی کے عالم میں گزرا) کو یاد کرتا ہوں تو سر بار گاہ ایز دی میں جھک جاتا ہے کہ اس ذات نے قدم قدم پر میری مدد اور راہنمائی کی اور مشن ہاؤس کی موجودگی نے ہمیں کبھی بے سہارا نہ رہنے دیا۔

### پریکٹیکم (Praktikum) کا آغاز

جیسا کہ میں نے پہلے بھی لکھا ہے کہ جرمنی میں سکونت اختیار کرنے کا راستہ سٹوڈنٹ ویزا تھا۔ ایک سال زبان سیکھنے کے بعد ویزا کی میعاد میں توسیع کروانے کے لئے گریجویٹ کو یونیورسٹی اور نان گریجویٹ کو اپریٹنس شپ میں داخلہ لینا پڑتا تھا۔ اپریٹنس شپ کو جرمن زبان میں پریکٹیکم کہتے ہیں جس کی تلاش میں مدد فراہم کرنے کے لئے ایک سٹول مدد کا دفتر تھا۔ اس کے انچارج ڈاکٹر کلاؤز انٹرویو کرنے کے بعد ایک تعارفی خط دے دیتے تھے۔

## پر آشوب حالات کا سامنا

ابھی پریکٹیکل لائف شروع ہوئے دو ماہ کا عرصہ گزرا تھا کہ مئی 1974ء میں پاکستان میں ایک تحریک کی صورت میں احمدیوں پر ظلم و بربریت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ جس کی تفصیل متعدد جگہوں پر چھپ چکی ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب اطلاعات اور خبریں حاصل کرنے کے ذرائع بہت محدود تھے۔ ڈائریکٹ ڈائلنگ سسٹم بھی موجود نہ تھا۔ بیرون پاکستان رہنے والے احمدی حدود راجہ پریشان اور خبریں جاننے کے لئے بے چین رہتے۔ ہم جو چند احمدی فرانکفرٹ میں تھے مشن ہاؤس میں جمع رہتے۔ دعائیں بھی کرتے اور اپنی پریشانی ایک دوسرے سے شیئر کرتے۔ مکرم انوری صاحب بار بار لندن فون کرتے کہ وہاں مشن ہاؤس کا پاکستان سے رابطہ نسبتاً آسان تھا۔ ان ایام میں نمازوں میں سوز و گداز، سجدوں میں احباب کا خدا کے حضور بلکنا تاریخ کا حصہ ہے۔ ہم زیادہ تر نو عمر تھے۔ ہم میں سب سے سینئر مکرم محمد اسماعیل خالد صاحب تھے جن کو دنیا اسماعیل بٹوہ کے نام سے جانتی ہے۔ انہوں نے 1953ء کے فسادات لاہور میں ڈیوٹیاں دی تھیں۔ وہ اس دور کے خدائی مدد کے واقعات سنا کر ہم نوجوانوں کے حوصلے بلند رکھتے۔ ان ایام میں ہم پر جو گزر رہی تھی اس میں محمد اسماعیل خالد صاحب مرحوم ہماری ڈھارس بندھاتے رہے۔

## سفیر پاکستان کی نور مسجد میں آمد

جیسا کہ میں نے بتایا کہ 15 مارچ سے میں نے پریکٹیکم شروع کر دیا تھا۔ جون کی ابتدائی تاریخ تھی کہ میں صبح کام پر گیا تو ہوٹل کے مین گیٹ پر پاکستان کا قومی پرچم لہرا رہا تھا۔ میں نے اندر جا کر معلوم کیا تو پتہ چلا سفیر پاکستان ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ سید سجاد حیدر صاحب ایک سال سے بھی کم عرصہ پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث علیہ السلام سے ملنے نور مسجد تشریف لائے تھے۔ میں نے ان سے ہوٹل میں ملنے کی کوشش کی۔ ان کے ساتھ کمرشل قونسلر سعید احمد خان صاحب بھی تھے۔ انہوں نے میرا پیغام سفیر صاحب تک پہنچایا تو سید سجاد

حیدر صاحب ہوٹل کی لابی میں تشریف لے آئے اور ان سے پاکستان میں احمدیوں پر گزرنے والے حالات کا جو علم مجھے تھا وہ میں نے بیان کر دیا۔ اس سے پہلے ان کے پاس سرکاری بھجوائی ہوئی معلومات ہی تھیں جس میں احمدیوں کے ہونے والے نقصان کا ذکر نہیں تھا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس وقت سفیر پاکستان کو یہ باور کروانے کی بھی توفیق دی کہ ہم اپنے ملک میں ظلم کا شکار ہو رہے ہیں اور آپ نے بطور سفیر خود فون کر کے ہم سے اظہار ہمدردی نہیں کیا۔ انہوں نے جواباً کہا کہ مجھے اس تفصیل کا علم نہیں تھا۔ دو روز بعد سفیر صاحب کا انوری صاحب کو فون آیا کہ میں اتوار کے روز آپ کے پاس آ کر کیونٹی کے افراد سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اتوار کے روز ہم سب مشن ہاؤس میں موجود رہے اور سفیر پاکستان سید سجاد حیدر صاحب نے خطاب کر کے اپنی طرف سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ ابھی قومی اسمبلی میں بحث شروع نہ ہوئی تھی اور فسادات جاری تھے اس لئے سجاد حیدر صاحب کا رویہ بھی بہت ہمدردانہ رہا۔ جماعت کی طرف سے صرف مکرم فضل الہی انوری صاحب شری انچارج نے گفتگو کی۔ چائے کے دوران سفیر صاحب نے جماعت کے نظم و ضبط کی تعریف کی۔ ان کے الفاظ آج بھی مجھے یاد ہیں کہ ”مجھے پوتھ ہوٹل کے ہال میں جب بھی پاکستانیوں سے خطاب کا موقع ملا ہے گلے شکوے اور الزام تراشی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ میں آج اسی ماحول کا سامنا کرنے کی تیاری کر کے آیا تھا۔ لیکن آپ لوگوں نے بہت تحمل سے مجھے سنا ہے اور کوئی احتجاجی فقرہ آپ کی زبان پر نہیں آیا۔ حالات کو بدلنا میرے اختیار میں نہیں لیکن میری دعا آپ کے ساتھ ہے۔ اللہ آپ کی مدد کرے“۔ سفیر صاحب دو گھنٹے سے زائد نور مسجد سے ملحقہ ہال میں احمدیوں سے گفتگو کرتے رہے۔ یہ بہر حال ان کی شرافت تھی کہ انہوں نے نور مسجد آنا ضروری سمجھا۔

## احتجاجی خطوط کا تذکرہ

چیف منسٹر پنجاب حنیف رامے کی سرگودھا میں موجودگی کے روز احمدیوں کی املاک کو جس طرح لوٹا گیا اور اس سے پہلے بھی احمدیوں کے خلاف جاری تحریک کے دوران

مختلف جگہوں پر احمدیوں کو مال و جان کی جو قربانی دینی پڑی اس پر مرکز سے یہ ہدایت آئی کہ اس زیادتی کے خلاف وزیراعظم پاکستان اور اپنے اپنے ملک میں پاکستانی سفارت خانوں کو احتجاجی خط لکھے جائیں۔ چنانچہ جرمنی کے احمدیوں نے بھی اس سکیم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بعض افراد خط کے نفس مضمون سے نابلد تھے ان کو خطوط لکھ کر دینے کی خدمت بھی بعض افراد نے سرانجام دی۔ اس سلسلہ میں مکرم رفیق سلطان صاحب ابن مکرم بدر سلطان اختر صاحب مراقب خدام الاحمدیہ نے اپنی خدمات پیش کیں۔ وہ نئے نئے پاکستان سے آئے تھے اور وہاں نیشنل بینک کراچی میں ملازمت کی وجہ سے انگریزی اور اردو ڈرافٹنگ میں مہارت رکھتے تھے۔ وہ روزانہ صبح فرانکفرٹ کے مرکزی شاپنگ سنٹر Zeil میں موجود مرکزی ڈاکخانہ Hauptpostamt میں جا کر بیٹھ جاتے اور جس نے خط لکھنا ہوتا وہ اس دوست کو خط لکھ کر دے دیتے جو اسی وقت وہیں سے پوسٹ کر دیا جاتا۔ کمرشل قونسلر مکرم سعید احمد خان صاحب نے مجھے خود بتایا کہ آپ لوگوں کی طرف سے آنے والے خطوط اسلام آباد میں وزارت خارجہ کو بھجوا دیے جاتے تھے۔ اس زمانہ کا Zeil کا علاقہ آج سے بہت مختلف تھا۔ ایک تو وہاں دو طرفہ ٹریفک چلتی تھی اور درمیان میں ٹرام کی پٹری تھی۔ دونوں طرف ڈیپارٹمنٹل سنٹور اور دوکانیں تھیں جن کے آگے بہت چوڑا فٹ پاتھ تھا جس کے سرے پر ریلنگ لگی ہوئی تھی۔ مرکزی پوسٹ آفس میں ایک طرف بیس سے زیادہ کاؤنٹر تھے۔ ایک حصہ میں انٹرنیشنل ٹیلیفون ایکسچینج تھا جہاں بکنگ کروا کر فون کیا جاسکتا تھا۔ دوسرے حصہ میں جرمنی میں کال کرنے کے بے شمار بوتھ لگے ہوئے تھے۔ اب موبائل کا استعمال اتنا عام ہے کہ 70 کی دہائی کے شروع کے سال میں رائج الوقت طریق کار پر اب ہنس آتی ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ 70 کی دہائی کے آخری سالوں اور پھر 80 کی دہائی میں جرمنی نے بہت تیزی سے ترقی کی۔

جرمنی میں اسلام کے ابتدائی حالات آئندہ قسط میں پیش کئے جائیں گے۔





Wilhelm II

## تاریخ جرمنی

### جب قیصر ولہیلیم دوم جرمنی کے سیاہ و سفید کا مالک بنا

پھر جنوب مشرقی یورپ میں بلقان کی جنگوں نے خطے کو مزید غیر مستحکم کر دیا، خاص طور پر آسٹریا-ہنگری اور سربیا کے درمیان حالات نہایت خطرناک ہو گئے۔

پورا جرمنی نہیں لیکن پریشیا یعنی جرمنی کی فوج جنگ میں پریشیا کی استواری دیکھتی تھی۔ اور جنگ سے متعلق اہم سرکاری ملاقاتوں میں جرمن جنرل Moltke نے کئی بار روس پر حملے کی تجویز بہت زور شور سے پیش کی۔ اس کا یہ ماننا تھا کہ جنگ جتنی جلدی ہو اتنا بہتر ہے کیونکہ جنگ کے بغیر جرمنی کا طاقتور ترین بن جانا ناممکن ہے۔ تاہم جرمنی

جنگ چھیڑنے پر آمادہ نہیں ہوا۔ مگر کشیدگیاں پورے یورپ میں بہت بڑھ چکی تھیں۔ آخر 28 جون 1914ء کو ایک چنگاری سے آگ بھڑک اٹھی جب آسٹریا کے ولی عہد Franz Ferdinand کو Sarajevo میں سربیا کے قوم پرستوں نے قتل کر دیا۔ آسٹریا-ہنگری نے، جرمنی کی مکمل حمایت کے ساتھ، سربیا کو سخت شرائط پر مبنی ایک الٹی میٹم دیا۔ جب سربیا تمام مطالبات پورے نہ کر سکا، تو ایک ناگزیر سلسلہ شروع ہو گیا۔ یورپ کی بڑی طاقتیں، اپنے اتحادوں کے تحت، ایک کے بعد ایک جنگ میں کود پڑیں۔ یورپ، اور جلد ہی ساری دنیا، ایک ہولناک جنگ کی لپیٹ میں آ گئی جسے پہلی عالمی جنگ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ (جاری ہے)

حوالہ جات:

Schlaglichter der deutschen Geschichte, Helmut M. Müller, bpb, Brockhaus 2002  
Die kürzeste Geschichte Deutschlands, James Hawes, Ullstein 2019, Berlin

ایک طرف روس اور فرانس کا گٹھ جوڑ تھا جس میں اب برطانیہ بھی شامل ہو گیا کیونکہ برطانیہ اور جرمنی میں کشیدگی تھی اور فرانس جرمنی میں بھی، اسی طرح روس کے بھی تعلقات اب جرمنی سے خراب ہو چکے تھے۔ جرمنی کے ساتھیوں میں آسٹریا اور اطالیہ شامل ہو گئے۔ یورپ میں اب دو مسلح گروہ آمنے سامنے تھے ایک طرف Triple Alliance (جرمنی، آسٹریا-ہنگری، اٹلی) اور دوسری طرف Triple Entente (برطانیہ، فرانس، روس)۔

یہ خارجی امور کا احوال ہے۔ داخلی امور بھی بہت سازگار نہ تھے۔ جرمنی میں صنعتی ترقی تو تیز رفتاری سے جاری رہی، مگر سماجی تناؤ بڑھنے لگا۔ مزدوروں کی نمائندہ جماعت سوشلسٹ ڈیموکریٹک پارٹی (SPD) اب ایک طاقتور آواز بن چکی تھی، جو اکثر قیصر کی مطلق العنان خواہشات کے خلاف کھڑی ہوتی تھی۔ اسی طرح پریشیا کا باقی جرمنی پر زور اور تسلط بھی پہلے سے کمزور ہوتا جا رہا تھا۔ (اگر آپ کو یاد ہو، بسمارک اور قیصر دونوں پریشیا سے تھے، اور انہی کی طاقت سے جرمنی قائم ہوا تھا)۔ اس کی بنیادی وجہ بھی جرمنی کی صنعت کاری تھی۔ جرمنی کی فوج بنیادی طور پر پریشیا کی فوج تھی، لیکن اب فوج صنعتی ساز و سامان پر منحصر تھی، اور وہ باقی جرمنی فراہم کر رہا تھا۔

1900ء کی دہائی کے اوائل میں کئی بین الاقوامی بحران سامنے آئے۔ مراکش کے مسئلے پر جھگڑوں نے بالخصوص فرانس اور برطانیہ کے ساتھ کشیدگی کو بڑھایا۔

گزشتہ قسط کا اختتام اس بات پر ہوا تھا کہ بسمارک کا دور 1890ء میں مکمل ہوا۔ قیصر ولہیلیم دوم اب جرمنی کے سیاہ و سفید کا مالک تھا۔ یہ محض جرمنی کے لیے ہی نہیں بلکہ عالمی تاریخ کے لیے بھی ایک بڑا موڑ تھا۔ بسمارک سفارت کاری کا ماہر تھا اور دوست دشمن ہر دو کے ساتھ اپنے تعلقات مدبرانہ انداز میں چلاتا تھا۔ قیصر ولہیلیم دوم پُر عزم ضرور تھا لیکن اپنے جوش میں غیر محتاط بھی تھا۔ جرمنی کو ایک عالمی طاقت دیکھنا اس کا خواب تھا۔

اس کے اس نئے نظریہ کو Weltpolitik (عالمی پالیسی) کہا گیا، جس کا مطلب تھا کہ جرمنی بیرون ملک نوآبادیات (کولونیز) کے حصول میں جارحانہ انداز اختیار کرے اور ایک طاقتور بحری بیڑا تیار کرے جو برطانیہ کی بحری طاقت کا مقابلہ کر سکے۔ اس بحری اسلحے کی دوڑ میں دونوں ممالک کود پڑے اور وقت گزرنے کے ساتھ دونوں کے درمیان کشیدگی بڑھتی گئی۔ اسی اثنا میں روس کے ساتھ تعلقات میں جو بسمارک نے بہت مہارت سے قائم کیے تھے، دراڑیں پڑنے لگیں۔ اور روس نے فرانس کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔

یہ دلچسپ بات ہے کہ بسمارک کی معاشی پالیسی کی وجہ سے جرمنی کی انڈسٹری بہت مضبوط رہی۔ Made in Germany معیاری اشیاء کی ضمانت بن گیا۔ یہاں تک کہ برطانیہ کے بحری بیڑوں میں بھی جرمنی کا کام استعمال ہوتا تھا۔

## محترم چودھری غلام احمد صاحب

خاکسار کے والد محترم چودھری غلام احمد صاحب ابن مکرم چودھری محمد اسماعیل صاحب 31 مئی 2025ء کو بعمر 94 سال وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم رحمت بازار ربوہ کے پرانے آباد کاروں اور تاجروں میں سے تھے اور حضرت چودھری مولابخش صاحبؒ کے پوتے تھے۔ صوم و صلوة کے پابند اور خلافت احمدیہ سے بہت محبت اور وفا کا تعلق رکھنے والے تھے۔ ہر ایک کے ساتھ محبت سے پیش آتے اور نیک کاموں کی ترغیب دیتے۔ اپنے خاندان اور رشتہ داروں کے علاوہ پڑوسیوں اور دیگر افراد کے ساتھ بھی احسان کا سلوک کرتے۔ آپ کی وفات فرانکفرٹ میں اپنے سب سے چھوٹے بیٹے محترم مبارک احمد صاحب کے گھر میں ہوئی۔ آپ موصی تھے۔ آپ کی نماز جنازہ یکم جون کو بیت السبوح فرانکفرٹ میں ادا کی گئی۔ بعد ازاں تدفین کے لیے ربوہ لے جایا گیا جہاں مسجد مبارک میں نماز جنازہ کے بعد بہشتی مقبرہ نصیر آباد میں تدفین ہوئی۔

(منظور احمد صادق، Dreieich)

## مکرم منور احمد ندیم صاحب

خاکسار کے والد مکرم منور احمد ندیم صاحب ابن مکرم قاضی مبارک احمد صابر صاحب 30 ستمبر 2025ء کو بعمر 66 سال وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا مکرم دین محمد صاحب کے ذریعہ ہوا۔ آپ نہایت خوش اخلاق، نرم دل اور ملنسار شخصیت کے حامل تھے۔ ہر وقت دوسروں کی مدد کے لیے تیار رہتے۔ صوم و صلوة کے پابند اور مالی قربانی میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ مرحوم کو بیت الحمد Wittlich، مسجد طاہر Koblenz اور بیت الرحیم Neuwied کی تعمیر کے سلسلہ میں نمایاں مالی قربانی کی توفیق ملی۔ جماعتی پروگرامز میں شعبہ سمعی و بصری کے حوالہ سے بھی خدمت کا موقع ملتا رہا۔

## بلانے والا ہے سب سے پیارا

### اعلانات وفات و دعائے مغفرت

جلسہ سالانہ جرمنی میں وقف عارضی کا بھی موقع ملا۔ اپنی اولاد کی تربیت پر خاص توجہ دینے اور خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی، ایک بیٹا، دو بھائی اور ایک بہن یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 4 اکتوبر کو بیت الرحیم Neuwied میں ادا کی گئی اور 6 اکتوبر کو Friedhof Torney Neuwied میں تدفین ہوئی۔

(ڈاکٹر مبارز ندیم، Neuwied)

## مکرمہ تنزیلہ فاروق صاحبہ

خاکسار کی ہمیشہ مکرمہ تنزیلہ فاروق صاحبہ بنت مکرم فاروق اسماعیل صاحب 2 اکتوبر 2025ء کو بعمر 31 سال بقضائے الہی وفات پا گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ پیدائش سے ہی ذہنی طور پر کمزور اور خصوصی توجہ و دیکھ بھال کی محتاج تھیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے والدین، خالہ اور نانی جان کو اعظیم عطا فرمائے جنہوں نے نہایت صبر اور محبت کے ساتھ طویل عرصہ تک خدمت کی۔

مرحومہ کے آباؤ اجداد کا تعلق تلونڈی جھنگلاں (ضلع گورداسپور) سے تھا، جو قادیان سے قریباً 9 میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے پڑدادا کے والد کے ذریعہ ہوا، جب حضرت مولوی عبدالرحیم صاحبؒ کو حضرت مسیح موعودؑ نے تبلیغ کے لیے آپ کے گاؤں بھیجا۔ موصوفہ کے پڑدادا کے والد حضرت رحیم بخش صاحبؒ اور پڑدادا شاہ محمد صاحب (جن کی عمر اُس وقت صرف 12 برس تھی) نے اپنے اہل خانہ سمیت بیعت کی۔ شاہ محمد صاحب اور اُن کے

بھائی اسماعیل صاحب کا نام تحریک جدید کے دفتر اول کے ابتدائی 5000 مجاہدین میں شامل ہے۔

مرحومہ کے والد مکرم فاروق اسماعیل صاحب کو تقریباً چار سال تک اسیر راہ مولارہنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ مرحومہ نے پسماندگان میں والدین کے علاوہ دو بہنیں اور ایک بھائی (خاکسار) یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جرمنی نے 9 اکتوبر کو مسجد سبحان مورفیلڈن والڈورف میں پڑھائی اور اگلے روز قبرستان Walldorf میں تدفین ہوئی۔ (مامون فاروق، مربی سلسلہ شعبہ جزل بیکرٹری)

## مکرمہ مسرت صدیقہ بٹ صاحبہ

خاکسار کی اہلیہ مکرمہ مسرت صدیقہ بٹ صاحبہ 28 اکتوبر 2025ء کو بعمر 75 سال وفات پا گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ حضرت فضل دین صاحبؒ کے ذریعہ ہوا جنہوں نے 1898ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ مرحومہ نے ایم۔ اے عربی کیا ہوا تھا اور لجنہ کی کلاسز میں کتب حضرت مسیح موعودؑ سے اقتباسات آسان الفاظ میں سمجھاتیں۔ آپ کو بطور صدر لجنہ اماء اللہ ہاناؤ خدمت کی توفیق پائی۔ آپ نہایت ملنسار، صوم و صلوة کی پابند اور خلافت سے محبت کا تعلق رکھنے والی تھیں۔

مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ نے پسماندگان میں تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم نصیر احمد قمر صاحب مربی سلسلہ و ایڈیشنل وکیل الاشاعت یو کے کی ممائی تھیں۔ آپ کی نماز جنازہ 30 اکتوبر کو بیت السبوح فرانکفرٹ میں مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جرمنی نے پڑھائی۔ بعد ازاں 31 اکتوبر کو Friedhof Heiligenstock میں تدفین ہوئی۔ (شوکت حسین بٹ، ڈار مشنڈ)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے، آمین



جرمنی میں احمدیہ مساجد و نماز سینٹر کے دروازے کھلے رکھنے کا دن (3 اکتوبر 2025ء)  
مہمانوں کی آمد کے چند مناظر



Bensheim



Berlin



Darmstadt



Florstadt



Mülheim an der Ruhr



Mannheim



Groß-Gerau



Frankenthal



Monthly

Germany

# AKHBAR-E-AHMADIYYA

VOL 26

ISSUE 11

NOVEMBER 2025

ISSN : 2627-5090

Tel : +49 6950688722

Fax : +49 6950688722

Editor : Muhammad Ilyas Munir